فہرست مضامین کتاب انوار احمدی

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

رسالہ مشتمل بر ذکر میلاد و فضائل و آداب حضرت سرورِ عالم سید العرب والعجم
باعث ایجاد کونین رسول الثقلین سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین

مسمّی بہ

انوار احمدی

۱۳۲۳

مؤلفہ

عالیجناب مولانا مولوی حاجی حافظ عارف باللہ محمد انوار اللہ صاحب حیدرآبادی صانہ اللہ عن الشر والاعادی

باہتمام احقر العباد خاکپائے علماء ربانی حکیم محمود صمدانی بلغہ الآمال والامانی

مطبع شمس الاسلام حیدرآباد مطبوع شد

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا محمد
وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد بندہ بے بضاعت محمد انوار اللہ ابن مولانا
ومرشدنا مولوی حافظ ابی محمد شجاع الدین صاحب قندہاری دکنی محبان بارگاہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ جس زمانہ مین کہ آقائے
دارین نے بنظر کمال بندہ پروری اس ناچیز کی حضوری افضل البلاد مدینہ طیبہ
زادہا اللہ شرفا مین منظور فرمائی تھی چند روز ایسے گذرے کہ کوئی کام درس
وتدریس وغیرہ کا متعلق نہ رہا چونکہ نفس ناطقہ بیکار نہین رہتا۔ یہ بات دلمین آئی
کہ چند مضامین میلاد شریف وفضائل معجزات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
کتب احادیث وسیر سے منتخب کرکے منظوم کئے جائین ہرچند فن شاعری مین نہ کسی سے
تلمذ ہے نہ مہارت نہ اہل ہند کے محاورات سے وقفیت مگر صرف اس لحاظ سے
کہ یہ خدمت غالبًا مناسب مقام ہے اور تعجب نہین کہ اہل اسلام کو اس سے کچھ فائدہ
بھی حاصل ہو چند اشعار لکھے اور ہنوز مقصود تک پہنچا نہ تھا کہ ان اشعار کی شرح
کرنے کا خیال اسوجہ سے پیدا ہوا کہ جب تک ماخذ ان مضامین کا بیان نہ کیا جائے

قابل اعتماد نہ سمجھے جائینگے چنانچہ اوسی مدت حضوری مین چند اشعار کی شرح لکھی گئی کہ پھر یہ حرمان نصیب مہاجرت صوری مین مبتلا ہوا۔ جب مکہ معظمہ زاد ہا اللہ شرفاً مین حاضر ہوا اور ان اجزا کی تالیف کا ذکر پیشگاہ اقدس قدوۃ المحققین ہادی منازل تحقیق مرشدنا و مولانا حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب قدس سرہ العزیز مین آیا ارشاد ہوا کہ ہم ان اجزا کو اول سے آخر تک سنینگے چنانچہ کمال شوق سے وہ تمام اجزا حضرت نے سماعت فرمائے چونکہ بزرگان دین کو ذکر سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل دلچسپی اور نسبت عشقیہ ہوتی ہے حضرت ممدوح اکثر مضامین پر نہایت محظوظ ہوتے غرض پوری کتاب کو سماعت فرمانیکے بعد اوسکا نام انوار احمدی تجویز فرماکر اپنی خوشنودی کے اظہار سے اسکو مسجل فرمایا چنانچہ تبرکاً وہ تحریرات درج ذیل ہین۔ وہ اجزا ابتک یون رکھے ہوے تھے اور مشاغل ضروریہ سے اسقدر فرصت نہ ملی کہ اونکی تکمیل ہوسکے۔ اندنون بعض احباب خیرخواہ قوم وملت نے اس بات پر زور دیا کہ جسقدر شرح لکھی جاچکی ہے وہ ہی طبع کرادیجائے۔ چونکہ حضرت ممدوح کا ارشاد بھی اوسکے چھپوانے کیلئے تھا اسلئے امتثالاً للامر اس کتاب ناقص کے طبع کا ارادہ کیا گیا۔ اور چند قصائد وغزلیات بھی اوسکے ساتھ ملحق کردیے گئے اگرچہ وہ اس قابل نہین کہ اہل کمال کے روبرو پیش کئے جائین مگر چونکہ اوسی زمانہ حضوری مین عرض کئے گئے تھے اس لئے خالی از مناسبت نہین فقط

نقل تحریر حضرت مولانا ممدوح قدس سرہ العزیز

بعد الحمد والصلوٰۃ اندنون مین ایک عجیب وغریب کتاب لاجواب مسمی بانوار احمدی

مصنفہ حضرت علامۂ زمان و فرید دوران عالم باعمل و فاضل بے بدل جامع علوم
ظاہری و باطنی عارف باللہ مولوی محمد انوار اللہ حنفی و چشتی سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر کی نظر سے
گذری اور بلسان حق ترجمان مصنف علامہ کی اول سے آخر تک بغور سنی تو اس کتاب
کے ہر ہر مسئلہ کی تحقیق محققانہ حقانی میں تائید ربانی پائی گئی کہ اسکا ایک ایک جملہ و فقرہ
امداد مذہب و مشرب اہل حق کی کر رہا ہے اور حق کی طرف بلاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے
مصنف کے علم اور عمل اور عمر میں برکت دے اور نعمائے عرفانی اور دولت قرب ربانی
سے مشرف فرما کر مراتب علیا کو پہنچا دے اور اس کتاب کو مقبول کرے تا طالبان حق اس سے
مستفید ہوتے رہیں آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین
کاتب الحروف فقیر حقیر امداد اللہ حنفی چشتی عفی اللہ عنہ

ایضاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی هدانا بنعمه الی طریق من اراد اللہ به خیرا یفقهه فی الدین والصلوة
والسلام علی من بشرنا بشفاعته لاتفاق العالمین وعلی آله واصحابه الطاهرین المطهرین
والائمة المجتهدین الصالحین اما بعد فیقول الفقیر امداد اللہ الحنفی مذهبا والچشتی
مشربا التهانوی قرا المکی موطنا جعله اللہ المدنی مدفنا انی سمعت هذا الکتاب من اوله
الی آخره بعض الاحباب ووجدته موافقا للسنة السنیة فسمیته بالانوار الاحمدیه
تا انها هذا السنی وعلیه بما رضنی یقبله اللہ بقبول المقبولین وجعله ذخیرة لیوم
الدین آمین وبارک اللہ فی عمر المصنف لقیام الشریعة بنعمة حسن الختام آمین بجاه طه ویٰس

ادرجوان تسمع دلائله تطمئن القلوب بالاذکار		جاء بالنور فیوق بحبة المصنف کاسمه الانوار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر حق اس نظم مین ہین وہ مضامین دلپذیر
جن سے اترے رحمت اور ہو دین دل اعدا پہ تیر
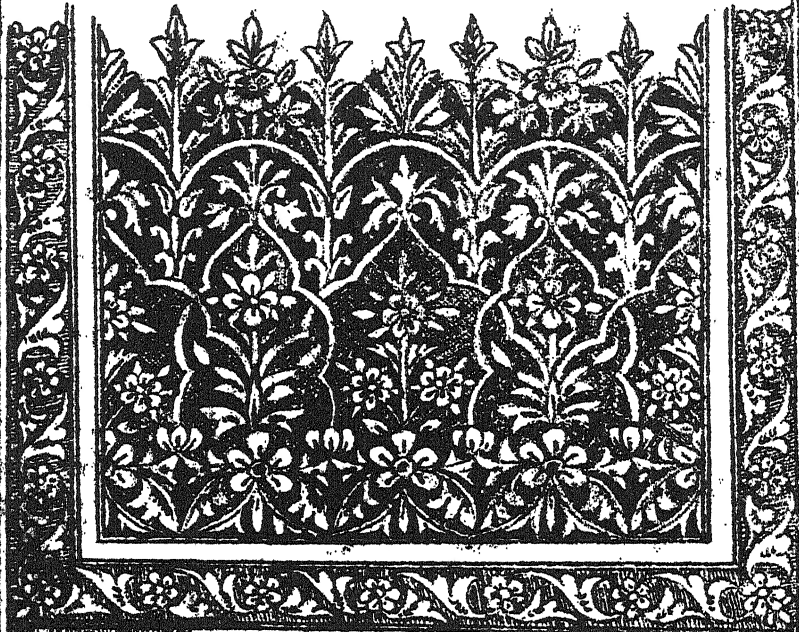
چونکہ منصوصات سے ہین وہ تمامی مستنیر
اہل ایمان مان لینگے اونکو دل سے ناگزیر

گرچہ ہین اشعار یہ پر شاعری اسمین نہین
ترجمہ منقول کا ہے خودسری اسمین نہین

قولہ جس سے اترے رحمت امام سخاوی نے مقاصد حسنہ مین سفیان ابن عیینہ کا قول نقل کیا ہے کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ جب عموماً صالحین کے ذکر کے وقت نزول رحمت ہو تو قیاس کرنا چاہئے کہ سید الصلحا والانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کے ذکر کے وقت کسقدر جوش رحمت ہوتا ہوگا۔ قولہ ہو دین دل اعدا پہ تیر۔

کمافی روایۃ الترمذی فی الشمائل النبوۃ وکذا فی سننہ والنسائی والبزار کلھم من
حدیث عبدالرزاق عن جعفر بن سلیمان عن ثابت عن انس انہ صلی اللہ علیہ وسلم
دخل مکۃ فی عمرۃ القضاء وابن رواحۃ یمشی بین یدیہ وھو یقول۔

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ	الیوم نضربکم علی تنزیلہ
ضربا یزیل الھام عن مقیلہ	ویذھل الخلیل عن خلیلہ

فقال عمر یا ابن رواحۃ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی حرم اللہ تقول شعرا
فقال لہ صلی اللہ علیہ وسلم خل عنہ یا عمر فلھی فیھم اسرع من نضح النبل کذا فی المواھب
اللدنیہ وشرح للزرقانی یعنے مواھب لدنیہ اور اوسکی شرح زرقانی مین روایت ہی
انس سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ قضا کرنیکے لئے مکہ معظمہ مین داخل ہوے
اوسوقت کی یہ حالت تھی کہ حضرت کے آگے آگے ابن رواحہ یہ اشعار پڑہتے جاتے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے
ہٹو اے اولاد کفار حضرت کے راستہ سے آج ہم تمکو حضرت کی کتاب کے حکم پر
وہ مار مارینگے کہ سر دن کو گردنون سے جدا کردے اور دوست کو دوست سے
بھلادے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے روبرو اور حرم مین تم اشعار پڑہتے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اے عمر انکو انکے حال پر چھوڑدو کہ انکے اشعار کفار کے دلون مین تیر سے جلد تر
سرایت کرتے ہین انتہی اور ایک حدیث مین وارد ہے کہ اس قسم کے اشعار کہنا
جہاد لسانی ہے کمافی المشکوۃ عن کعب بن مالک انہ قال للنبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان اللہ تعالی قد انزل فی الشعر ما انزل فقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان المومن یجاھد بسیفہ ولسانہ والذی نفسی بیدہ

لكأنما ترمونهم به نضح النبل رواه في شرح السنه وفي الاستيعاب لابن عبد البر انه قال يا رسول الله ماذا ترى في الشعر فقال ان المومن يجاهد بسيفه ولسانه ترجمہ کعبؓ ابن مالک نے عرض کی یارسول اللہ حق تعالی نے شعر کی برائی مین آیۃ شریفہ نازل کی یعنے الشعراء یتبعهم الغاوٗن مقصود یہ کہ اب شعر کہنا درست نہوگا فرمایا کہ ایمان والے تلوار سے اور زبان سے جہاد کرتے ہین قسم ہے اللہ تعالی کی کہ کفار کے مقابلہ مین تمہارا شعر پڑہنا مثل تیراندازی کے ہے۔ ابن عبد البر نے استیعاب مین لکہا ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ شعر کے باب مین کیا حکم ہے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بلاشک مومن اپنی تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے **الحاصل** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل مین اور اُن مخالفین کے جوابات مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرتے ہون اشعار کا لکہنا جہاد لسانی ہے جو تیر کا کام کرتا ہے **قولہ** چونکہ منصوصات الخ اس کتاب مین التزام اس امر کا کیا گیا ہے کہ حتی الامکان احادیث و آثار کا مضمون لکہا جاے مگر کہین کہین بطور نکات کے اور مضامین بہی جو منقول ہی سے مستفاد ہین بڑہائے گئے باقی رہی یہ بات کہ سوائے صحاح ستہ کے اور کتب حدیث سے بہی احادیث اسمین نقل کئے گئے ہین سو اسکی وجہ یہ ہے کہ کل احادیث صحاح ستہ مین موجود و منحصر نہین ہین چنانچہ شیخ ابو الفیض محمد بن علی الفارسی رح نے جواہر الاصول مین لکہا ہے کہ صحیحین یعنے بخاری اور مسلم مین بلا تکرار کل چار ہزار حدیثین ہین اور شاہ عبد العزیز صاحب رح نے بستان المحدثین مین لکہا ہے کہ

ابوداؤد مین چار ہزار آٹھ سو حدیثین ہین انتہی اسمین اکثر مکررات بھی ہین اور وہ بھی ہین
جو صحیحین مین موجود ہین علے ہذا القیاس باقی کتب صحاح مین اکثر وہ حدیثین ہین جو
ان تینون کتابون مین موجود ہین بہرحال اگر شمار کیا جائے تو کل صحاح ستہ مین
دس بارہ ہزار حدیثون سے زاید نہ نکلین گے حالانکہ قسطلانی نے شرح بخاری مین
امام بخاری رح کا قول نقل کیا ہے کہ لاکھ حدیثین صحیح مجھے یاد ہین۔ امام سخاوی
نے فتح المغیث مین لکھا ہے ذکر ابو محمد السرخسی راوی الصحیح ومن تبعہ ان الذی
لم یخرجہ البخاری من الصحیح اکثر مما خرجہ۔ اور جواہر الاصول مین امام احمد بن حنبل رح
کا قول نقل کیا ہے کہ ساڑھے سات لاکھ سے زیادہ حدیثین صحیح ہین اب دیکھئے
کہ اگر صحاح ستہ ہی پر صحیح حدیثونکا مدار رکھا جائے تو لاکھون حدیثین صحیح بیکار ہوی
جاتی ہین اور تصنیف ان کتابون کی لغو ٹھہر جاتی ہے حالانکہ ایسے ایسے محدثین
جن کا حال اظہر من الشمس ہے بیفائدہ کام کے مرتکب نہین ہو سکتے اور اہل علم یہ تو
بخوبی جانتے ہین کہ بڑے بڑے محدثین مثل ابن حجر عسقلانی وغیرہ ہزارہا مواقع مین
سوائے صحاح ستہ کے دوسرے کتب حدیث سے برابر استدلال کیا کرتے ہین
پھر ہر بات پر صحاح ستہ کی حدیث کا طلب کرنا تکلیف مالا یطاق ہے بلکہ یہ الزام
درحقیقت امام بخاری رح وغیرہ اکابر محدثین پر عائد ہوگا کیونکہ باوجودیکہ لاکھون
حدیثین صحیح یاد رکھتے تھے کیون جمع نہ کین اور ہم یہ گمان کبھی نہین کر سکتے کہ ان
حضرات نے بخل کیا ہے بلکہ وجہ اوسکی یہ ہے کہ ہر محدث کو تالیف کے وقت
ایک مقصود خاص پیش نظر رہا کیا ہے جسکی تکمیل کی اونھون نے فکر کی اور یہ مقصود
کسی کے پیش نظر نہ رہا کہ انحصار جمیع احادیث صحیحہ کا کیا جاوے ورنہ یہ دعوی

کرتے کہ اپنی تصنیف کے سوا کل حدیثین موضوع یا ضعیف ہین حالانکہ امام بخاری وامام احمد ابن حنبل رح کی تقریر سے ابھی معلوم ہو چکا۔ کہ لاکھون صحیح حدیثون کے وجود کا انہون نے اعتراف کیا ہے۔

لکھا اسکو نظم مین ہر چند مین شاعر نہین		کیونکہ خوش ہوتے تھے اکثر نظم ہی سے شاہ دین
تھی یہی الہم جو محمد حسان کے تھی روح الامین		فیض رحمانی ہے نعت رحمۃ للعالمین

ذکر ختم المرسلین اس نظم سے مقصود ہی
جو ازل سے تا ابد ممدوح اور محمود ہے

قولہ خوش ہوتے تھے الخ چنانچہ اس خبر سے معلوم ہوتا ہے جو مواہب لدنیہ مین منقول ہے (فقام) اے کعب ابن زہیر صاحب قصیدۃ بانت سعاد (حتی جلس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ فی یدہ) وفی روایۃ ابن ابی عاصم فاسلم کعب وقدم المدینۃ (وکان صلی اللہ علیہ وسلم لا یعرفہ فقال یا رسول اللہ ان کعب بن زہیر قد جاءک لیستامنک تائبا مسلما فہل انت قابل منہ ان انا جئتک بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم قال انا یا رسول اللہ کعب بن زہیر قال ابن اسحق فحدثنی عاصم ابن عمر بن قتادۃ انہ وثب علیہ رجل من الانصار فقال یا رسول اللہ دعنی وعدو اللہ اضرب عنقہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم دعہ عنک فقد جاء تائبا نازعا قال فغضب کعب علی ہذا الحی من الانصار لما صنع بہ صاحبہم وذلک انہ لم یتکلم فیہ رجل من المہاجرین الا بخیر ثم قال قصیدتہ اللامیۃ التی اولہا بانت سعاد فقلبی الیوم متبول ٭ متیم اثرہا لم یفد مکبول ٭ وفیہا ٭ انبئت ان رسول اللہ اوعدنی ٭ والعفو عند رسول اللہ مامول ٭ الخ

(وفی روایۃ ابی بکر ابن الانباری) وابن قانع (انہ لما وصل الی قولہ ان الرسول لنور یستضاء بہ - مہند من سیوف اللہ مسلول - رمی علیہ الصلوۃ والسلام الیہ بردۃ کانت علیہ وان معاویۃؓ بذل فیہا عشرۃ الاف فقال ما کنت لاوثر بثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احداً فلما مات کعبؓ بعث معاویۃؓ الی ورثتہ بعشرین الفا فاخذہا منہم قال وہی البردۃ التی عند السلاطین الیوم) انتہے کذا فی المواہب اللدنیہ وشرحہ للزرقانی - وقال الشیخ ابو محمد جمال الدین عبد اللہ بن ہشام الانصاری فی شرح قصیدۃ بانت سعاد وکان من خبر قول کعب رضی اللہ عنہ ہذہ القصیدۃ فیما روی محمد بن اسحق وعبد الملک بن ہشام وابو بکر محمد ابن القاسم بن بشار الانباری وابو البرکات عبد الرحمن بن محمد بن ابی سعید الانباری دخل حدیث بعضہم فی حدیث بعض ان کعباً الحدیث وذکر الزرقانی انہ روی الحاکم ان کعباً انشدہ من سیوف الہند فقال صلی اللہ علیہ وسلم من سیوف اللہ -

ترجمہ مواہب لدنیہ مین قصہ کعب بن زہیر کے آنے کا پورا ذکر کیا ہے مگر یہان مختصر لکھا جاتا ہے کہ کعب بن زہیر جو بھاگے ہوئے تھے مسلمان ہوکر مدینہ طیبہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کعب بن زہیر تائب اور مسلمان ہوکر اس غرض سے آیا ہے کہ امن پائے اگر مین اوسکو حاضر خدمت کرون تو کیا آپ اوسکی عرض قبول فرمائین گے ارشاد ہوا ہان عرض کی کہ مین ہی کعب بن زہیر ہون یا رسول اللہ یہ سنتے ہی ایک شخص انصاری کھڑے ہوگئے اور عرض کی یا رسول اللہ حکم دیجئے کہ مین اس دشمن خدا کی گردن مارون حضرت نے فرمایا نہین چھوڑدو

توبہ کر کے اشتیاق مین آیا ہے چونکہ مہاجرین سے کسی نے سوائے خیر کے اونکی
باب مین کچھ نہ کہا تھا انصاری کی اس حرکت سے وہ برہم ہوئے (اسی
سبب سے قصیدہ مین انصار پر کسی قسم کی تعریض بھی کی ہے) پھر قصیدہ
لامیہ پڑھا جس کا اول بانت سعاد ہے یعنے معشوقہ کی جدائی سے دل میرا
بیمار ہے اور ذلیل اور غلام بنا ہوا اوس کے ساتھ ساتھ ہے جو فدیہ دیکر
چھوٹ نہ سکا بلکہ پا بزنجیر ہے کہ اوس کے قید خیال سے نہین نکل سکتا۔
اور اسمین یہ بھی شعر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ خبر پائی مین سنے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق مین وعید و تخویف کی ہے حالانکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے عفو کی امید ہے روایت ہے کہ جب وہ اس شعر پر
پہونچے ان الرسول لنور۔ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہین جس سے
روشنی لیجاتی ہے اور شمشیر ہندی برہنہ ہین اللہ کے شمشیرون سی) آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کے طرف اپنی چادر مبارک پھینکی جو جسم شریف
پر تھی پھر معاویہؓ نے اوس چادر پر دس ہزار درہم لگائے مگر کعبؓ راضی
نہ ہوئے اور کہا کہ حضرت کی چادر مبارک مین کسی کو نہ دونگا پھر جب کعبؓ کا
انتقال ہوا تو معاویہؓ نے بیس ہزار درہم اون کے ورثہ کے پاس بھیجے اور
اون سے وہ چادر لی۔ عاصم کہتے ہین کہ یہ وہی چادر ہے جو سلاطین کے
پاس آجتک چلی آتی ہے۔ اور علامہ زرقانی نے لکھا ہے کہ حاکم نے روایت
کی ہے کہ کعب نے (من سیوف الہند) پڑھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اصلاح دی اور فرمایا (من سیوف اللہ) کہو انتہی الحاصل اس سے

صاف ظاہر ہے کہ حضرت اشعار نعتیہ سنکر خوش ہوتے تھے چنانچہ چادر مبارک
کا عطا کرنا اسپر دلیل ہے فائدہ ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ اس روایت سے
کئی استدلال ہوسکتے ہین (۱) اشعار نعتیہ بطور قصائد کے کہنا جسمین
تمہید وگریز وغیرہ ہو (۲) معشوقہ جمیلہ اجنبیہ کا ذکر اور اپنی شیفتگی کا حال
بیان کرنا جس کا اتباع ابن فارض اور حافظ وجامی وغیرہ شعرائے کرام
نے کیا ہے (۳) شعر کہنے والے کو از قسم لباس عطا کرنا جسکی تبعیت مشائخ
کرام نے کی ہے (۴) لباس کو متبرک سمجھنا باوجودیکہ جزو بدن بھی نہین
(۵) حاصل کرنے مین تبرکات کے رغبت کرنا اور جس قدر روپیہ اسکے لئے
صرف ہو اسراف نہ سمجھنا وغیر ذلک اور اسی طرح جب جعدی نے اشعار نعتیہ
پڑھے حضرت نے اونکو دعا دی جس کا اثر اونکی عمر بھر رہا چنانچہ مواہب لدنیہ
اور اوسکی شرح مین زرقانی نے لکھا ہے (وقال صلی اللہ علیہ وسلم للنابغۃ
الجعدی لما قال) ای انشدہ من قصیدۃ المطولۃ نحو مائتی بیت (ولا خیر فی
حلم اذا لم یکن لہ * بوادر تحمی صفوہ ان یکدرا * ولا خیر فی علم اذا لم یکن لہ *
حلیم اذا ما اورد الامر اصدرا * لا یفضض اللہ فاک ای لا یسقط اللہ اسنانک
وتقدیرہ لا یسقط اللہ اسنان فیک فحذف المضاف قال) الراوی
لہذا الحدیث عن النابغۃ (فاتی علیہ اکثر من مائۃ سنۃ وکان من احسن الناس
ثغرا) رواہ البیہقی وفی روایۃ ابن ابی اسامۃ وکان من احسن الناس ثغرا واذا
سقطت لہ سن نبتت لہ اخری وکذا رواہ السلفی فی الاربعین البلدانیہ وعند
ابن السکن فی الصحابۃ والدارقطنی فی المؤتلف والمختلف عن کرز بن اسامۃ

معشوقہ و اشعار نعتیہ

(فرائيت اسنان النابغة ابيض من البرد لدعوته صلى الله عليه وسلم) وعند الخطابي في غريب الحديث والمرهبي في كتاب العلم وغيرهما من عبد الله بن جراد فرائيت اسنان النابغة كالبرد المنهل ما انقضمت له سن ولا انفلت وحكى في الاصابة الخلاف في سنه فروى الحاكم عن النضر بن شميل عن المنتجع الاعرابي قال اكبر من لقيت النابغة الجعدي قلت له كم عشت في الجاهلية قال دارين قال النضر يعني مائتي سنة وقال الاصمعي عاش مائتين وثلثين سنة وقال ابن قتيبة مات باصبهان وله مائتان وعشرون سنة انتهى ترجمہ نابغہ جعدیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک طولانی قصیدہ پڑھا جس کے شعر قریب دو سو کے تھے جب وہ ان شعروں پر پہونچے جن کا ترجمہ یہ ہے (نہین ہے علم مین کچھ خیر جب نہ ہو اوس کے ساتھ حدت غضب جو بچائے اوس کے صافی کو مکدر ہونے سے۔ اور نہین ہے علم مین کچھ خیر جب علم والا ایسا حلیم نہو کہ کوئی امر پیش آئے تو اپنے کو مہلکون سے روکے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا کہ خدا ے تعالی تمہارے منہ کی مہر کو نہ توڑے یعنے تمہارے دانت نہ گرین اور منہ کی رونق نہ بگڑے۔ راوی کہتے ہین کہ باوجودیکہ سو برس سے زیادہ انکی عمر ہوئی مگر دانت انکے سب اچھے تھے اور جب کوئی دانت انکا گرتا تو اوسکی جگہ ایک دوسرا دانت نکل آتا کرز ابن اسامہ کہتے ہین کہ مین نے نابغہ کے دانت دیکھے اولون سے زیادہ سفید تھے یہ اثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا تھا۔ اصابہ مین لکھا ہے کہ نابغہ کی عمر مین اختلاف ہے حاکم نضر بن شمیل سے اور وہ منتجع اعرابی کا قول نقل کرتے ہین کہ میرے ملاقاتیون

مین سب سے بڑی عمر والے نابغہ جعدی تھے مین نے انسے پوچھا تھا کہ ایام جاہلیت
مین تمہاری عمر کتنی گذری تھی کہا دو دار نضر بن شمیل کہتے ہین کہ مراد اس سے
دو سو برس ہین۔ اور اصمعی کہتے ہین نابغہ دو سو تیس برس زندہ رہے۔ اور
ابن قتیبہ کہتے ہین کہ انتقال اونکا اصبہان مین ہوا اور اسوقت عمر انکی دو سو
بیس برس کی تھی۔ انتہی **ف** اگرچہ جس مضمون پر حضرت نے خوش ہوکر
دعا دی وہ ایک عام بات ہے کہ حلم کو غضب اور علم کو حلم ہونا چاہیئے
لیکن چونکہ صحابہ پر یہ بات ظاہر تھی کہ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
علی وجہ الکمال یہ صفتین ظہور مین آتی ہین دوسرون سے ظہور مین آ ہی نہین
سکتی ہین اسلئے شاعر نے گو صراحۃ مصداق معین نکیا لیکن مقصود اس سے
توصیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تھی جسکو حسب قول مشہور الکنایۃ افصح
من الصراحۃ پیرایہ حکمت مین بیان کیا پس الحاصل ان دونون شعرونمین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ایسے طور پر ہوئی کہ گویا ان صفات
مین کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک نہین۔ اور اسی طرح دعا دی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جب انہون نے
اشعار نعتیہ پڑھنے کی اجازت چاہی چنانچہ مواہب لدنیہ مین ہے
(ولما دخل قال العباس) بن عبد المطلب کما رواہ الطبرانی وغیرہ ائذن
لی امتدحک قال قل لا یفضض اللہ فاک فقال۔

من قبلہا طبت فی الظلال وفی	مستودع حیث یخصف الورق
ثم ہبطت البلاد لا بشر	انت ولا مضغۃ ولا علق

بل نطفۃ ترکب السفین وقد	الجم نسراً واہلہ الغرق
وردت نار الخلیل مکتتما	فی صلبہ انت کیف یحترق
وانت لما ولدت اشرقت الا	رض وضاءت بنورک الافق
فنحن فی ذلک الضیاء وفی النو	ر وسبل الرشاد نخترق
واضاء منک الوجود نورسنا	وفاح مسکا ونشرک العبق

وفی الخصائص الکبریٰ اخرج الحاکم والطبرانی عن حریم ابن اوس قال ہاجرت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منصرفہ من تبوک فسمعت العباس یقول یارسول اللہ اریدان امتدحک قال قل لایفضض اللہ فاک فقال الخ ترجمہ روایت کی طبرانی وغیرہ نے کہ جب حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ مین داخل ہوے عرض کی کیا مجھے اجازت ہے کہ آپکی مدح مین کچھ عرض کرون فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کی مہر نہ توڑے یعنے منہ کی رونق نہ بگڑے پس انہون نے ایک قصیدہ پڑہا جس کے چند اشعار مذکورہ کا ترجمہ یہ ہے ۔ پہلے اسکے خوش تھے آپ سایون مین اور اوس ودیعت گاہ مین جہان ملائے جاتے تھے پتے یعنے آدم وحوا علیہما السلام کے جسم پر اس آیہ شریفہ کے طرف اشارہ ہے وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ پھر اترے آپ شہرون مین کہ نہ بشر تھے آپ اور نہ مضغہ بلکہ نطفہ تھے کہ سوار تھے کشتی مین اس حالت مین کہ لگام دی تھی غرق نے نسر کو (جو ایک بت تھا) اور اس کے پوجنے والون کو یعنے جب طوفان کا پانی اون کے منہ مین داخل ہوا تھا) آپ خلیل علیہ السلام کی پشت مین مخفی

ہوکر آگ ہین گئے کیونکر وہ جل سکتے تھے۔ اور آپ جب پیدا ہوے روشن
ہوگئی زمین اور روشن ہوگیا آپ کے نور سے افق۔ ہم اسی روشنی اور نور
مین ہین اور راستے ہدایت کے طے کیا کرتے ہین۔ اور کل وجود آپ سے
روشن ہوگیا اور مہک گیا جیسے مشک مہکتا ہے اور آپ کی خوشبو پایدار
ہے انتہیٰ الحاصل ان تمام روایات سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اشعار سے خوش ہوتے تھے **قولہ** تھی یہی لم جو مدحسان کے تھے
روح الامین ہ یعنی چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نظم سے خوش ہوتے تھے
اسی وجہ سے جبرئیل علیہ السلام حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تائید کیا کرتے
تھے چنانچہ مشکوٰۃ شریف مین ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لحسان ان روح
القدس لا یزال یؤیدك ما نافحت عن اللہ و رسولہ وقالت سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ھجاھم حسان فشفی واشتفی
رواہ مسلم ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ سنا ہین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حسان رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ جبرئیل ہمیشہ
تمہاری تائید کیا کرتے ہین جبتک تم اللہ اور رسول کے طرف سے مقابلہ کرتے
ہو اور فرمایا حسان نے کفار کی ہجو کی جس سے شفا دی مسلمانون کو اور خود بھی شفا
پائی یعنے سب کی تشفی ہوئی انتہیٰ **الحاصل** یہ مدد دینا روح الامین کا حسان
ابن ثابت کو اسی وجہ سے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اشعار پسند تھے
اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسان کے لئے مسجد شریف

مین منبر رکھواتے تاکہ اوسپر اشعار نعتیہ پڑہین چنانچہ اس باب مین جو احادیث ہین قریب نقل کیجائین گی۔ کعب اور ابن رواحہ کو اگر یقین نہوتا کہ اشعار نعتیہ کے پڑہنے کو حضرت پسند فرماتے ہین حضرت کے روبرو اور حرم کعبہ مین اشعار پڑہنے پر کبھی مبادرت نہ کرتے۔ اور علےٰ ہذا القیاس کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ نے جو اول حضوری مین قصیدہ پڑہا اس سے یہی معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اشعار نعتیہ کو پسند فرمانا مشہور عام تھا ورنہ ایسی حالت خطرناک مین کہ صحابہ اونکے قتل کے درپے تھے جس کا حال ابھی معلوم ہوا کعب رضی اللہ عنہ کبھی جرات نہ کرسکتے چنانچہ ہوا بھی ایسا ہی کہ حضرت نے پسند فرمایا کہ صلہ عنایت ہوا۔

قولہ جو ازل سے تا ابد ممدوح اور محمود ہے۔ جاننا چاہیئے کہ جملہ عالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے پیدا ہوا چنانچہ زرقانی نے نقل کی ہے روی ابو الشیخ فی طبقات الاصفہانیین والحاکم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ اوحی اللہ الی عیسیٰ آمن بمحمد ومر امتک ان یومنوا بہ فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنۃ ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فسکن صححہ الحاکم واقرہ السبکی فی شفاء السقام والبلقینی فی فتاواہ ومثلہ لا یقال رایا فحکمہ الرفع ومسند الدیلمی عن ابن عباس رفعہ اتانی جبرئیل فقال ان اللہ یقول لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار وذکر ابن السبع والعزفی عن علی ان اللہ قال لنبیہ من اجلک اسطح البطحا واموج الموج وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب ترجمہ وحی کی خدا تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام پر کہ تم بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو حکم کرو کہ وہ بھی ایمان لاوین کیونکہ محمد صلی اللہ

علیہ وسلم وہ ہین کہ اگر مین اونکو نہ پیدا کرتا تو نہ آدم کو پیدا کرتا اور نہ جنت و دوزخ کو جب مین نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ ہلنے لگا او سپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکہا جس سے وہ ساکن ہوگیا اور ابن سبع اور عرفی روایت کرتے ہین علیؓ سے کہ فرمایا اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ بسبب آپ کے مین نے زمین کو بچہایا اور موج کو متحرک کیا اور آسمان کو بلند کیا اور ثواب وعقاب مقرر کیا انتہی اور ایک حدیث شریف مین وارد ہے کہ عالم اسلئے پیدا کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اور مرتبہ دکہلایا جاوے کما فی المواہب اللدنیہ وفی حدیث سلمان عند ابن عساکر قال ھبط جبریل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ربک یقول ان کنت اتخذت ابراھیم خلیلا فقد اتخذ تک حبیبا وما خلقت خلقا اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا۔ ترجمہ سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جبریل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر عرض کی کہ آپ کا رب فرماتا ہے کہ اگر مین نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو آپ کو اپنا حبیب بنایا اور کوئی چیز ایسی نہین پیدا کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ بزرگ ہو اور یقین جانئے کہ مین نے دنیا اور اس کے لوگون کو اسی واسطے پیدا کیا کہ اونکو بزرگی اور مرتبہ آپکا معلوم کراؤن جو میرے نزدیک ہے اگر آپ نہ ہوتے تو دنیا کو مین پیدا نہ کرتا انتہی

ف حدیث سابق مین جو مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے عالم پیدا کیا گیا ہے اوسکا مطلب بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آفرینش

خلق سے مقصود یہ ہے کہ حضرت کا مرتبہ اور عظمت ظاہر ہو۔ پھر جب خداے تعالے نے صرف اظہار فضیلت کے لئے اسقدر اہتمام کیا ہو تو ضرور ہے کہ تمام عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و نعت مین بدل وجان مصروف ہو گا کیونکہ بادشاہ مثلاً اگر کوئی عمدہ اپنی مرغوب چیز کسی شخص کو بتلاے اور وہ شخص اسکی تعریف نہ کرے تو حمیت بادشاہی اسی کی مقتضی ہو گی کہ اس بے ادبی کی پاداش مین وہ سزاے سخت کا مستحق سمجھا جاے اور ایسا شخص سواے متمرد و سرکش کے دوسرا نہ ہو گا اسی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سب اہل آسمان و زمین جانتے ہین سواے نافرمان جن و انس کے کما فی الشفاء و شرحہ للعلی القاری (عن یعلیٰ بن مالک) کما رواہ ابونعیم (و جابر بن عبد اللہ) کما رواہ احمد والدارمی والبزار والبیہقی عنہ (ویعلی ابن مرۃ) کما رواہ احمد والحاکم والبیہقی بسند صحیح عنہ (و عبد اللہ بن جعفر) کما رواہ مسلم و ابوداود عنہ (کان لا یدخل احد الحائط الا شد علیہ الجمل فلما دخل علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعاہ فوضع مشفرہ علی الارض و برک بین یدیہ فحطمہ وقال ما بین السماء والارض شیٔ الا یعلم انی رسول اللہ الا عاصی الجن والانس ومثلہ عن عبید اللہ بن ابی اوفی) ترجمہ کسی باغ مین ایک سرکش اونٹ تھا جسکی وجہ سے اوسمین کوئی نہین جا سکتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسمین تشریف لیگئے اور اوسکو بلایا فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو وہ بیٹھ گیا اور ہونٹ زمین پر رکھدیا حضرت نے اوسکو مہار لگادی اور فرمایا کہ سواے نافرمان جن و انس کے

زمین وآسمان مین کوئی ایسی چیز نہین جو مجھے نہ جانتی ہو کہ مین اللہ کا رسول ہون انتہی ہر چند کفار بظاہر مخالف تھے لیکن دل مین ضرور سمجھتے تھے کہ حضرت رسول خدا ہین چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ یعنے پہچانتے ہین کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے اپنے لڑکون کو پہچانتے ہین یعنے بغیر شبہ کے اس بات کو جانتے ہین کہ حضرت رسول اور متصف باوصاف کمالیہ ہین دوسری جاے حق تعالی فرماتا ہے قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ یعنے ہم جانتے ہین کہ غمگین کرتا ہے آپ کو وہ جو کفار کہتے ہین وہ آپ کو نہین جھٹلاتے لاکن وہ ظالم اللہ کی آیتون کا انکار کرتے ہین روایت ہے (قال علی کرم اللہ وجہہ) کما رواہ الترمذی وصححہ الحاکم (قال ابوجہل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم انا لا نکذبک ولکن نکذب بما جئت بہ) کذا فی الشفا وشرحہ للعلی القاری ترجمہ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ ابوجہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم آپ کو نہین جھٹلاتے بلکہ قرآن کو جھٹلاتے ہین اور کتب سیر وغیرہ سے ثابت ہے کہ نبوت کے پہلے سے کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امین کہا کرتے اور سمجھتے تھے ۔ پس آیہ شریفہ اور احادیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کفار گو ایمان نہ لائے اور تکذیب قرآن شریف کی کرتے رہے مگر حضرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے معترف ہی رہے ۔ اور سوا ے کفار کے تمام موجودات کا پہچاننا بھی حدیث شریف سے ابھی ثابت ہوا

اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ مراد اس معرفت سے معرفت صفات ہے
نہ معرفت ذات اور یہ بات معلوم ہے کہ معرفت صفات حمیدہ مستلزم مدح ہے
اس سے ثابت ہوا کہ ازل سے تا ابد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممدوح عالم
ہین۔ اور ابن عباسؓ کی روایت مذکورسے اور دوسرے احادیث سے
جو انشاء اللہ تعالےٰ قریب آتی ہین یہ بات ثابت ہے کہ حق تعالیٰ نے
نام مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنے (محمد رسول اللہ) عرش پر لکھا ہے
اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازلاً ابداً ممدوح اور محمود
ہین کیونکہ ہرچند وضع علم ذات مخصوص پر دلالت کرنیکے لئے ہوتی ہے اور
معنی وصفی مراد نہین ہوتے مگر یہ بھی نہین ہے کہ بالکل معنی وصفی متروک ہی
ہوجائین کیونکہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ اول پر ہمیشہ دلالت کرتا رہیگا۔
جبتک وہ لفظ یا اوسکا مبدا اس معنی مین مستعمل رہے اسی وجہ سے کسیکا
نام اللہ رکہنا درست نہین۔ یا اگر کسی کا نام شیطان رکہا جاوے بیشک
جب سنے گا رنجیدہ ہوگا پس اس سے معلوم ہوا کہ معنی وصفی متروک نہین
ہوتے بلکہ اکثر وضع بہ لحاظ معنی وصفی کے ہوا کرتی ہے۔ پس جب حقتعالےٰ
نے حضرت کا نام وضع فرمایا وقت وضع معنی وصفی مقصود تھے یعنے
(حمد کیا گیا) پہر جبتک نام مبارک عرش پر اور حق تعالیٰ کے پاس مسطور و
مذکور ہے یعنے ازلاً و ابداً حضرت کا ممدوح اور محمود ہونا مستمر ہی فثبت المقصود
اگر کوئی اس مقام مین شبہ کرے کہ حدیث ابن عباسؓ سے یہ بات معلوم
ہوئی کہ حق تعالیٰ نے حضرت کا مرتبہ بتلانیکے لئے عالم کو پیدا کیا اس سے

لازم آتا ہے کہ افعال حق تعالی کے معلل بالاغراض ہون حالانکہ یہ بات خلاف
عقیدہ ہے سو جواب اوسکا یہ ہے کہ معلل بالاغراض نہ ہونے کا مطلب یہ نہین
کہ خدائے تعالی کے کام فوائد و منافع سے خالی ہون ورنہ بڑی قباحت لازم
آئے گی کہ نعوذ باللہ ہر ایک کام عبث ہوجائے حالانکہ حق تعالی اوس کی
نفی فرماتا ہے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا بلکہ مطلب یہ ہے کہ کسی کام مین
حق تعالی کو غرض ایسی نہین جو باعث استکمال ہو جیسے مخلوقات کو ہوا کرتی
ہے کیونکہ استکمال بالغیر حق تعالی کے حق مین محال ہے۔ پس اس حدیث شریف
کو ایسی سمجھنا چاہئے جیسے آیہ شریفہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ
یعنے نہین پیدا کیا مین نے جن و انس کو مگر تاکہ میری عبادت کرین اور ایک تفسیر
(تاکہ پہچانین مجھکو) اب یہان ایک دوسرا شبہ پیدا ہوا کہ اس آیہ شریفہ سے
معلوم ہوا کہ جن و انس کی تخلیق عبادت یا معرفت کے لئے ہے اور حدیث
ابن عباسؓ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل پر
واقف کرانیکے لئے جواب اسکا یہ ہے کہ ضرور نہین کہ ہر کام مین ایک ہی
مقصود ہوا کرے۔ ادنی عقلمند کے ایک ایک کام مین کتنے اغراض ہوا
کرتے ہین چہ جائیکہ خدائے تعالی کا کام اور وہ بھی اتنا بڑا جو آفرینش عالم ہے
اسمین صرف ایک ہی مقصود رہنا کیا ضرور۔ دیکھ لیجئے عناصر اربعہ سے
کتنے کام لئے جاتے ہین کہ اگر غور کیا جائے تو عقل حیران ہوجائے۔ کیا تخلیق
کے وقت یہ سب اغراض و منافع پیش نظر نہ ہونگے۔ پھر اگر آفرینش ثقلین سے
دونون مقصود ہون تو کیا قباحت لازم آئیگی۔ بلکہ ثقلین اگر باحسن وجوہ

عبادت کرین اور تقرب الٰہی انہین حاصل ہو جاے تو حضرت کا مرتبہ باحسن وجوہ سمجھ لین گے۔ ہان جن و انس کی نسبت اتنا لازم آسکتا ہے کہ ایک قصد اولی ہو اور ایک قصد ثانوی اور ممکن ہے کہ دونون اولی ہون۔ اگر کہا جاے کہ جب مقصود یہ تھا تو کفار نے پھر تصدیق کیون نکی۔ سو جواب اوسکا یہ ہے کہ یہی اعتراض بعض لوگ آیۂ شریفہ پر کرتے ہین کہ باوجودیکہ تخلیق عبادت کیلئے ہے پھر کفار عبادت کیون نہین کرتے۔ جو جواب اوسکا دیا جاتا ہے وہی جواب یہان بھی ہوگا۔ حالانکہ کفار حضرت کو جاننا خود قرآن شریف سے ابھی ثابت ہو چکا۔ اگرچہ مناسب اس موقع کے اور احادیث و مباحث ہین مگر بخوف تطویل اختصار کیا گیا۔

(۳)

پھر اکفارہ گناہون کا جو ذکر اولیا	اور از قسم عبادت ہے جو ذکر انبیا
پھر ہو ذکر سرور عالم کا کیسا مرتبہ	جسکا ذکر پاک ہے گویا کہ ذکر کبریا

رفع ذکر پاک ثابت ہے کلام اللہ سے
مطمئن ہوتے ہین دل ذکر شہ لولاہ سے

قولہ پھر اکفارہ گناہونکا جو ذکر اولیا آلخ حدیث شریف مین وارد ہے عن معاذ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر الانبیاء من العبادة وذکر الصالحین کفارة وذکر الموت صدقة وذکر القبر یقربکم من الجنة فرحدیث حسن لغیرہ کذا فی الجامع الصغیر وشرحہ سراج المنیر ترجمہ روایت ہے معاذ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ذکر نبیونکا ایک قسم کی عبادت ہے اور ذکر صالحین کا دینے

اولیاء اللہ کا) کفارہ ہے گنا ہونکا۔ اور ذکر موت کا صدقہ ہے۔ اور یاد کرنا قبر کا نزدیک کرتا ہے تم کو جنت سے **الحاصل** جب اولیاء اور سائر انبیاء علیہم السلام کا ذکر عبادت اور کفارہ گناہ ہو تو سلطان الانبیاء والاولیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا ذکر کس درجہ کی عبادت اور کفارہ گناہونکا ہوگا یقین ہے کہ اس ذکر پاک مین بحسب خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ایسی خصوصیت ہوگی کہ دوسرے مین ہرگز نہ ہوسکے **قولہ** جسکا ذکر پاک ہے گو یا کہ ذکر کبریا ہ کما فی الشفا (ردی ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ) کما فی صحیح ابن حبان ومسند ابی یعلے (ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جبرئیل فقال لی ان ربی وربک یقول تدری کیف رفعت ذکرک قلت اللہ ورسولہ اعلم قال اذا ذکرت ذکرت معی قال ابن عطاء جعلت تمام الایمان بذکری معک وقال ایضا جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی **ترجمہ** فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرئیل علیہ السلام نے میرے پاس آکر کہا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ کہ جانتے ہو کہ آپکا ذکر مین نے کیسا بلند کیا ہے مین نے کہا اللہ اور رسول اوسکا جانتا ہے۔ کہا جس وقت ذکر کیا جاتا ہون مین ذکر کئے جاتے ہو آپ میرے ساتھ۔ ابن عطا کہتے ہین کہ مطلب اسکا یہ ہے کہ ایمان کا تمام وکمال اس بات پر مقرر کیا کہ آپکا ذکر میری ذکر کے ساتھ ہو اور آپکا ذکر میرا ذکر ہے اور امام سیوطی رح نے تفسیر درمنثور مین لکھا ہے واخرج ابویعلی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن حبان وابن مردویہ وابونعیم فی الدلائل عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جبرئیل فقال ان ربک یقول تدری

کیف رفعت ذکرک قلت اللہ و رسولہ اعلم قال اذا ذکرت ذکرت معی ترجمہ
یعنے تفسیر درمنثور مین ہے کہ حدیث موصوف اتنی کتابون مین موجود ہے۔
اور قسطلانی نے اس حدیث کو مقصد سادس مواہب لدنیہ مین ذکر کیا ہے مگر
اسمین بجاے اللہ و رسولہ اعلم کے اللہ اعلم ہے اور کہا کہ روایت کیا اسکو
طبرانی نے اور ابن حبان نے اوسکو صحیح کہا ہے اور شارح زرقانی رح نے
لکہا ہے کہ اس حدیث کی ضیاے مقدسی رح نے بھی تصحیح کی ہے نکتہ
عجب نہین کہ (اذا ذکرت ذکرت معی) سے اشارہ ہو طرف حقیقت محمدی
علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ کے جسکی تصریح حضرات صوفیہ واکابر اولیاء
فرماتے ہین والعاقل تکفیہ الاشارہ اور آنا تو صراحۃً بھی اس حدیث شریف سے
معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ جب ذکر کیا گیا مین ساتھ ہی آپ بھی
ذکر کئے گئے یعنے بلا تعین وقت والغیب عنداللہ قولہ رفع ذکر پاک ثابت ہے
کلام اللہ سے ٭ حق تعالی فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ یعنے بلند کیا ہمنے
ذکر آپکا انتہی اس سے کیا بڑہکر ہو کہ حق تعالی نے اپنے ذکر کے ساتھ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مقرر فرمایا چنانچہ ابی سعید خدری کی حدیث سے
ابھی معلوم ہوا اور رفعت ذکر ہی کی وجہ ہے کہ حق تعالی کے نام پاک کے
ساتھ نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانون مین ہر جگہ اور عرش پر
اور در و دیوار پر جنت کے بلکہ اوس کے ہر ایک پتے پر اور سینون پر حورون
کے اور فرشتون کے آنکھون کے بیچ مین اور ہر پتے پر شجرہ طوبی اور سدرۃ المنتہی
کے اور خاتم پر سلیمان علیہ السلام کے اور تختی پر اُس خزانہ کے جس کا ذکر

قرآن شریف مین ہے۔ لکھا ہوا ہے چنانچہ قریب انشاء اللہ تعالی وہ احادیث جو اس باب مین وارد ہین نقل کیجائین گی **قولہ** مطمئن ہوتے ہین دل ذکر شہ لولاک سے امام سیوطی رح نے درمنثور مین آیہ شریفہ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کی تفسیر مین نقل کیا ہے اخرج ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ عن مجاہد اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ قال بمحمد واصحابہ **ترجمہ** یعنے مجاہد کہتے ہین کہ حق تعالی خود فرماتا ہے کہ (آگاہ رہو کہ اللہ کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہین) مراد اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ کا ذکر ہے **فائدہ** مجاہد رح نے بِذِکْرِ اللّٰہِ کی تفسیر مین بمحمد واصحابہ جو کہا ہے ہرچند ظاہر آیہ شریفہ کے مناسب نہین معلوم ہوتا مگر چونکہ ایسے محدث جلیل القدر نے تفسیر کی ہے اوسکو بحسن ظن مان لینا چاہئے کیونکہ ان حضرات کو جبتک کسی معنی کا یقین نہین ہوتا تفسیر بالراے نہین کرتے چنانچہ امام ترمذی رح نے اپنی جامع کے ابواب تفسیر قرآن مین اسکی تصریح کی ہے۔ کما قال واما الذی روی عن مجاہد وقتادۃ وغیرہما من اہل العلم انہم فسروا القران فلیس الظن بہم انہم قالوا فی القرآن بغیر علم او من قبل انفسہم وقد روی عنہم ما یدل علی ما قلنا انہم لم یقولوا من قبل انفسہم بغیر علم۔ اہل انصاف ضرور یہان غور فرمائین گے کہ امام ترمذی رح باوجود تبحر علم وعلوشان کے متقدمین کی نسبت کس درجہ کا حسن ظن رکھتے تھے کہ باوجودیکہ تفسیر قرآن کے لئے کمال درجہ کی احتیاط چاہئے تاہم اونکی تفسیر مجرد کو یہ نکہا کہ ایسے اقوال بلا استدلال حدیث قابل اعتبار نہین بلکہ حسن ظن ظاہر کیا کہ ان حضرات کو ضرور احادیث پہنچی ہونگی گو ہمین معلوم نہون

منار بخاب بحضرت

جب اس درجہ کے علماء ایسے مواقع احتیاط مین اقوال متقدمین کو صرف بحسن ظن مان لین تو ہم لوگون کو متقدمین کی نسبت کسقدر حسن ظن چاہیئے کہ نہ ہمین ویسا علم ہے نہ ویسا فہم۔ افسوس ہے اُن لوگون سے کہ جنکو عبارت پڑہنے کا بھی حوصلہ نہین۔ ائمہ مجتہدین پر اعتراض کرتے ہین۔ اور اگر بالفرض چند کتب حدیث پڑہ بھی لیئے تو کیا کہین امام ترمذی ہو سکتے ہین حاشا وکلا۔ ترمذی وہ شخص ہین کہ جنکی جلالت شان وتبحر علم و کمال قوت حافظہ پر ایک عالم گواہی دیرہا ہے سچ ہے عالی ظرفونکی بات ہی کچھ اور ہوا کرتی ہے مثل مشہور ہے جیسا آدمی ویسی بات حضرت علیؑ فرماتے ہین دولۃ الارذال آفۃ الرجال۔

ذکر نام پاک سے نار جہنم سرد ہو		اور ہمی حضرت کا دوزخ مین نہ جاسے منو
بوالبشرؑ نے کی وصیت وقت آخر شیثؑ کو		کہ قرین ذکر حق ذکر محمدؐ کیجیو

وحشت آدم گئی نام شہ لولاک سے	
مردے زندہ ہوگئے تاثیر نام پاک سے	

(۴)

نضیلت نام ... نجات جہنم ...

قولہ ذکر نام پاک سے نار جہنم سرد ہو۔ مواہب لدنیہ مین ہے روی ان قوما من حملۃ القرآن یدخلونہا فینسیہم اللہ ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتی یذکرہم جبرئیل علیہ السلام فیذکرونہ فتخمد النار وتنزوی عنہم ترجمہ روایت ہے کہ ایک قوم حافظ قرآن دوزخ مین داخل ہوگی جس سے بھلا دیگا اللہ تعالی ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پھر یاد دلائینگے اونکو جبرئیل علیہ السلام جب یاد کرینگے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو آگ بجھ جائیگی اور ہٹ جائیگی انسے

قولہ اور سمی حضرت کا دوزخ مین نہ جائے موسوبؐ مواہب لدنیہ اور شرح زرقانی
مین روایت ہے رویناہما اخرجہ الحافظ ابوطاہر السلفی وابن بکیر فی جزئہ من
طریق حمید الطویل (عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
یوقف عبدان بین یدی اللہ تعالی فیامر اللہ بہما الی الجنۃ فیقولان ربنا بما
استاہلنا الجنۃ ولم نعمل عملا یجازینا الجنۃ فیقول اللہ تعالی ادخلا الجنۃ فانی الیت
علی نفسی ان لایدخل النار من اسمہ احمد ولا محمد وروی ابونعیم عن نبیط ابن
شریط قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی وعزتی وجلالی
لاعذبت احدا تسمی باسمک فی النار) **ترجمہ** روایت ہے انس بن مالک
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو بندے روبرو اللہ تعالے
کے کہڑے کئے جائینگے۔ حکم ہوگا لیجاؤ انکو جنت کے طرف وہ عرض کرینگے
اے رب کس سبب سے ہم قابل جنت ہوے حالانکہ کوئی عمل ہمنے ایسا نہین کیا
جسکا بدلا جنت ہو ارشاد ہوگا جاؤ جنت مین مین نے قسم کہائی ہے اپنی ذات
کی کہ دوزخ مین داخل نہو وہ شخص جسکا نام احمد یا محمد ہو۔ اور نیز فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی نے اپنے عزت وجلال کی قسم
کہائی ہے کہ نہ عذاب کریگا دوزخ مین اوس شخص کو جو آپکے نام کے ساتھ
موسوم ہو ہرچند ابن تیمیہ نے لکہا ہے کہ فضیلت تسمیہ کے باب مین
جتنی حدیثین وارد ہین سب موضوع ہین مگر علامۂ زرقانی نے لکہا ہے کہ
یہ قول قابل اعتبار نہین البتہ بعض حفاظ نے جو لکہا ہے کہ کوئی حدیث اس
باب مین صحیح نہین یہ بات اور ہے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہین آتا

جیساکہ کتب اصول حدیث مین مصرح ہے اور ایسی حدیث کیونکر موضوع ہو سکتی
ہے جسکو اکابر محدثین مثل حاکم اور بزار ابن عدی ابو منصور ابو سعید ابو یعلی
طرایفی ابن جوزی سلفی ابو نعیم خرائطی ابن بکیر وغیرہ نے موقوفاً مرفوعاً روایت
کیا ہی ہکذا افاد الزرقانی فی شرح المواہب اور احادیث موقوفہ بھی یہان
حکم مین مرفوع کے ہین اسلئے کہ صحابہ ایسے امور اپنی راے سے نہین کہہ سکتے
جیساکہ محدثین نے اسکی تصریح کی ہے۔ رہا یہ کہ بعض ملاحدہ و زنادقہ بھی نام
مبارک کے ساتھ موسوم ہین۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اس قسم کے فضائل بلکہ
جمیع اعمال حسنہ بغیر ایمان کے کچھ کام نہین آتے مقدم سب سے خدا و رسول
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور محبت ہے جب یہین معاملہ ٹھیک نہ ہوا
توسواے جہنم کے پھر کہین ٹھکانا نہین الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی اسقدر عظمت ملحوظ ہے کہ توہین حضرت کے نام کی بھی حقتعالی کو گوارا نہین

قولہ بوالبشر نے کی وصیت الخ مواہب لدنیہ مین مروی ہے وروی ابن
عساکر عن کعب الاحبار قال اقبل آدم علی ابنہ شیث فقال ای بنی انت
خلیفتی من بعدی فخذہا بعمارۃ التقوی والعروۃ الوثقی فکلما ذکرت اللہ فاذکر
الی جنبہ اسم محمد فانی رایت اسمہ مکتوبا علی ساق العرش وانا بین الروح والطین
ثم انی طفت السموات فلم ار فی السموات موضعا الا رایت اسم محمد مکتوبا علیہ
وان ربی اسکننی الجنۃ فلم ار فی الجنۃ قصرا ولا غرفۃ الا وجدت اسم محمد مکتوبا علیہ ولقد رایت
اسم محمد مکتوبا علی نحور الحور العین وعلی ورق قصب اجام الجنۃ وعلی ورق شجرۃ
طوبی وعلی ورق سدرۃ المنتہی وعلی اطراف الحجب وبین اعین الملائکۃ فاکثر

ذکرہ فان الملائکۃ من قبل تذکرہ فی کل ساعاتہا ترجمہ روایت ہے کہ آدم علیہ السلام
اپنے فرزند شیث علیہ السلام کے طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اے فرزند تم میرے بعد
میرے خلیفہ ہو پس خلافت کو عمارت تقوی اور دستگاہ محکم کے ساتھ لو
اور جب یاد کرو تم اللہ تعالی کو تو اوسکے متصل نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا
ذکر کرو کیونکہ مین نے اونکا نام ساق عرش پر لکہا دیکہا ہے جب مین روح
وطین مین تہا پہر تمام آسمانون مین پہر کر دیکہا کہ کوئی ایسی جگہ نہین جہان نام محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کا لکہا نہو ۔ اور میرے رب نے مجہکو جنت مین رکہا
وہان کوئی محل اور کوئی بالاخانہ اور برآمدہ ایسا نہین دیکہا جسپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کا نام نہ لکہا ہوا اور سینون پر تمام حورون کے ہر جنت کے تمام درختون اور
شجر طوبی اور سدرۃ المنتہی کے پتون پر اور پردون کے اطراف اور
فرشتون کے آنکہون کے بیچ مین نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لکہا ہوا ہے
اسلئے اکثر اونکا ذکر کیا کرو فرشتے قدیم سے ہر وقت اونکا ذکر کیا کرتے ہین تھے

فائدہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث علیہ السلام کو جو کثرت ذکر
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت فرمائی اوسکا منشا ایک تو یہ ہے
کہ جب فرشتے ہمیشہ حضرت کا ذکر کیا کرتے ہین تو ضرور ہے کہ وہ نہایت عمدہ
عبادت ہوگی اور ایسی عبادت زیادہ کرنا بہتر ہوگا ۔ دوسرا یہ کہ حق تعالی کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جیسی محبت ہے کسی کے ساتھ نہین
ہر چند حضرت ابراہیم بھی خلیل اللہ ہین مگر حبیب اللہ علیہ الصلوۃ والسلام
کے ساتھ محبت کچھ اور ہی ہے چنانچہ خود حضرت خلیل اللہ علیہ السلام

وصیت آدم علیہ السلام بفرزند شیث علیہ السلام بارے ذکر حضرت

معترف ہین کہ میری خلت اس درجہ کی نہین کما فی المواہب وشرحہ للزرقانی
ولفظ مسلم عن ابی ہریرۃ وحذیفۃ قال قال صلی اللہ علیہ وسلم یجمع اللہ الناس
فیقوم المومنون حتی تزلف لہم الجنۃ فیاتون آدم فیقولون یا ابانا استفتح لنا الجنۃ
فیقول وہل اخرجکم من الجنۃ الا خطیئۃ ابیکم آدم لست بصاحب ذلک اذہبوا
الی ابنی ابراہیم خلیل اللہ فیقول ابراہیم لست بصاحب ذلک انما کنت
خلیلا من وراء وراء) الحدیث **ترجمہ** روایت کی مسلم نے ابوہریرہ اور
حذیفہ رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کریگا
حق تعالی لوگون کو محشر مین کہڑے ہونگے ایمان والے یہانتک کہ
قریب ہوگی اونسے جنت تو وہ آدم علیہ السلام کے پاس آکر کہین گے
اے پدر بزرگوار ہمارے کہلوائیے ہمارے لئے جنت وہ کہین گے
تمہین جنت سے تمہارے باپ آدم ہی کی خطانے تو نکالا ہے مین اس
کام کا نہین جاؤ میرے فرزند خلیل اللہ کے پاس۔ ابراہیم علیہ السلام
کہین گے مین بھی اس کام کا نہین ہون مین خلیل صرف دورہی دور سے تھا
انتہی **الحاصل** آدم علیہ السلام پر یہ امر بخوبی منکشف ہوگیا تھا کہ حق تعالی
کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت محبت ہے کیونکہ ہر ایک
مقام پر نام مبارک کو لکہنا اور فرشتون سے ہمیشہ ذکر کروانا فرط محبت پر
دلیل قطعی ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے (من احب شیئا اکثر ذکرہ
وہو حدیث مرفوع رواہ ابونعیم والدیلمی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ذکرہ فی المواہب
وشرحہ **ترجمہ** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی چیز کو دوست

رکہتا ہے تو اکثر اوسکو یاد کیا کرتا ہے انتہی۔ اسلئے حضرت آدم علیہ السلام نے
اپنے اوس فرزند کو جو محبوب ترین اولاد اور خلیفہ تھے وصیت کی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بکثرت کیا کرین۔ اس وصیت مین بظاہر دو فایدے
ہین ایک خاص نفع ذاتی شیث علیہ السلام کا کہ بدولت اوسکے حق تعالے
کے نزدیک انکا تقرب بڑہے۔ دوسرا یہ کہ تمام اولاد کی بھلائی بھی مد نظر تھی
کیونکہ جب سب کو یہ معلوم ہو جاے کہ اپنے پیارے فرزند ولیعہد کو ایسی
وصیت کی ہے تو وہ جو زیرک اور خلف الصدق ہین ضرور اس کام پر رغبت
کرینگے۔ اسپر بھی اگر کسی ناخلف نے پدر مہربان کی وصیت کو لغو سمجہا تو اپنا نقصان
کیا۔ یہ تو انکا ذکر تھا جو خود نبی مقرب تھے۔ اب اس موقع مین ناظرین خوب
سمجھ سکتے ہین کہ جب انبیاے اولوالعزم نے ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین
اسقدر اہتمام کیا ہو تو ہم امتیون کو کس قدر اوسکا اہتمام و التزام چاہیے کیونکہ
ہمارا تو دین و ایمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی محبت کے ساتھ وابستہ
ہے۔ دیکھلو خود حضور اقدس کیا فرماتے ہین عن انس قال قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین
رواہ الشیخان واللفظ للبخاری **ترجمہ** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ کوئی تم مین ایماندار نہین ہوتا ہے جبتک اوسکے دل مین میری محبت اوسکے
باپ اور بیٹے اور سب لوگون سے زیادہ نہو یعنے تمام عالم سے زیادہ جبتک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہو ایمان ہی نہین غرض ایمان اگر حاصل
کرنا ہو تو حضرت کی محبت حاصل کرنا چاہیئے اور حصول محبت کی مفتاح ذکر ہے

چنانچہ ابن قیم نے حادی الارواح الی بلاد الافراح مین لکھا ہے وقد جعل اللہ لکل مطلوب مفتاحا ومفتاح الولایۃ والمحبۃ الذکر یعنے حق تعالی نے ہر ایک مطلب کے لئے ایک کنجی مقرر کی ہے اور کنجی قرب ومحبت کی ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اگر حاصل کرنا ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بکثرت کرنا چاہیئے تا محبت حضرت کی پیدا ہو اور بدولت اوسکے ایمان حاصل ہو۔ اور اگر ایمان ہے یعنے حضرت کی محبت ہے جب تو بمقتضاے من احب شیئا اکثر من ذکرہ خود ذکر ہونے لگے گا قولہ شد لولاہ اشارۃ اوس حدیث شریف کے طرف ہے جو مواہب لدنیہ مین ہے وروی انہ لما خرج آدم من الجنۃ رای مکتوبا علی ساق العرش وعلی کل موضع فی الجنۃ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقرونا باسم اللہ تعالی فقال یارب ہذا محمد من ہو فقال اللہ تعالے ہذا ولدک الذی لولاہ ما خلقتک فقال یارب بحرمتہ ہذا الولد ارحم ہذا الوالد فنودی یا آدم لو تشفعت الینا بمحمد فی اہل السموات والارض لشفعناک ترجمہ جب آدم علیہ السلام جنت سے نکلے دیکہا کہ ساق عرش پر اور جنت مین ہر جگہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالی کے نام کے ساتھ لکھا ہوا ہے عرض کیا یارب یہ محمد کون ہین ارشاد ہوا (ہذا ولدک لولاہ ما خلقتک) یعنے یہ تمہارے فرزند ہین اگر وہ نہ ہوتے تو مین تم کو نہ پیدا کرتا۔ عرض کیا یارب بحرمت اس فرزند کے اس والد پر رحم کر ندا آئی کہ اے آدم اگر تم محمد کے وسیلہ سے کل زمین وآسمان والون کے حقین سفارش کرتے تو بھی ہم قبول کرتے۔ اور اسی طرح لفظ (لولاہ) اوس حدیث شریف مین وارد ہے جسکو روایت کیا امام سیوطی رح نے

درمنثور مین تفسیر آیہ شریفہ فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ کے تحت مین

کما قال اخرج الطبرانی فی المعجم الصغیر والحاکم وابونعیم والبیہقی کلاہما فی الدلائل

وابن عساکر عن عمرؓ بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اذنب

آدم الذنب الذی اذنب رفع راسہ الی العرش فقال اسالک بحق محمدؐ الا غفر

لی فاوحی اللہ الیہ ومن محمد فقال لما خلقتنی رفعت راسی الی عرشک فاذا فیہ

مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انہ لیس احد اعظم عندک قدرًا ممن

جعلت اسمہ مع اسمک فاوحی اللہ الیہ یا آدم انہ آخر النبیین من ذریتک ولولاہ

ما خلقتک **ترجمہ** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آدم علیہ السلام

سے وہ گناہ صادر ہوا تو آسمان کے طرف سے اٹھا کر دعا کی کہ الہی بحق محمد

صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے ادن پر وحی ہوئی کہ محمد کون۔ عرض کیا الہی

جب پیدا کیا تونے مجھکو تو مین نے عرش کے طرف سر اٹھا کر دیکھا تو لکھا ہوا ہے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس سے مین نے جانا کہ جس کا نام تونے اپنے نام

کے ساتھ لکھا ہے اوس سے زیادہ کسی شخص کا مرتبہ تیرے پاس نہو گا۔ وحی آئی

کہ اے آدم وہ نبیون سے آخر ہونگے تمہاری اولاد مین (ولولاہ ما خلقتک)

یعنے اگر نہ ہوتے وہ تو نہ پیدا کرتا مین تم کو انتہی ابن جوزی رح نے بھی کتاب الوفا

بفضائل المصطفٰے علیہ الصلوۃ والسلام مین اس حدیث کو روایت کیا ہے

فائدہ اکثر احادیث مین بظاہر اختلاف ہوا کرتا ہے کہ جسکی توفیق ہر شخص سے

ہو نہین سکتی۔ ایسے مواقع مین یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ دونون حدیثو مین

کچھ ضعف آجاتا ہو بلکہ یون سمجھنا چاہیے کہ ہر ایک حدیث کو دوسری حدیث

سے تعداد کی وجہ سے قوت پیدا ہوجاتی ہے اسلئے کہ ہر ایک حدیث نفس واقعہ
کی صداقت پر گویا دوسری حدیث کی گواہ ہوتی ہے ہان جن امور زائدہ مین تعارض
ہے ان مین شک پیدا ہوگا کہ نفس واقعہ مین دیکھو احادیث معراج جو صحیحین وغیرہ
مین وارد ہین اس سے ترتیب مقامات انبیا علیہم السلام مین کسقدر اختلاف
ظاہر ہے۔ پہر اس سے یہ نہین لازم آتا کہ اس وجہ سے وہ سب احادیث ضعیف
ہوگئے ہون بلکہ محدثین حتی الامکان اس قسم کی احادیث مین توفیق دیدیتے
ہین اور کبھی منشا اختلاف کا یہ بھی ہوتا ہے کہ راوی کو ہر چند اصل واقعہ تو یاد
ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ بسبب تمادی ایام کے تقدیم یا تاخیر اوقات وغیرہ
پورے طور پر یاد نرہنے کی وجہ سے اپنے ظن غالب پر بیان کردیا ہو چنانچہ
ان دونون حدیثون مین یہی صورت معلوم ہوتی ہے **الحاصل** ان دونون
حدیثون سے مخاطبہ حق تعالی کا آدم علیہ السلام کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ
وسلم کے باب مین ثابت ہے کیونکہ ابھی حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو
شخص کسی کو دوست رکھتا ہے اوسکا ذکر زیادہ کرتا ہے **قولہ** وحشت آدم
گئی نام شہ لولاک سے (کما فی المواہب والزرقانی (واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن
ابی ہریرۃ رفعہ لما نزل آدم علیہ السلام بالہند استوحش فنزل جبرئیل علیہ السلام
فنادی بالاذان اللہ اکبر اللہ اکبر مرتین اشہد ان لا الہ الا اللہ مرتین اشہد ان
محمد رسول اللہ مرتین الحدیث) ورواہ ایضا الحاکم وابن عساکر وقد روی
الدیلمی عن علی رآنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حزینا فقال یا ابن ابی طالب
مالی اراک حزینا فمر بعض اہلک یؤذن فی اذنک فانہ دواء للہم فجربتہ فوجدتہ

کذلک وقال کل من رواته جربته فوجدته کذلک **ترجمہ** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جب آدم علیہ السلام ہند مین اترے اونکو وحشت ہوئی اوسوقت
جبرئیل علیہ السلام اترے اور اذان کہی اسطور سے اللہ اکبر اللہ اکبر دوبار
اشہدان لاالہ الا اللہ دوبار اشہدان محمد رسول اللہ دوبار آخر حدیث تک
(مقصود یہ کہ بدولت اس اذان کے وحشت جاتی رہی) اور علی کرم اللہ وجہہ
فرماتے ہین کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو حزین وغمگین
دیکھکر فرمایا کہ اے ابن ابی طالب تمکو مین غمگین پاتا ہون کسی سے کہو کہ
تمہارے کان مین اذان کہدے وہ غم کی دوا ہے علی رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ مین نے اسکو آزمایا فی الحقیقت اس سے حزن جاتا رہتا اور اس حدیث
کے جتنے راوی ہین سبہون نے ایسا ہی کہا کہ ہمنے بھی اوسکو آزمایا ہے
واقعی یہی تاثیر پائی انتہی **نکتہ** وجہ اسکی یہ ہے کہ جب کوئی اپنے محبوب کو
یاد کرتا ہے تو جتنے خیالات وحشت انگیز ہون سب محو ہوجاتے ہین اسلئے
کہ جب انسان کو کسی کے ساتھ کمال درجہ کی محبت ہو اور اوسکو یاد کرے
تو دل اسی کے ساتھ متعلق ہوجاتا ہے جس سے خیال اون امور کا جو وحشت انگیز
ہون باقی نہین رہتا یعنے کیفیت جدیدہ دل مین متمکن ہونے کی وجہ سے کیفیت
سابقہ محو ہوجاتی ہے جب یہ تاثیر ہر محبوب کے یاد کرنے مین عموماً ٹھیری تو
محبوب رب العالمین کے یاد کرنے مین کسقدر تاثیر ہونا چاہئے جب بحسب
عقیدہ اہل اسلام کسی کیفیت قلبی وغیرہ کا وجود بے تخلیق خالق ممکن نہین۔
سو جیسے حق تعالی نے ہر محبوب کے یاد کرنے مین یہ تاثیر رکھی ہے اپنے محبوب

صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد مین اگر خاص طور پر وہ تاثیر رکھی ہو تو کیا عجب البتہ ان
دونون مین اتنا فرق ہوگا کہ وہان تذکر کے بعد ایک نئی کیفیت پیدا ہوتی ہو
جس سے کیفیت سابقہ محو ہوجاے۔ اور یہان توسط کیفیت جدیدہ کی ضرورت
نہین۔ مگر چونکہ تاثیرات اشیا من جانب اللہ ہین۔ اثر آخری دونونکا ایک
طور پر ہوا۔ جیسے طب یونانی و مصری یا ڈاکٹری کہ کسی مین علاج بالضد ہے
اور کسی مین بالموافق۔ ہر چند کیفیات درمیانی متغایر ہون مگر انجام دونونکا
جو ازالہ مرض ہے ایک ہے الحاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک
مین یہ اثر دیا گیا ہے کہ وحشت و اندوہ کو دفع کرے۔ مین یقین سمجھتا ہون کہ
یہان باریک و نازک اسرار ہونگے۔ جسکو اہل مذاق جانتے ہونگے۔ اتنا تو
مین بھی کہہ سکتا ہون کہ ادہر شان رحمۃ للعالمینی جلوہ گر ہے کہ نام سے آثار
رحمت ہویدا ہین۔ اور ادہر عظمت شان غیوری آمادہ قہر ہے کہ جب عموماً
محبوبون کے ذکر مین وہ تاثیر ہو۔ کیا معنی کہ محبوب رب العالمین کے ذکر
مین وہ اثر نہو۔ دلون پر جبر ہے کہ بخرق عادت بلا توسط کیفیت جدیدہ وحشت
واندوہ دفع ہوا کرے۔ یہان ایک بات اور یاد رکھ لینا چاہیئے کہ اگر کسی
بد اعتقاد قسی القلب کے دل مین یہ اثر ظاہر نہ ہو تو یہ نہ سمجھین کہ اسکی تاثیر مین
کچھ فرق ہے۔ بلکہ وہان یہ سمجھنا چاہیئے کہ محل مین صلاحیت نہین۔ جیسے اطبا
معترف ہین کہ جب محل مین صلاحیت و قبول نہو۔ دوا کیسی ہی قوی الاثر
کیون نہ ہو کچھ تاثیر نہین کرتے۔ علی ہذا القیاس ادعیہ و سور قرانی باوجود
قطعیت تاثیر کے اسی وجہ سے کبھی اثر نہین بھی کرتے ہین فائدہ اگر کوئی یہان

یہ سوال کرے کہ حدیث شریف سے تو مجموع اذان کی تاثیر ثابت ہوتی ہے اور اسمین کئی امور مذکور ہین خاص حضرت کے نام کی تاثیر کہان سے ثابت ہوئی اسکا جواب یہ ہے کہ اذان مین تین چیز ونکا ذکر ہے۔ اللہ تعالی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور نماز کی دعوت۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اس اذان سے دعوت نماز مقصود نہین ورنہ علی کرم اللہ وجہہ کو کان مین اذان کہلوانے کا ارشاد کیون ہوتا۔ فرمادیتے کہ اذان وقتیہ سن لو۔ اب رہا خداے تعالی کا ذکر سو اسمین کچھہ شک نہین کہ خدائے تعالی کے نام پاک مین ہر قسم کی تاثیرات ہین۔ اوسکا انکار کون کرسکے۔ مگر یہ بھی تو ہے کہ موثر حقیقی وہی ہے اور وہ مختار ہے چاہے تاثیر کسی شئے کی کسی وقت ظاہر کرے چاہے نکرے چنانچہ آدم علیہ السلام جب سے کہ اپنے مقام سے جدا ہوے کیا ہوسکتا ہے کہ اس محل وحشت اندوہ مین سواے خداے تعالی کے اور کسی کا ذکر انھون نے کیا ہوگا پھر باوجود اسکے نام پاک کی تاثیر ظاہر نہ فرمائی کیونکہ مقصود کچھہ اور تھا پھر جب وحشت کو انکی دفع کرنا منظور ہوا جبرئیل علیہ السلام بھیجے گئے کہ اذان کہین جسمین نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی تھا اب ذرا غور کیا جائے کہ ایسے موقع مین آدم علیہ السلام نے کیا خیال کیا ہوگا یہی وجہ تھی کہ جب نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یاد دلادیا گیا تمامی خصوصیات حضرت کے جو وہ دیکھہ چکے تھے سب آنکھون کے سامنے ہوگئے اور کہنے لگے الہی بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخشدے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمامی اذان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا ذکر مقصود تھا

جسکی تاثیر ظاہر ہوئی اور اسکی مثال ایسی ہوئی جیسے قیامت مین بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سے صرف تصدیق رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقصود ہوگی کما فی المواہب وشرحہ (واخرجہ) ای حدیث ابی ہریرۃ المذکور (الطبرانی والحاکم بلفظ) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تحشر الانبیاء علی الدواب والبعث علی البراق ویبعث بلال علی ناقۃ من نوق الجنۃ ینادی بالاذان محضًا وبالشہادۃ حقًا حتی اذا قال اشہد ان محمدًا رسول اللہ شہد لہ المومنون من الاولین والآخرین) **ترجمہ** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انبیا کا حشر سواریون پر ہوگا اور سوار ہونگا مین براق پر اور بلال ناقہ جنت پر ہونگے اور اذان خالص کہین گے اور سچی گواہی دینگے جب اشہد ان محمدًا رسول اللہ کہین گے تو سب اگلے پچھلے اہل ایمان اسکی گواہی دین گے انتہی۔ یہ بات ظاہر ہے کہ نہ محشر مین نماز کی دعوت مقصود ہے نہ شہادت توحید کیونکہ وہان تو کفار بھی موحد ہو جائین گے مقصود یہ کہ مجموع اذان سے دونون صورتون مین ایک ہی چیز مقصود ہے اس سے معلوم ہوا کہ اذان مین جو رفع وحشت واندوہ کی تاثیر ہے بنظر نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور وحشت آدم علیہ السلام کی اسی سے زائل ہوئی وہو المطلوب **قولہ** شہ لولاک ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار اور سلمان فارسیؓ سے لولاک ما خلقت الدنیا مروی ہے چنانچہ دوسری اور چوتھی تسدیس مین دونون روایتین مذکور ہوئین۔ **فائدہ** یہان معلوم کرنا چاہئے

کہ آجکل جو غل مچ رہا ہے کہ لولاک لما خلقت الافلاک حدیث موضوع ہے اگر یہ تسلیم بھی کیا جاوے تو اہل حرج کو اس سے فائدہ کیا۔ زمین دریا جنت دوزخ ثواب عقاب۔ جملہ آدمیون کے جد بزرگوار۔ بلکہ ساری دنیا جب بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئی تو افلاک کیا چیز ہین دیکھو جنت دوزخ بدولت حضرت کے پیدا ہونے کی حدیث کو حاکم دیلمی سبکی۔ بلقینی نے روایت کیا ہے اور زمین و دریا پیدا ہونے کی حدیث کو ابن سبع اور غزفی نے اور دنیا طفیلی ہونے کی حدیث کو ابن عساکر نے۔ اور ثواب وعقاب کی حدیث کو ابن سبع وغزفی نے اور خلق آدم علیہ السلام کی حدیث کو طبرانی حاکم بیہقی ابن عساکر ابو نعیم ابو الشیخ بلقینی سبکی نے چنانچہ دوسری اور چوتھی تشدیس مین ان احادیث کا ذکر ہو چکا۔ اور خصائص کبری مین امام سیوطی رح نے نقل کیا ہے اخرج الحاکم والبیہقی والطبرانی فی الصغیر وابو نعیم وابن عساکر عن عمرؓ بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اقترف آدم الخطیئۃ قال یارب اسألک بحق محمد لما غفرت لی قال کیف عرفت محمدا قال لانک لما خلقتنی بیدک ونفخت فیّ من روحک رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک قال صدقت یا آدم ولولا محمد ما خلقتک ترجمہ روایت کیا حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے صغیر مین اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آدم علیہ السلام مرتکب خطا ہوے عرض کی یارب بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے سوال

کرتا ہون کہ مجھے بخشدے ارشاد ہوا تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا
عرض کیا جب تو نے مجھے پیدا کیا اور اپنی روح مجھین پھونکی تو مین نے سر
اوٹھایا جو دیکھا تو عرش کے ہر پایہ پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے
اس سے مین سمجھہ گیا کہ اپنے نام کے ساتھ اوسی کا نام تو ملایا ہوگا جو محبوب ترین
خلق تیرے پاس سے ہے ارشاد ہوا اے آدم تم سچ کہتے ہو اگر محمد صلی اللہ
علیہ وسلم نہوتے تو مین تمکو نہ پیدا کرتا انتہی الحاصل ان سب روایات سے
معلوم ہوا کہ تمام عالم کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طفیلی ہے۔
اب کہیے افلاک اس سے کہان نکل سکین گے۔ بلکہ خود افلاک کا نام بھی صراحۃً
علی کرم اللہ وجہہ کی روایت مین آچکا ہے جو دوسری تسدیس مین مذکور ہے
اب باقی رہی یہ بات کہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ موضوع ہے سو یہ بحث
علمی ہے۔ اعتراض کرنیوالے سب ایسے نہین ہین کہ ابحاث علمیہ سے
واقف ہون بلکہ اکثر تو ایسے ہون گے کہ لفظ حدیث کے معنی تک نجانتے
ہونگے ایسے لوگونکا ایسے موقع مین مقصود کچھ اور ہی ہوتا ہے خیر الغیب
عند اللہ۔ ابن جوزی نے تو اس حدیث کو موضوعات کی کتاب الفضائل
مین ذکر نہین کیا۔ باوجودیکہ کمال تشدد اونکا ظاہر ہے کہ اکثر احادیث ضعیفہ
کو بھی داخل موضوعات کردیا ہے۔ ہان ملا علی قاری نے موضوعات الحدیث
مین خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ صغانی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے مگر
ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ معنی اسکے صحیح ہین کیونکہ دیلمی کی روایت مین لولاک
ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار اور ابن عساکر کی روایت مین لولاک

ما خلقت الدنیا وارد ہے انتہی **الحاصل** حدیث لولاک صحیح ہے گو الفاظ مین کسیقدر فرق ہو پس اطلاق شہ لولاک مین کچھ کلام نہین وہو المقصود **قولہ** مردے زندہ ہوگئے تاثیر نام پاک سے ۞ مواہب لدنیہ مین ہے وعن انسؓ ان شابا من الانصار توفی ولہ ام عجوز عمیاء فسجیناہ وعزیناہا فقالت مات ابنی قلنا نعم فقالت اللہم ان کنت تعلم انی ہاجرت الیک والی نبیک رجاء ان تعیننی علی کل شدۃ فلا تحملن علیّ ہذہ المصیبۃ فما برحنا ان کشف الثوب عن وجہہ فطعم وطعمنا رواہ ابن عدی وابن ابی الدنیا والبیہقی وابو نعیم **ترجمہ** روایت ہے انسؓ سے کہ کسی انصاری کا انتقال ہوا جو جوان تھے اور اونکی مان بڑھیا نابینا تھی ہمنے اونپر کپڑا اوڑھا دیا اور اس بڑھیا کی تعزیت کی اوس نے پوچھا کیا میرا لڑکا مرگیا ہمنے کہا ہان وہ یہ دعا کرنے لگی کہ یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ مین نے تیرے اور تیرے رسول کے طرف ہجرت اس امید پر کی ہے کہ مدد کریگا تو میری ہر سختی مین ۔ تو یہ مصیبت مجھپر مت ڈال انس کہتے ہین کہ ہم اپنی جگہ سے ہٹے نہ تھے کہ وہ جوان انصاری نے اپنے منہ سے کپڑا اٹھایا اور ہمارے ساتھ مل کہانا کہایا اور دوسری روایت مین ہے کہ اوسوقت تک وہ زندہ رہے کہ اونکی مان کا انتقال اون کے روبرو ہوا روایت کیا اسکو ابن عدی وابن ابی الدنیا اور بیہقی اور ابو نعیم نے انتہی سبحان اللہ کیا قوی ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا اون بی بی کے دل مین متمکن تھا کہ بغیر سوچے سمجھے کے ویسی نازک حالت مین زبان پر آگیا ۔ اور کیسا اعتقاد کامل تھا کہ شک کو کچھ موقع ہی نہ ملا ۔ خوب ذہن نشین تھا کہ جب سب گھربار چھوڑ کے حضرت

ہمدان زندہ ہونے کی تفصیل از حضرت

کی خدمت مین پہنچ گئے اور حضرت کے ہو رہے تو کیسی ہی مصیبت کیون نہو
جب اس ذریعہ سے دعا کیجائیگی اگر موت بھی ہو تو ٹل جائیگی۔ پہر جب ایسی
عقیدت کے ساتھ بارگاہ رب العزۃ مین وہ دعا پہنچی جسمین نام مبارک حضرت کا
شریک تھا تو اوسکا قبول ہونا کیا عجب کیونکہ ابتداے نشا عنصری انسانی
مین یہ سنت اللہ جاری ہو چکی ہے کہ بہ برکت نام مبارک دعا قبول ہوا کرے
اب یہان یہ بحث باقی رہی کہ تاثیر احیا ہجرت مین تھی یا نیت مین یا نام
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین یا مجموع مین۔ اور اگر مجموع مین ہو تو جزو اعظم
کون ہے۔ چونکہ یہ بحث مسئلہ تاثیر اذان کے مشابہ ہے جسکا ذکر ابھی ہوا اسلئے
بخوف تطویل ناظرین کی طبع رسا اور وجدان سلیم پر حوالہ کر دیا جاتا ہے۔
الحاصل بعد غور کے معلوم ہو سکتا ہے کہ تاثیر نام پاک کی تھی کہ مردہ زندہ ہوگیا

(۵)

حضرت آدم نے اوس فرزند سے یہ بھی کہا	مین تفرج کیلئے جب آسمانون پر گیا
دیکھا ذکر احمدی مین ہر ملک مصروف تھا	اور ہر اک پتے پہ جنت کے ہے نام اونکا لکھا

سینے حورونکے ملائک کی جبینین تا بعرش
ہر جگہ اس نام کا ہے عالم علوی مین نقش

قولہ حضرت آدم نے اوس فرزند سے یہ بھی کہا الخ۔ تقدیس ثالث مین کعب احبار
کی روایت مذکور ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کے نام پاک کے
ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک کہان کہان لکھا ہوا ہے آسمانون
پر ہر جگہ جنت کے در و دیوار پر حورون کے سینون پر سدرۃ المنتہے طوبی اور
اشجار جنت کے پتے پتے پر پردون کے اطراف اور فرشتون کے آنکھون کے

مقصود بودن ناصر کعبہ احمد اسلم فرزند

ہیچ ہین اور یہ بھی مذکور ہوا کہ فرشتے ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ذکر مین مصروف ہین اور سواے اسکے اور روایات مرفوعہ بھی اسکے
سوید ہین چنانچہ امام سیوطی رح نے خصائص کبری مین ذکر کیا ہے اخرج ابو نعیم
فی الحلیۃ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فی الجنۃ شجرۃ
علیہا ورقۃ الا مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ترجمہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی درخت جنت مین ایسا نہین جس کے پتون پر
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ لکھا ہو۔ اور امام ثعلبی نے تفسیر کشف البیان
مین بسند متصل روایت کیا ہے عن ابن عباس عن علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما عرج بی رایت علی ساق العرش
مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق وعمر الفاروق ترجمہ
روایت ہے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ شب معراج مین نے عرش کی ساق پر دیکھا کہ لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق وعمر فاروق لکھا ہے اسی طرح خصائص الکبری
مین نقل کیا ہے اخرج ابن عدی وابن عساکر عن انس قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لما عرج بی رایت علی ساق العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ شب معراج عرش کی ساق پر مین نے لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ایدتہ بعلی یعنے تائید دی ہین نے اونکو علی سے انتہی اور خصائص کبری
مین یہ روایت بھی ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کعب احبار

سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن فضائل کی ہین خبر دو جو قبل
ولادت شریف ظہور مین آے۔ کہا مین نے کتب سابقہ مین پڑہا ہے کہ
ابراہیم خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک پتھر پایا تھا جس پر چار
سطر مین لکھی تھین پہلی سطر انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدونی۔ دوسری سطر
انی انا اللہ لا الہ الا انا محمد رسولی طوبی لمن آمن بہ واتبعہ الحدیث اور
اسکے سوا خصائص کبری اور مواہب لدنیہ وغیرہ مین بہت روایتین
مذکور ہین کہ اکثر بلاد مین اشجار واحجار پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا اکثر لوگون نے
دیکھا ہے اور جابرؓ سے روایت ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی مہر کا نقش
یہ تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اگرچہ ابن جوزی رح نے اس روایت
کو موضوع کہا ہے مگر امام سیوطی رح نے تعقبات مین لکھا ہے کہ عبادۃ
بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت وارد ہے جسکی تخریج
طبرانی نے کی ہے **الحاصل** جو شخص یہ بات جان لے کہ حق تعالی نے
پہلے پہل جب کتابت کو ایجاد فرمایا سب سے پہلے نام پاک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے نام کے ساتھ لکھا۔ پہر اوسکو اس قسم کی
کسی بات مین شک نہوگا بلکہ یہ سمجھ جائیگا کہ یہ چند مواقع کیا اگر سارا عالم
نام آوری پر آنحضرت کے گواہی دے تو کوئی بڑی بات نہین فردوس
دیلمی مین روایت ہے اول شی خطہ اللہ عزوجل فی الکتاب الاول انی انا اللہ
لا الہ الا انا سبقت رحمتی غضبی فمن شہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ
ورسولہ فلہ الجنۃ (عبد اللہ بن عباس) یعنے روایت ہے عبد اللہ بن عباس

سے کہ پہلی بات جو اللہ تعالی نے پہلی کتاب مین لکھی ہے ہے کہ مین اللہ ہون میرے
سوائے کوئی معبود نہین میری رحمت میرے غصہ سے بڑہی ہوئی ہے
پہر جو شخص گواہی دے کہ کوئی معبود اللہ کے سوا نہین اور محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) اوسکے بندہ اور رسول ہین اوس کے واسطے جنت ہے۔
الحاصل ان تمام روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ جو قدر و منزلت
اور خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقتعالی کے نزدیک ہے
اوسکا کچہ شمار و حساب نہین ہے۔ اب یہ معلوم نہین کہ منشا اور سبب اوس کا
کیا ہے کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف رسول ہی ہوتے تو اتنا
ہی کافی تھا کہ مثل دوسرے رسولون کے بعد ادا کرنے فرض منصبی یعنے
تبلیغ رسالت کے مستحق تحسین ہوتے۔ اسکے کیا معنی کہ ہنوز عالم کا نام
تک کسی زبان پر نہین آیا تہا کہ لسان غیب سے آپ کی نام آوری کے
ہر طرف چرچے ہو رہے ہین۔ عالم نے جب عدم سے آنکہ کھولی پہلے پہل
جس چیز پر نظر پڑی آپ ہی کا نام گرامی تھا جو خالق بے ہمتا کے ساتھ
ساتھ ہر جگہ جلوہ گر تھا۔ ہر پتا گواہی دیرہا ہے کہ اونکی نظیر کا کہین پتا
نہین اور ہر فرشتہ ذکر مین آپ کے رطب اللسان اور بزبان حال
نغمہ سرا ہے کہ (بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر) ایکطرف انبیای
اولوالعزم نعت گوئی مین مصروف ہین کوئی آرزو امتی ہونیکی کر رہا ہے
اور کوئی اونکا توسل کر کے حق تعالی سے مرادین مانگ رہا ہے معلوم
نہین کونسی جانفشانی آپ کی قبل وجود حق تعالی کو ایسی پسند آگئی تھی

کہ اسقدر قدر افزائی ہوئی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اگر جانفشانی پر اسکا مدار ہوتا تو انبیائے سابق زیادہ تر مستحق ان مراتب کے تھے۔ معاذ اللہ یہان عبودیت وعبادت کو کیا دخل۔ یہ ایک خاص فضیلت ہے جس کا وجود قبل تخلیق عالم ہو چکا ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اب اگر بالفرض کوئی تمام ملائک وجن وانس وغیرہ کی عبادت کیکے یہ توقع رکھے کہ ہم بھی ایسا رتبہ حاصل کر سکتے ہین تو کیا ممکن ہوگا نعوذ باللہ من ذالک یہ بھی ایک قسم کا جنون سمجھا جائے گا خالق عالم جل شانہ نے ازل سے ابد تک کی فضیلت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دی۔ ازل کا حال تو کسیقدر معلوم ہوا ابد کا حال بھی آیندہ انشاء اللہ تعالی معلوم ہوگا۔ شمہ یہ ہے کہ جنت کی کنجیان حضرت صلعم ہی کے ہاتھ مین ہونگی اور سلطنت جنت کی حضرت صلعم ہی کو مسلم ہے پھر یہ خیال کہ (کسی دوسرے کو بھی حضرت کی سی فضیلت حاصل ہو سکتی ہے) اس خدائی مین تو اسکا ظہور ممکن نہین۔ کیونکہ یہان تو انحصار ازل وابد کا ہو گیا۔ اب اس سے زیادہ اس خیال مین خامہ فرسائی کرنا کلمات کفر کی حکایت کرنا ہے۔ کسی مسلمان کو طمع تو درکنار۔ خیال تک نہین آسکتا ہے کہ شرافت وفضیلت ذاتی مین حضرت کے ساتھ کسی قسم کی تساوی ڈھونڈ (چہ نسبت خاک را با عالم پاک) اس تقریر سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ دوسرا شخص خاتم النبیین ہونا محال ہے۔ پھر بعض لوگ جو کہتے ہین کہ اگرچہ دوسرا خاتم النبیین ہونا محال وممتنع ہے مگر یہ امتناع لغیرہ ہوگا نہ بالذات جس سے امکان ذاتی کی نفی نہین ہو سکتی۔ کیونکہ امکان ذاتی اور امتناع لغیرہ مین کچھ

منافات نہین - سو اوسکا جواب یہ ہے کہ وصف خاتم النبیین خاصہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو دوسرے پر صادق نہین آسکتا - اور موضوع لہ
اس لقب کا ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے - کہ عند الاطلاق کوئی
دوسرا اس مفہوم مین شریک نہین ہوسکتا - پس یہ مفہوم جزئی حقیقی ہے - اور
کلیت مفہومی جو وضع سے قطع نظر کرنے مین معلوم ہوتی ہے بسبب وضع
کے جاتی رہی - جیسا کہ عبداللہ جب کسی شخص معین کے لئے وضع کیا جاتا ہے
جزئی حقیقی ہوجاتا ہے - اور مفہوم کلی اس لفظ کا اوسکی جزئیت مین کچھ فرق
نہین لاتا - بلکہ اگر غور کیا جاے تو معلوم ہو کہ یہ مثال بھی پورے طور پر
یہان تائید نہین دیتی - اسلئے کہ عبداللہ عین وقت وضع مین برابر دوسرون
پر کہا جاتا ہے - بخلاف لفظ خاتم النبیین کے کہ جب سے واضع نے اوسکو
وضع کیا ہے کبھی دوسرے پر اوسکا اطلاق کیا ہی نہین اور نہ اطلاق اوسکا
سواے ایک ذات کے دوسرے پر صحیح ہوسکتا ہے - اسلئے کہ ختم انتہا کو
کہتے ہین اور ظاہر ہے کہ انتہا متجزی نہین ہوسکتی تاکہ دو شخص اس صفت
کے ساتھ متصف ہون - پھر جب عقل نے بتبعیت نقل ایک ذات کے اتصاف
کو مان لیا اوسکے نزدیک محال ہوگیا کہ دوسری ذات اس صفت کے ساتھ
متصف ہوسکے - اور بحسب منطوق لازم الوثوق قولہ تعالے لا یُبَدَّلُ
الْقَوْلُ لَدَیَّ کے جب ابد الآباد یہ لقب مختص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہی کیلئے ٹھیرا - تو جزئیت اس مفہوم کی ابد الآباد کے لیئے ہوگئی - کیونکہ یہ لقب
قرآن شریف سے ثابت ہے جو بلا شک قدیم ہے **الحاصل** اس مفہوم کی

جزئیت مین کوئی شک نہین - اور یہ بات عبداللہ مین نہین - اب اوس
دعوی کا قضیہ بنا ئیے کہ (غیرہ علیہ السلام خاتم النبیین بالامکان) ہادنےٰ تامل
ثابت ہوجائیگا کہ یہ قضیہ بحمل صحیح منعقد ہی نہین ہوسکتا - اسلئے کہ حمل
جزئی حقیقی کا کلی پر صحیح نہین - اور اگر بنظر اہمال موضوع کے جزئی سمجھا جاے
پھر خواہ وہ معین ہو خواہ غیر معین غیر موضوع لہ محمول کا ہوگا - اور ابھی معلوم
ہوا کہ محمول جزئی حقیقی ہو تو اوسکا حمل دوسری جزئی پر ہرگز نہین ہوسکتا -
جیسا (زید عمرو) درست نہین - اور حمل مذکور کے عدم جواز کی دوسری
وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ خاصہ کا حمل غیر ذی الخاصہ پر درست نہین -
جیسے (الحمار کاتب) یا (غیر آدم علیہ السلام ابوالبشر) یا (زید ابو زید) یعنی
زید اپنا آپ باپ ہے مثال آخری ممثل لہ پر اسوجہ سے منطبق ہے کہ عمرو
مثلاً زید کا باپ ہے تو یہ صفت اوسکا خاصہ ہوگی - پھر یہ صفت اگر غیر عمرو
پر اطلاق کیجاے تو اس امر مین کہ موضوع غیر ذی الخاصہ ہے زید اور بکر
دونون برابر ہونگے پس اطلاق ابو زید خاصہ کا اگر بکر پر صحیح ہو تو چاہیئے
کہ اوسی جہت سے زید پر بھی صحیح ہو کیونکہ غیر ذی الخاصہ ہونے مین دونون
برابر ہین واللازم باطل فالملزوم مثلہ - اور قطع نظر اسکے یہ تو ظاہر ہے کہ
زید کا پدر حقیقی جب عمرو ہو تو یہ صفت دوسرے پر کیونکر صادق آسکے -
الحاصل خاصہ ایک شے کا دوسرے پر صادق نہین آسکتا - ورنہ وہ خاصہ
خاصہ نہوگا وھو خلف - لم اسکی یہ ہے کہ محمول کو چاہیئے کہ ذاتی موضوع کی ہو
یا عرضی - اور حمل وہی صادق آتا ہے جہان مبدا محمول کا ذاتی موضوع کی ہو

جیسے الانسان ناطق) یا صفت منضمہ ہو جیسے زید کاتب یا منتزعہ ہو خواہ
بالاضافت جیسے السماء فوقنا یا بلا اضافت جیسے الاربعۃ زوج۔ پھر جب مبدأ
محمول کا خاصہ کسی دوسری چیز کا ہو تو غیر ذی الخاصہ کی ذاتی نہ ہو سکیگا۔
نہ وصف منضمہ نہ منتزعہ۔ اس سبب سے خاصہ کا حمل غیر ذی الخاصہ پر
صحیح نہین۔ پس معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کا حمل غیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر صحیح نہین۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ نسبت حکمیہ وقت حمل پیدا ہوتی ہے۔
پھر حمل ہی نہین تو نسبت حکمیہ کہان۔ اور جب نسبت ہی کا پتا نہ ہو تو جہت
امکان کیونکر ثابت ہو سکے۔ اسلئے جہت تو نسبت کی کیفیت کا نام ہے تو
ضرور ہوا کہ ثبوت کیفیت کے پہلے ثبوت نسبت ہو کیونکہ ثبوت الشئی للشئی
فرع ثبوت مثبت لہ ہے۔ یا یون کہئے کہ ثبت العرش ثم انقش الحاصل اس سے
معلوم ہوا کہ قضیہ مذکورہ غلط ہے۔ اور سنئے محمول قضیہ کا جو جزئی حقیقی
ہے اگر دوسری چیز پر حمل کیا جاوے تو سلب الشئے عن نفسہ لازم آئیگا۔
دیکھو اس حمل کی نظیر بعینہ (زید عمرؓ) ہے سو جبتک زید سے زیدیت یا عمر
سے عمرویت مسلوب نہو عمرویت زید مین قایم نہین ہو سکتی۔ اور ظاہر ہے
کہ سلب الشئے عن نفسہ محال ہے۔ پھر یہ محال جو لازم آرہا ہے وقت حمل ہی
یعنے ہنوز نسبت ہی کا وجود نہین ہوا کہ محال لازم آگیا تا بہ امکان چہ رسد
اور علی سبیل التنزل اگر مساوق بھی ہو تب بھی امکان کو محل نہ ملا۔ اس
تقریر سے بھی یہی ثابت ہے کہ وہ قضیہ باطل ہے۔ کیونکہ مستلزم محال
محال ہوا کرتا ہے۔ اب اگر کہا جاوے کہ یہ بھی منجملہ وجوہ امتناع لغیرہ ہے

سوا اوسکا جواب یہ ہے کہ تقریر بالا سے امکان ذاتی کا وجود باطل ہوگیا
اگر اس بطلان کو بھی منجملہ وجوہ امتناع لغیرہ کے تصویر کرلین تو امتناع کا پلہ
خوب ہی بھاری ہو جائیگا جسمین بطلان ذاتی یعنے امتناع ذاتی بھی شریک
ہوگا۔ سو وہ دعوی امکان ذاتی کا کہان رہا۔ اور اوس دعوی کا ابطال
اس تقریر سے بھی ہو سکتا ہے کہ مفہوم خاتم النبیین کا اگرچہ کلی ہے مگر
کلیت اسکی ایسی نہین جیسے انسان وغیرہ کی ہے اسلئے کہ انسان کے
افراد کثیرہ ہونے مین کوئی قباحت لازم نہین آتی بلکہ موجود ہین بخلاف
خاتم النبیین کے کہ اسکے معنی مین کثرت صادق آ ہی نہین سکتی جیسے
مرکز یا اول یا آخر یا مبدا۔ حال مرکز کا سنئے کہ مرکز اوس نقطہ کو کہتے ہین
کہ جتنے خطوط اوس سے نکل کر محیط تک پہنچین سب آپسمین برابر ہون۔
وہ خطوط نصف قطرہ دائرہ ہونگے جن کے ملتقی کا نام مرکز ہے۔ پھر اگر اون
خطوط کی ابتدا محیط دایرہ سے لیجاے تو مرکز منتہی ان خطوط کا ہوگا اور
اگر مرکز سے لیجاے تو وہ مبدا اونکا ہوگا۔ بہرحال خواہ وہ مبدا ہو یا منتہی
مرکز ایک نقطہ معین ہوگا جس کا فرض کرنا ہر جگہ مثل اور نقطون کے
ممکن نہین۔ اور اسی نقطہ مین یہ صفت قایم ہوگی کہ مبدا یا منتہی اون تمام
خطوط کا ہے جو نصف قطر دائرہ ہو سکین۔ اب اگر سواے اوس نقطہ
معینہ کے دوسرا نقطہ فرض کرین اور کہین کہ ممکن ہے کہ وہ بھی مرکز اوس
دائرہ کا ہے تو یہ فرض محال ہوگا اسلئے کہ وہ صفت مختصہ یعنے منتہی اون
خطوط کا ہونا دوسرے مین قایم نہین ہو سکتی کیونکہ وہ دوسرا نقطہ اس

دائرہ مین جس جگہ فرض کیا جاوے اصلی مرکز سے ہٹکر ایک نصف قطر پر ہوگا
تو جا بجا خطوط مذکورہ کا مبدا یا منتہی ہونا تو درکنار خود اوس خط کا مبدا یا منتہی
نہین ہوسکتا جسپر وہ واقع ہے اسلئے کہ آخر وہ خط بھی نصف قطر ہے
اور ہر نصف قطر کا مبدا مرکز حقیقی ہونا لازم ہے ورنہ خط نصف قطر ہوگا
المحال مصداق مرکز کا اگر دوسرا فرض کیا جاوے تو انسلاخ الشے عن لوازم
بل عن ذاتہ لازم آجائیگا اور یہ محال لذاتہ ہے۔ اب اوس دائرہ کے
کسی نقطہ مین صلاحیت اور امکان نہین کہ مرکز اور منتہی اون خطوط کا
بن سکے۔ یہانتک کہ اگر خود واضع اس دایرہ کا چاہے کہ کسی دوسرے
نقطہ کو اوس دایرہ کا مرکز قرار دیوے تو نہین ہوسکتا کیونکہ کسی مین صلاحیت
ہی نہین ہان وقت دائرہ کہنچنے کے ممکن تھا کہ جس نقطہ کو چاہتا مرکز بنادیتا
لیکن جب اس نقطہ کو معین کرچکا تو سب نقاط موجودہ و غیر موجودہ کو اوس
دائرہ کے مایوسی کلی حاصل ہوگئے کہ اب کوئی مرکز نہین ہوسکتا۔
حالانکہ مرکز کوئی شے موجود فی الخارج نہین وجود اوسکا صرف علم مین ہے
کیونکہ مرکز بھی ایک نقطہ ہے اور ماہیت نقطہ کی یہی ہے کہ صرف خط ہو
اور ظاہر ہے کہ خود خط بالفعل موجود نہین ورنہ ترکب سطح کا خطوط سے
لازم آئیگا جو باطل ہے۔ پہر جب خط ہی کا وجود نہین تو مرکز جو طرف اوسکا ہے
کہان۔ مگر با وجود اسکے مرکز ایک معین شے ہے اسلئے اوس دائرہ یا کرہ پر
اطلاق دائرہ کا جبھی ہوگا کہ نسبت محیط کی مرکز کے ساتھ ہر جہت مین برابر ہو
اور اگر مرکز ہی نہو جو احد المنتسبین ہے تو نسبت کیسی۔ پہر جب سے کہ مرکز

معین ہوا وہ صفت مختصہ اوسکی یعنے (منتہی جمیع خطوط مذکورہ کا ہونا) بھی اوسپر صادق آرہی ہے۔ ہر چند یہ صفت بھی کلی ہے مگر کلیت اوسکی بھی مثل کلیت مرکز کے ہے کہ قبل تعین مصداق کے علی سبیل البدلیت مصادیق اوسکے بہت سے ہوسکتے ہین اور جب مصداق معین ہوگیا اب احتمال کثرت کا جاتا رہا۔ پس یہ صفت اگرچہ کہ علم مرکز کا نہین مگر اختصاص مین اس درجہ کو پہنچی ہوئی ہے کہ عندالاطلاق سوائے اس مرکز کے جو جزئی حقیقی ہے دوسرے کے طرف ذہن منتقل ہو ہی نہین سکتا اسی طرح خاتم النبیین کا مفہوم کہ عندالاطلاق سوائے اس ایک ذات خاص کے دوسرا کوئی متبادر نہین ہوتا۔ بس معلوم ہوا کہ بعد تعین مصداق کے مرکز اور مبدا اور منتہا مین کثرت نہین آسکتی۔ اسی طرح اول و آخر سلسلہ کا مبدا و منتہی ہوگا وہان بھی اس قسم کی تقریر جاری ہوگی۔ چونکہ خاتم النبیین کے معنی بھی منتہائے نبیین ہے اس سبب سے یہ بھی اس قسم کی کلی ہوگی کہ بعد تعین مصداق کے جزئی حقیقی ہوجاے اور سوائے ایک ذات کے دوسرے پر صادق نہ آسکے ہان کلیت اوسکی قبل تعین مصداق متحقق ہے کہ علی سبیل البدلیت بہت افراد پر صادق آسکتی تھی جیسے مرکز مثال مذکورہ مین۔ اب یہ دیکھا جاسے کہ مصداق اوسکا کب سے معین ہوا سو ہمارا دعوی یہ ہے کہ ابتداے عالم امکان سے جس قسم کا وجود فرض کیا جاسے ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت مختصہ کے ساتھ متصف ہین کیونکہ حق تعالی اپنے کلام قدیم مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرما چکا ہے۔

اب کونسا ایسا زمانہ نکل سکے گا کہ صفت علم و کلام باری تعالیٰ پر مقدم ہو۔ پھر تعین ذات خاصہ اور اتصاف اس صفت مختصہ کے لئے وجود خارجی شرط نہین جیسے مرکز مین ابھی معلوم ہوا۔ اور قطع نظر اسکے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور حاکم نے مستدرک مین روایت کیا ہے کنت نبیا وآدم بین الماء والطین یعنے ہنوز آدم علیہ السلام پانی اور کیچڑ مین تھے اور مین نبی تھا اب ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازل سے متصف اس صفت خاصہ کے ساتھ ہین۔ اور جو جو تقلبات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عالم مین ہوے ہین اونکو ہم ایسے سمجھتے ہین جیسے لڑکپن جوانی وغیرہ کہ ذات ہر وقت مین محفوظ ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ امام سیوطی رحمہ نے مسالک الحنفا مین نقل کیا ہے وقد قال ابن عباس فی تاویل قول اللہ وتقلبک فی الساجدین اے تقلبک من اصلاب طاہرۃ من اب بعد اب الی ان جعلک نبیا اسی مضمون کو حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے نظم مین لکھا ہے تنقل احمد نور عظیم ۔ تلالا فی جبین الساجدینا ۔ تقلب فیہم قرنا فقرنا ۔ الی ان جاء خیر المرسلینا ذکرہ الامام السیوطی رح فی مسالک الحنفاء۔ اور حافظ العصر ابن حجر عسقلانی رح نے کہا ہے ۔ نبی الہدی المختار من آل ہاشم ۔ فعن فخرہم فلیقصر المتطاول ۔ تنقل فی اصلاب قوم تشرفوا ۔ بہ مثل ما للبدر تلک المنازل ۔ ذکرہ السیوطی رح فی المقامات السندسیہ اس سے بھی معلوم ہوا کہ عالم شہادت کے پہلے بھی ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محفوظ تھی کیونکہ تقلب صفت ہے اور قیام صفت کا

بغیر ذات موصوف کے محال ہے اس عالم مین تشریف فرما ہونے کے پیشتر آدم علیہ السلام سے پہلے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے جو کنت نبیا اور اول ما خلق اللہ نوری سے معلوم ہوا اور بعد آدم علیہ السلام کے لیئے جو تقلبک فی الساجدین سے معلوم ہوا الحاصل وجود جزئی حضرت کا ثابت ہے اگرچہ اطوار وجود مختلف ہون اور حالت جزئیت مین اتصاف اس صفت کے ساتھ بھی موجود رہا پھر خاتم النبیین کے جزئی حقیقی ہونے مین کیا کلام اگر کہا جاوے کہ اس تقریر سے خاتم النبیین مثل دوسرے اعلام کے ایک علم ہو جائیگا تو اسمین فضیلت ہی کیا ہوئی - اسکا جواب یہ ہے کہ پہلے علم کی حقیقت معلوم کر لیجئے کہ ہر جماعت انسان اپنے ما فی الضمیر ظاہر کرنے مین محتاج اس امر کی ہے کہ ہر چیز کے مقابلہ مین ایک لفظ مقرر کرے تا جو شخص اوس وضع سے واقف ہو وہ لفظ سنتے ہی سمجھ جاوے کہ مقصود متکلم کا یہ ہے اب اس وضع کے وقت یہ ضرور نہین کہ اس لفظ مین کوئی معنی وصفی ہون بلکہ حروف تہجی سے چند حروف لیکر جو لفظ ترکیب دیدیا جاوے وہی علم ہو جائیگا اور اگر کوئی لفظ معنی دار علم ہو تو معنی سابق اسمین نہین ہوتے اس سے معلوم ہوا کہ تقرر علم کا صرف اسیواسطے ہے کہ اسکے کہنے سے ذات معینہ معلوم ہو جاوے بخلاف صفت کے کہ سواے ذات کے ایک دوسرے معنی پر بھی اس سے دلالت ہوتی ہے مثلاً عالم کہ اس سے ذات مع صفت علم سمجھی جاتی ہے اور صفت کا مبدا اوس ذات مین موجود ہوگا - اور علم مین یہ بات نہین اب دیکھئے کہ صفت ختم نبوت کی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک مین ازل سے قایم ہے جیسے ابھی مذکور
ہوا اگر صفت مختصہ ہونیکی وجہ سے انحصار اس صفت کا ذات مبارک مین ہے
اس انحصار سے یہ لازم نہین آتا کہ لفظ خاتم النبیین علم ہوجاے کیونکہ
یہ لفظ ذات مع الصفت پر دلالت کرتا ہے نہ صرف ذات پر الحاصل
صفت خاتمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ازلاً و ابداً مسلم ہوگئی
اب کسی دوسرے کا اتصاف اس صفت مختصہ کے ساتھ محال ہے جیسے کہ
سوائے نقطۂ مخصوصہ کے متصف بصفت مرکزیت ہونا کسی دوسرے
نقطہ کا دائرہ خاص مین محال ہے۔ اب ہم ذرا اون صاحبون سے پوچھتے
ہین کہ اب وہ خیالات کہان ہین جو کل بدعۃ ضلالۃ پڑہ پڑہ کے ایک
عالم کو دوزخ مین لیجارہے تھے۔ کیا اس قسم کی بحث فلسفی بھی کہین
قرآن وحدیث مین وارد ہے۔ یا قرون ثلثہ مین کسی نے کی تھی پہر ایسی
بدعت قبیحہ کے مرتکب ہوکر کیا واقع کیا استحقاق پیدا کیا۔ اور اس
مسئلہ مین جبتک بحث ہوتی رہیگی اوسکا گناہ کسکی گردن پر۔ دیکھئے

حدیث شریف مین وارد ہے فی المشکوٰۃ وعن جریرؓ قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرہا ووزر
من عمل بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من اوزارہم شئی الحدیث رواہ مسلم
یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اسلام مین برا طریقہ
نکالے تو علاوہ اوس جرم ارتکاب کے جتنے لوگ اوس کے بعد اوسپر عمل
کرتے رہین سب کا گناہ اوس کے ذمہ ہوگا اور اون کے گناہ مین کچھ کمی

نہوگی روایت کیا اسکو مسلم نے انتہی بھلا جس طرح حق تعالی کے نزدیک
صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہین۔ ویسا ہی اگر
آپ کے نزدیک بھی رہتے تو اسمین کیا نقصان تہا۔کیا اسمین بھی کوئی
تہرک و بدعت رکھی تھی جو شاخ شاخ نے نکالے گئے۔ یہہ تو بتلائیے کہ ہمارے
حضرت نے آپ کے حق مین ایسی کونسی بدسلوکی کی تھی جو اوسکا بدلہ ایسے
طور پر کیا جارہا ہے کہ فضیلت خاصہ کا مسلم ہونا مطلقاً ناگوار ہے۔
یہانتک کہ جب دیکھا کہ خود حق تعالی فرما رہا ہے کہ آپ سب نبیون کے
خاتم ہین۔کمال تشویش ہوئی کہ ہاے فضیلت مختصہ ثابت ہوئی جاتی ہو
جب اس کے ابطال کا کوئی ذریعہ دین اسلام مین نہ ملا فلاسفہ معاندین
کی طرف رجوع کیا۔اور امکان ذاتی کی شمشیر دودم اونسے لیکر میدان مین
آکہڑے ہو۔ افسوس ہے اس دہن مین یہ بھی نہ سوجھا کہ معتقدین سادہ
کو انتظار اس خاتم فرضی کا کسقدر کنوین جہکائیگا۔ مقلدین سادہ کے
دلون پر اس تقریر معقولی کا اتنا تو ضرور اثر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی خاتمیت مین کسی قدر شک پڑگیا گو دقایق معقولی کو نہ سمجھے ہون چنانچہ
بعض اتباع نے اسی بنا پر الف ولام خاتم النبیین سے یہ بات بنائی کہ
حضرت ان نبیون کے خاتم ہین جو گزر چکے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ آیندہ
جو انبیا پیدا ہونگے اونکا خاتم کوئی اور ہوگا۔ معاذ اللہ اس تقریر نے
کہانتک پہنچا دیا کہ قرآن کا انکار ہونے لگا۔ ذرا سوچئے تو کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو خاتم النبیین ہونے مین یہ احتمالات نکالے

جاتے توکسقدر حضرت پر شاق ہوتا ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے صرف توراۃ کے
مطالعہ کا ارادہ کیا تھا اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کیسی متغیر
ہوگئی کہ چہرۂ مبارک سے آثار غضب پیدا تھے ۔ اور باوجود اس خلق عظیم
کے ایسے صحابی جلیل القدر پر کیسا عتاب فرمایا کہ جس کا بیان نہین ۔ جو
لوگ مذاق تقرب واخلاص سے واقف ہین اوسکو سمجھ سکتے ہین ۔ پھر یہ
فرمایا کہ اگر خود موسی میری نبوت کا زمانہ پاتے تو سوا ے میری اتباع کے
انسے کچھ نہ بن پڑتی ۔ دیکھ لیجے وہ روایت مشکوۃ شریف مین ہے

عن جابرؓ ان عمر بن الخطابؓ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنسخۃ من
التوراۃ فقال یارسول اللہ ہذہ نسخۃ من التوراۃ فسکت فجعل یقرأ ووجہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر فقال ابوبکر ثکلتک الثواکل ماتری
مابوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام
دینا وبمحمد نبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لو بدا لکم
موسی فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان موسی حیا وادرک
نبوتی لاتبعنی رواہ الدارمی یعنی روایت ہے جابرؓ سے کہ ایکبار عمرؓ نے
توراۃ کا نسخہ لاکر عرض کی یارسول اللہ یہ توراۃ کا نسخہ ہے حضرت
خاموش ہوگئے وہ لگے پڑھنے ادہر چہرۂ مبارک متغیر ہونے لگا ابوبکرؓ نے
یہ دیکھکر کہا اے عمر تم تباہ ہوگئے کیا چہرۂ مبارک کو نہین دیکھتے ۔ عمرؓ
یہ دیکھتے ہی کہنے لگے مین پناہ مانگتا ہون خدا و رسول کے غضب سے

ہم راضی ہین اپنے پروردگار اور دین اسلام اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اللہ کی جس کے ہاتھ مین میری جان ہے اگر موسیٰ تم مین ظاہر ہوتے اور تم لوگ مجھے چھوڑکر اونکی پیروی کرتے تو ضرور گمراہ ہوجاتے اگر موسیٰ اسوقت زندہ ہوتے اور میری نبوت کے زمانہ کو پاتے تو میری ہی اطاعت کرتے اور روایت احمد وبیہقی مین وما وسعہ الا اتباعی ہے یعنے سواے میری اتباع کے اون سے کچھ بن نہ پڑتی اب ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے سے صحابی با اخلاص کی صرف اتنی حرکت اسقدر ناگوار طبع غیور ہوئی۔ توکسی زید وعمرو کی اس تقریر سے جو خود خاتمیت مین شک ڈالدیتی ہے۔کیسی اذیت پہنچتی ہوگی۔ کیا یہ ایذا رسانی خالی جائیگی ہرگز نہین حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ترجمہ جو لوگ ایذا دیتے ہین اللہ کو اور اللہ کے رسول کو لعنت کریگا اونکو اللہ دنیا اور آخرت مین اور مہیا کر رکہا ہے اونکے واسطے ذلت کا عذاب انتہی نسأل اللہ تعالیٰ توفیق الادب وہو ولی التوفیق۔

(۶)

ہر طرح سے جس کا خالق کو ہی منظور اہتمام اور فرشتے دایما مشغول ہین جسمین تمام		ہی درود پاک بھی ذکر شہ عالی مقام بھیجتا ہی خود درود اوس فخر عالم پر مدام
	کیسی طاعت ہوگی وہ جسمین ہو خود حق بھی شریک ہی جو طاعت سرسری جس کا نہین کوئی شریک	

قولہ ہے درود پاک بھی ذکر شہ عالی مقام ؛ تیسری تسدیس مین معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کو ایسی کچھہ رفعت دی ہے کہ کسی کو
وہ بات نصیب نہین - اور اسی وجہ سے نام مبارک ہر جگہ آسمانون وغیرہ
مین لکھا ہوا ہے جس کا بیان تسدیس رابع مین گذرا - منشا اسکا یہ ہے کہ بحسب
حدیث شریف من احب شیئًا اکثر ذکرہ حبیب کا ذکر جس قدر ہو اچھا
معلوم ہوتا ہے عام اس سے کہ خود کرین یا کوئی دوسرا - پھر جو سخن شناس
اس نکتہ سے واقف ہین ظاہر ہے کہ اپنے خالق کی رضا جوئی کے واسطے
خود اُس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بکثرت کرینگے انکے لئے کوئی
ترغیب کی ضرورت نہین - باقی رہے وہ لوگ کہ جبتک کسی کام مین کوئی
نفع خاص نہین دیکھ لیتے اوس کے طرف توجہ نہین کرتے - اُن کے لئے
اقسام کی ترغیبین دیگئین - پھر انہین بھی دو قسم کے لوگ ہین - بعضونکا میلان
نفع دنیوی کے طرف زیادہ ہوتا ہے اور بعضونکا نفع اخروی کے طرف
ہر ایک کو اسکی خواہش کے مطابق وعدے دیئے گئے - چنانچہ صنف اول
کے لئے ارشاد ہوتا ہے کہ بدولت اس ذکر خاص کے فقر دفع ہوتا ہے - رزق
کشادہ ہوتا ہے - بلکہ کل امور کے لئے اسمین کفایت ہے - اور کوئی فکر
باقی نہین رہتا - جو لوگ کثرت ثواب کے طالب - اور نفع اخروی پر راغب ہین
اونکی رعایت سے ارشاد ہے کہ ثواب اس ذکر خاص کا پہاڑون برابر صدقہ
دینے کے اور کئی غلام آزاد کرنیکے مساوی ہے - اور جہاد سے بڑھکر - بلکہ
تمام روے زمین کے لوگ جتنا عمل کرین سب کے برابر - اور حق تعالی کے
پاس سب عملون سے زیادہ اوسکی فضیلت ہے اس کے سبب سے ہزارہا

درود شریف اجمالاً

نیکیان لکھی جاتی ہین۔ ہزارہا گناہ مٹائے جاتے ہین۔ درجے بلند کئے جاتے ہین ذاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرنیکے پیشتر اپنا مقام جنت مین دیکھ لیگا روز قیامت عرش کے سایہ مین رہکر ہول و دہشت سے وہان کے نجات پائیگا۔ شفاعت اور قربت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوسکو نصیب ہوگی۔ سب کام آخرت کے اوسپر آسان ہونگے۔ حق تعالی کے غضب سے امن پائیگا اور برعایت اون لوگون کے جو طالب رضاے حق ہین ارشاد ہے کہ اوس سے دل طاہر ہوتے ہین حق تعالی کی رضامندی حاصل ہوتی ہر فرشتے اوس شخص کے حق مین دعاے مغفرت کیا کرتے ہین اور خود حق تعالی آمین فرماتا ہے۔ پہر عموماً اہل ایمان کی ترغیب کے واسطے حق تعالی فرماتا ہے کہ مین بذات خود مع تمامی ملایک کے ذکر خیر آنحضرت کا کیا کرتا ہون علی ہذا القیاس اسکے سواے اور بہت سی ترغیبین دیگیئن۔ پہر اگر اسپر بھی کوئی نہ مانے۔ تو سزا اوسکی یہ ہوئی کہ نہ طہارت اسکی پوری ہو نہ نماز اور نہ دعا قبول ہوا اور وہ شقی جنت کی راہ سے ہٹکر داخل دوزخ ہوگا۔ الحاصل جس طرح حق تعالی نے وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ فرمایا رفع ذکر کے ذریعے بھی ویسے ہی قایم کئے تاقطع نظر ان طرق رفع ذکر کے جو مذکور ہوے ہر مسلمان بھی طوعاً و کرہاً ذکر خیر مین مصروف رہے۔ پہر وہ ذکر جس کے واسطے وعدے وعید ہین ایسا نہین ہے کہ صرف نام مبارک کی تکرار ہوا کرے کیونکہ اسمین بے ادبی ہے بلکہ خود حق تعالی نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلی نام سے یاد نہ فرمایا بلکہ جب کبھی خطاب کیا یا یاد فرمایا کسی نہ کسی صفت کے ساتھ ذکر کیا جیسے یاایہا الرسول

اور یا ایہا النبی و ما آتاکم الرسول وغیرہ۔ مگر ایک دو جاے جہان بالکل تعیین مقصود
تھی صفت کے ساتھ نام کو ذکر فرمایا۔ بخلاف دوسرے انبیا کے کہ ہر جگہ اونکے
نام کی تصریح فرمائی اور خطاب بھی اصلی نام کے ساتھ کیا جیسا قلنا یا آدم اسکن
ونادیناہ ان یا ابراہیم۔ اور یا موسی اقبل وغیرہ۔ الغرض ذکر شریف مود بانہ
ہونیکے لئے ایک خاص وضع مقرر کیگئی جو مقتضاے ادب ہے۔ پہر جو شخص
اس وضع کی پابندی کے ساتھ ذکر موصوف کیا کرے وہی مستحق ان وعدوں کا
ہوگا۔ اور وہ وضع بعینہ دعا کی سی ہے جسمین توجہ اللہ تعالی کے طرف ہو
اور معلوم ہے کہ دعا کو خضوع وخشوع ضرور چاہئے۔ پہر اوسکے چند صیغہ مقرر
کئے گئے۔ اور ہر صیغہ مین عمدہ سی تاثیر رکھی گئی۔ پہر ان صیغونکو ایک خاص قسم
کی شرافت عطا ہوئی اور وہ نام سرفراز ہوا جو خاص معبود حقیقی کی عبادت
کا نام ہے۔ یعنے صلوۃ۔ پس معلوم ہوا کہ صلوۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ایک قسم کے ذکر کا نام ہے۔ نکتہ تسدیس سابق مین یہ بات ثابت ہوئی کہ
جب حق تعالی کا ذکر ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی ہوتا ہے
کما قال اللہ تعالی اذا ذکرت ذکرت معی اور یہان معلوم ہوا کہ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو حق تعالی کا ذکر بھی لازم ہے اس تلازم طرفین
سے نکتہ سنجان رمزشناس ما ودعك ربك وما قلی کے معنی بخوبی
سمجھ سکتے ہین امر جدائی بیان کے قابل نہین قولہ ہر طرحسے جس کا ہی خالق
کو منظور اہتمام ۴ ابھی معلوم ہوا کہ حق تعالی کو منظور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا ذکر مبارک بکثرت ہوا کرے اسلئے تمام مسلمانون کو درود شریف

پڑہنے کا امر فرمایا اور کس خوبی کے ساتھ کہ مین خود اس کام مین مشغول ہون اور
تمام ملائک بھی اسے مسلمانو تم کو بھی چاہیئے کہ اس کام مین مصروف رہو
مطلب یہ کہ جب خود خدا ے تعالی اور تمام ملائک تمہارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر ہمیشہ درود بہیجا کرین تو تمکو چاہیئے کہ بطریق اولی ادسمین دلی ہی
اور جانفشانی کرو نہ یہ کہ ایک دو بار پر اکتفا کرلو۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے جو جو احسان امتیون پر ہین اظہر من الشمس ہین اگر فکر ہے تو
ہماری بخشایش کا ہے۔ اگر دعا ہے تو ہماری بخشایش کی ہے ہمیشہ ہماری
بھلائی کی ہی فکر مین گزاری۔ اگر امتیون کو کچھ ارشاد ہوتا ہے تو یہی مقصود ہے
کہ ایسا طریقہ اختیار کرین جس سے دنیا و آخرت مین قہر الہی سے محفوظ
رہکر فوائد دارین حاصل کرین۔ اور اگر حق تعالی کے ساتھ گفت و شنود
ہے تو اسی بارہ مین کہ کسی نہ کسی طرح سے راستہ انکی نجات کا نکلے اور
پروردگار انسے راضی ہو جاے باوجودیکہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ
فَتَرْضَىٰ وغیرہ آیتون سے تسکینین دیگیئین۔ مگر خدا جانے افراط محبت امت
نے کیا کیا خیالات پیش کردے تھے کہ ہر وقت خلوت و جلوت مین حالت
نزع تک امت ہی کا خیال اور اسی کی بخشایش کا حق تعالی سے سوال و جواب
رہا۔ اب ایسا کون کمبخت ہو جو ایسے محسن کے احسانون کو بھول جاے۔
مقتضاے انسانیت تو یہ ہے کہ بمصداق الانسان عبید الاحسان کے
ساری عمر شکر گزاری مین بسر کرین۔ اور یہ صرف مقتضاے انسانیت ہی
نہین شریعت بھی یہی کہہ رہی ہے کہ جس نے اپنے محسن کی شکر گزاری نہ کی

خدا کا شکر بھی نہ کیا چنانچہ ارشاد ہے عن ابی ہریرہؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ رواہ الترمذی کذا فی تجرید الاصول یعنے فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے اپنے محسن کا شکر نہ کیا اوسنے اللہ تعالی
کا بھی شکر نہ کیا انتہی۔ اُن احسانون کا شکر تو کسی سے کیا ہو سکتا ہے اتنا تو ہو
کہ ذکر خیر مین حضرت کے رطب اللسان رہین۔ بڑی شرم کی بات ہو کہ خدای تعالے
اور فرشتے تو ذکر خیر مین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رہین اور باوجود
احسانون کے ہم سے یہ بھی نہ ہو سکے میرے خیال مین نہین آتا کہ کوئی شخص
امتی ہونیکا دعوی کرے اور پھر حضرت کے ذکر خیر سے اوسکو انکار ہو الغرض
جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن مدارج سے واقف ہو جسکا اہتمام
ازل سے ہو رہا ہے۔ اور یہ جان لے کہ باوجود اس رفعت شان کے
ہمہ تن ہماری خیر خواہی کے طرف متوجہ ہین تو پھر یہ نہو سکیگا کہ ذکر خیر مین
حضرت کے کوتاہی کرے یا منتظر حکم جدید رہے اسی وجہ سے حق تعالی نے
پہلے ہی سے اہتمام اس امر کا فرمادیا کہ جب عشاق حضرت پر درود پڑہین
(جو ایک قسم کا وہ بھی ذکر خیر ہے) تو چاہیئے کہ شکریہ اوسکا بھی عالم غیب سے
ہوا کرے۔ چنانچہ جب سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماے
خلق ہوے ہین ایک فرشتہ خاص اسی کام پر مقرر ہے کہ جب کوئی حضرت
پر درود پڑہتا ہے تو وہ فرشتہ گویا شکریہ مین اس کے کہتا ہے کہ تجھپر بھی
حق تعالی رحمت کرے چنانچہ کنز العمال مین یہ روایت ہے عن ابی طلحۃ الانصاری
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبرئیل فقال یا محمد من صلی علیک

من امتک صلوۃ کتب اللہ لہ بہا عشر حسنات ومحا عنہ عشر سئیات ورفع بہا
عشر درجات وقال لہ الملک مثل ما قال لک قلت یا جبرئیل وما ذاک الملک
قال ان اللہ تعالی وکل لک ملکا من لدن خلقک وفی روایۃ منذ خلقک
الی ان یبعثک لا یصلی علیک احد من امتک الا قال وانت صلی اللہ علیک
رواہ الطبرانی وابو الفرج ابن الجوزی فی کتاب الوفا مع زیادۃ یعنے فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبریل نے میرے پاس آکر کہا کہ اے
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو امتی آپ کا آپ پر درود پڑھے تو حق تعالی
اسکے بدلے دس نیکیاں لکھتا ہے دس گناہ مٹاتا ہے دس درجہ بڑھاتا ہی
اور فرشتہ اوس کے حق مین وہی کہتا ہے جو وہ آپ کے لئے کہتا ہے
کہا مین نے اے جبرئل فرشتہ کیا کہا کہ حق تعالی نے جب سے آپ کو
پیدا کیا ہے ایک فرشتہ قیامت تک متعین ہے اس غرض سے کہ جو
آپکا امتی آپ پر درود پڑھے تو وہ فرشتہ کہتا ہے (وانت صلی اللہ علیک)
یعنے تجھپر بھی خدا رحمت کرے روایت کیا اسکو طبرانی نے اور ابن جوزی
نے کتاب الوفا مین مع زیادتی کے انتہی ذکر کیا اس حدیث کو کنز العمال اور
مسالک الحنفا اور وسیلہ العظمی مین۔ فتوحات ربانیہ شرح اذکار نوویہ مین
شیخ محمد بن علی نے حافظ ابو ذر ہردی کا قول نقل کیا ہے کہ درود شریف
کا حکم ۲ سنہ دو ہجری مین نازل ہوا بعض کہتے ہین مہینہ شعبان کا تھا اسیواسطے
شعبان کو شہر صلوۃ کہتے ہین انتہی اب دیکھئے کہ درود شریف پڑھنے کا حکم
۲ سنہ ھ سے ہوا اور فرشتہ موصوف پہلے ہی سے مقرر کیا گیا ہے کس قدر

اہتمام درود شریف کا اس سے ظاہر ہے۔ اور یہ بھی اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ حکم سے پہلے درود شریف پڑہنے والے بھی موجود ہونگے سوائے اوسکے اور
دو فرشتے خاص اس کام پر مقرر ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر
کسی کے روبرو ہوا اور وہ درود پڑہے تو وہ فرشتے اسکے واسطے مغفرت
کی دعا کیا کرین جیسا کہ وسیلۃ العظمی مین ہے عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ وکل لی ملکین لا اذکر عند عبد مسلم
فیصلی علی الا قال ذانک الملکان غفر اللہ لک وقال اللہ وملئکتہ جوابا
لذینک الملکین آمین ولا اذکر عند عبد مسلم فلا یصلی علی الا قال ذانک
الملکان لا غفر اللہ لک وقال اللہ وملائکتہ جوابا لذینک الملکین آمین
رواہ الطبرانی وابن مردویہ ترجمہ روایت ہے حسن بن علی رضی اللہ عنہما
سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مقرر کئے حق تعالی نے میرے لئے
دو فرشتے کہ جب کسی بندہ مسلمان کے آگے میرا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ
مجھپر درود پڑہتا ہے تو وہ دونون فرشتے کہتے ہین غفر اللہ لک یعنی بخشدے
اللہ تعالی تجھکو پہر خود حق تعالی اور دوسرے فرشتے جواب مین اون کے
آمین کہتے ہین اور جس نے میرا ذکر سنکر درود نہ پڑہا تو وہ دونون فرشتے
کہتے ہین نہ بخشے تجھکو اللہ تعالی اور آمین فرماتا ہے اللہ تعالی اور دوسرے
فرشتے اونکے جواب مین انتہی۔ اور اسی مضمون کی یہ بھی روایت ہے
ویروی انہ قیل لہ یا رسول اللہ ارایت قول اللہ تعالی اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ
یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

فقال علیہ السلام ہذا من العلم المکنون ولولا انکم سالتمونی عنہ ما اخبرتکم بہ ان اللہ سبحانہ وتعالی وکل بی ملکین فلا اذکر عند مسلم فیصلی علیّ الا قال ذانک الملکان غفر اللہ لک وقال اللہ وملٰئکتہ جوابا لذینک الملکین آمین ولا اذکر عند عبد مسلم فلم یصل علیّ الا قال ذانک الملکان لا غفر اللہ لک وقال اللہ عزوجل وملٰئکتہ جوابا لذینک الملکین آمین کذا فی تفسیر القرطبی رح وقال ابن حجر فی الدر المنضود اخرجہ الطبرانی وابن مردویہ والثعلبی وغیرہم بسند فیہ متروک ترجمہ روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ حق تعالے جو فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الآیہ یہ کیا بات ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک علم پوشیدہ ہے اگر تم نہ پوچھتے تو نہ خبر دیتا مین تمکو اوس سے اللہ تعالی نے دو فرشتے میرے لئے مقرر فرمائے ہین کہ جب کسی مسلمان کے آگے میرا ذکر ہوتا ہی اور وہ مجھپر درود پڑھتا ہے تو وہ کہتے ہین غفر اللہ لک اور حق تعالے اور اس کے فرشتے اون کے جواب مین آمین کہتے ہین۔ اور جس نے میرا نام سنا اور درود نہ پڑھا تو وہ دونون کہتے ہین نہ بخشے خدای تعالے تجھکو اور ویسا ہی جواب مین آمین ارشاد ہوتا ہے انتہی زہے طالع اون لوگون کے کہ جنکی خاص دعا کے واسطے فرشتے مقرر ہین اور خود حق تعالے اور تمام فرشتے آمین کہتے ہین۔ یہ صرف طفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی کا ہے ورنہ شان کبریائی کہان اور یہ لفظ کہان۔ اگرچہ یقین ہے کہ معنی اس لفظ کے کچھ اور ہین۔ مگر اس لفظ کو استعمال تو فرمایا۔ سبحان اللہ

بطفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیون کو کیا کیا رتبہ مل رہے ہین
کہ جس کا بیان ہو نہین سکتا مگر یہ بھی معلوم رہے کہ فقط امتی ہونا کافی
نہین مدار اوسکا صرف اسی بات پر ہے کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ معاملہ ٹھیک رہے ورنہ رتبے کیسے۔ ایمان کا پتا لگنا دشوار ہے
حدیث لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسک کو دیکھ لیجیے کہ کیا
کہہ رہی ہے۔ کلام اسمین تھا کہ حق تعالی نے خاص اس کام کے لئے
دو فرشتے معین کئے ہین کہ درود پڑہنے والون کے حق مین دعاے خیر
کیا کرین اب ان فرشتونکی عظمت کو سوچئے کہ کل روے زمین کے مسلمان
جب کبھی درود پڑہین وہ سن لیتے ہین۔ اور ہر ایک جواب فوراً ادا کرتے
ہین۔ اگر دور کی خبر اونکو پہنچنا دشوار سمجھا جاے تو جاننا ہے کہ جسم اوسکا
اتنا بڑا ہو کہ کل آبادیون کو گہیر لے اور جسم بڑا بھی ہوا تو کیا صرف دو کان
کفایت نہ کرین گے ہر شخص کے پاس ایک کان لگا رہنا ضرور ہو گا۔
اول تو صرف دور کی آواز سننا ہی دشوار تھا علاوہ اوس کے ہر ایک کو
فوراً جواب دینا دوسری مشکل ہے۔ اب اگر حدیث کا بالکل انکار کر لیا جاے
اس خیال سے کہ سمجھ مین نہین آتی تو اکابر محدثین پر الزام آجائیگا جنہون نے
اوسکو روایت کیا ہے۔ اور اگر کسی محدث نے اوسکو حدیث متروک کہا
جب بھی خلاصی نہین۔ کیونکہ متروک کے معنی موضوع اور بنائی ہوئی نہین
پھر جب موضوع نہ ہوئی تو بالکل اسکے مطلب کا انکار کر لینا جائز نہوا بالفرض
اگر اس ایک حدیث سے انکار کرکے جان چھڑاے بھی تو کیا۔ عزرائیل

علیہ السلام کے ہاتھ سے کہان جاسکین گے وہ تو مشرقی کو چھوڑین نہ مغربی کو
سب کی خبر آن واحد مین برابر لیتے ہین۔ کیا اونکے وجود کا بھی انکار کیا جائیگا
پھر جب عزرائیل علیہ السلام کا وجود اس صفت کے ساتھ مان لیا جاے
تو ان دو فرشتون کے انکار سے کیا فایدہ ہوا اس قسم کے امور کا استبعاد
وانکار اکثر اسی وجہ سے ہوا کرتا ہے کہ جو صفت آدمی اپنی جنس یا محسوسات
مین نہین پاتا اوسکا سمجھنا دشوار ہوتا ہے اور جب سمجھ مین نہ آے تو
اوسکا انکار کر بیٹھتا ہے پھر لسا وقت اسی انکار کی وجہ سے نوبت کفر تک
پہنچ جاتی ہے نعوذ باللہ من ذلک نجات کا یہی طریقہ ہے کہ خداے تعالی
کی قدرت پر ایمان لائین اور یہ سمجھ لین کہ حق تعالی جب کسی کو قدرت دیتا ہے
تو اوس سے سب کچھ ہو سکتا ہے پھر اسکے خلاف مین عقل لگانا گمراہی ہے
مولانا ے روم قدس سرہ فرماتے ہین۔

داند آنکو نیک بخت و محرم است ۔۔۔ زیرکی ز ابلیس و عشق از آدم است
زیرکی بفروش و حیرانی بخر ۔۔۔ زیرکی ظنست و حیرانی نظر
عقل قربان کن بہ پیش مصطفے ۔۔۔ حسبی اللہ گو واللہ ہم کفے
ہمچو کنعان سر زکشتی در مکش ۔۔۔ کہ غرورش داد نفس زیرکش
خویش ابلہ کن تبع میرو سپس ۔۔۔ رستگی زین ابلہی یابی و بس
با چنین نورے چو پیش آری کتاب ۔۔۔ جان وحی آسای او آرد عتاب
اکثر اہل الجنہ بلہ اے پدر ۔۔۔ بہر این گفتست سلطان البشر
اندرین رہ ترک کن طاق و طرب ۔۔۔ تا قلاوزت نہ جنبد تو مجنب

ہرکہ او بے سر بجنبد دم بود		جنبشش چون جنبش کژدم بود

الحاصل دو فرشتے ایسے جلیل القدر حق تعالی نے پیدا کئے ہین کہ ہرایک
کا درود برابر سنتے ہین اور اس کے حق مین دعاے خیر کیا کرتے ہین اور
بے انتہا فرشتے اس کام پر مقرر ہین کہ جس قدر درود شریف پڑھا جاوے
لکھہ لیا کرین چنانچہ امام سخاوی رح نے قول بدیع مین نقل کیا ہے وعن
عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للمساجد اوتاداً
جلساؤہم الملائکۃ ان غابوا افتقدوہم وان مرضوا عادوہم وان راوہم رحبواہم
وان طلبوا حاجۃ اعانوہم فاذا جلسوا حفت لہم الملائکۃ من لدن اقدامہم الی عنان
السماء بایدیہم قراطیس الفضۃ واقلام الذہب یکتبون الصلوۃ علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم الحدیث رواہ ابو القاسم ابن بشکوال وذکرہ صاحب الدر المنظوم
ترجمہ روایت ہے عقبہ بن عامر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ مسجدون مین اوتاد ہوا کرتے ہین کہ جن کے ہمنشین فرشتے ہین جب
وہ غائب ہوتے ہین تو دھونڈتے ہین اونکو فرشتے اور جب بیمار ہوتے
ہین تو اونکی عیادت کرتے ہین اور جب دیکھتے ہین اونکو تو مرحبا کہتے ہین
اور اگر کوئی حاجت طلب کرتے ہین تو وہ مدد دیتے ہین پھر جب بیٹھتے ہین
وہ لوگ تو گھیر لیتے ہین اونکو فرشتے اون کے پاؤون سے آسمان تک
ہاتھون مین اون کے کاغذ چاندی کے ہوتے ہین اور قلم سونے کے
لکھتے ہین وہ درود جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا جاتا ہے روایت کیا اسکو
ابو القاسم ابن بشکوال نے اور ذکر کیا اسکو صاحب در منظوم نے انتہی

امام سخاوی رح نے ایک بزرگ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ آنکھین بند کئے ہوے
درود شریف پڑھ رہے تھے اوس حالت مین اونکو محسوس ہورہا تھا کہ جو
درود شریف وہ پڑھ رہے ہین کوئی لکھنے والا اوسکو کاغذ پر لکھ رہا ہے
جب آنکھین کھولین تو وہ غائب ہوگیا اور سوا انکے کئی فرشتے اس کام
کے لئے خاص کئے گئے ہین کہ جمعہ کے دن اور رات آسمانون سے اوترین
اور جو لوگ درود پڑھین لکھ لیا کرین جیسا حدیث شریف مین وارد ہے

ان للہ ملئکۃ خلقوا من النور لا یھبطون الا لیلۃ الجمعہ بایدیھم اقلام من ذھب
ودوی من فضۃ وقراطیس من نور لا یکتبون الا الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
رواہ الدیلمی عن علیؓ ذکرہ فی الوسیلۃ العظمی وکنز العمال ترجمہ روایت ہے
علی کرم اللہ وجہہ سے کہ کئی فرشتے نورانی حق تعالی نے پیدا کئے ہین جو صرف
جمعہ کی رات اور دن مین آسمان سے اترتے ہین اونکے ہاتھون مین سونے
کے قلم اور دواتین چاندی کی اور کاغذ نور کے ہوتے ہین کام اونکا صرف
یہی ہے کہ جو درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑہے جاتے ہین لکھ لیتے ہین انیھے
اور درود شریف پڑہنے سے بسا وقت فرشتے بکثرت آسمان سے اتر آتے
ہین چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے عن زید بن ثابتؓ قال غدونا یوما
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی کنا مجمع طرق المدینۃ فاذا اعرابی آخذ بخطام
بعیرہ حتی وصل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن حولہ فقال السلام علیک
ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سلامہ وجاء رجل عقبہ
فقال یارسول اللہ ہذا اعرابی سرق البعیر لی فسمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حنین البعیر نا قبل علیه فقال انصرف عنه فان البعیر یشهد علیک انک کاذب

فانصرف ثم اقبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الاعرابی فقال ای شی قلت حین

جئتنی قال قلت بابی وامی اللھم صل علی محمد حتی لا تبقی صلوۃ اللھم بارک علی محمد

حتی لا تبقی برکۃ اللھم صل وسلم علی محمد حتی لا تبقی سلام اللھم صل وارحم علی

محمد حتی لا تبقی رحمۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ ابدا الی البعیر نطق

بعذرہ وان الملائکۃ قد سد وا افق السماء رواہ الطبرانی کذا فی الوسیلۃ العظمی

ترجمہ روایت ہے زید بن ثابتؓ سے کہ ایک روز صبح کے وقت ہم آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب ہم مدینہ منورہ کے چوراہہ میں پہونچے

دیکھا کہ ایک اعرابی اپنے اونٹ کی مہار پکڑے ہوے چلا آرہا ہے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر اس طرح سلام کیا السلام علیک ایہا النبی

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت نے اوسکا جواب دیا ساتھ ہی ایک دوسرا شخص

پہونچکر کہا یا رسول اللہ یہ اعرابی میرا اونٹ چرالایا ہے اونٹ نے اوسوقت

کچھہ آواز کی جس کے سنتے ہی حضرت اوس کے طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ وہ

جو اونٹ کا ہی دیرہ ہے کہ تو جھوٹا ہے چنانچہ وہ چلا گیا نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے اوس اعرابی کے طرف متوجہ ہوکر فرمایا جسوقت تو یہاں پہنچا

کیا کہا تھا عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہون یہ درود پڑہا تھا

جس کا ترجمہ یہ ہے یا اللہ درود بھیج محمد پر اتنا کہ نہ باقی رہے نہ کوئی درود۔

یا اللہ برکت نازل کر محمد پر اتنی کہ نہ باقی رہے کوئی برکت یا اللہ درود اور

سلام بھیج محمد پر اسقدر کہ نہ باقی رہے کوئی سلام یا اللہ درود اور رحمت نازل فرما

محمد پر اسقدر کہ نہ باقی رہے کوئی رحمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ حق تعالی نے مجھپر وہ ظاہر فرما دیا تھا جب کہ اونٹ اپنا عذر
بیان کر رہا تہا اور فرشتون نے اوسوقت افق کو بھر دیا تھا (یعنے اس درود
کی برکت سے اونٹ نے اصل واقعہ بیان کر دیا اور فرشتے اسقدر نازل
ہوے کہ تمام افق اون سے بہر گیا) الحاصل بعض درودونکا اسقدر
اہتمام ہوتا ہے کہ بے انتہا فرشتے تعظیماً آسمان سے اوتر آتے ہین اور
جبتک کوئی شخص درود پڑہتا ہے تمام فرشتے اوس کے واسطے استغفار کیا
کرتے ہین چنانچہ کنز العمال اور وسیلہ عظمی اور مسالک الحنفا مین منقول ہے

عن عامر بن ربیعۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن عبد یصلی علیّ

الا صلت علیہ الملائکۃ مادام یصلی علیّ فلیقلل العبد من ذلک او لیکثر
رواہ احمد وابن ماجۃ والضیاء ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ جو بندہ مجھپر درود پڑہتا ہے فرشتے اوس کے حق مین اوسوقت تک
دعا کرتے رہتے ہین جبتک وہ درود پڑہتا رہتا ہے اب چاہین زیادہ درود
پڑہین یا کم انتہی لفظ ملائکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب فرشتے مراد ہین کیونکہ
اس حدیث مین کوئی قرینہ ایسا نہین جس سے الف ولام عہد کا سمجھا جاوے
بلکہ بقرینہ ترغیب معلوم ہوتا ہے کہ الف ولام استغراق کا ہے اور
اسمین کچھ استبعاد بھی نہین اسلئے کہ حدیث شریف سے یہ بات آئندہ
ثابت ہو جائیگی کہ ایک ایک درود کے بدلے خود حق تعالی ستر ستر صلوۃ
اوسپر بہیجتا ہے تو تمام فرشتے کیا اگر تمام عالم اسپر درود بہیجے جب بھی کم ہوگا

اس قرینہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ الف ولام استغراق کا ہے یہ جوبات
یہانتک ثابت ہوئی موید اسکی اور بہت سی حدیثین ہین بخوف تطویل یہ
یہ چند نقل کیگئین بعد اس اہتمام کے نوبت اون فرشتون کی پہنچتی ہے
جو بارگاہ رب العزت مین اوسکو پیش کرتے ہین اور اس شان وشوکت سے
اوسکو عرش کے طرف لیجاتے ہین کہ جہان جہان اونکا گذر ہوتا ہی وہان کے
فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہین کہ اسکے بھیجنے والے پر درود پڑہو اور
اوسکی مغفرت چاہو چنانچہ مسالک الحنفا اور وسیلۃ العظمی مین مروی ہے
عن ابی طلحۃ الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایکون الصلوۃ
منتہی دون العرش لاتمر بملک الاقال صلوا علی قائلہا کما صلی علی النبی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث کذا ذکر السخاوی فی القول البدیع ترجمہ ذکر کیا
سخاوی رح نے قول بدیع مین کہ روایت کیا حدیث ابی طلحہ انصاری کو ابن
جوزی نے کتاب الوفا مین اور انکی روایت مین یہ بات زاید ہے کہ وہ
درود سواے عرش کے کہین تہمتا نہین پہر جس فرشتہ پر اوسکا گذر ہوتا ہے
وہ کہتا ہے کہ درود پڑہو اوس کے کہنے والے پر اور استغفار کرو اوسکے لئے
جیساکہ پڑہا اوس نے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہی۔
ف یہ تتمہ ہے ابو طلحہ انصاری رض کی اوس حدیث کا جو کنز العمال سے ابھی
نقل کیگئی جسکا شروع یہ ہے اتانی جبرئیل فقال یا محمد من صلی علیک الحدیث
الحاصل لیجاتے ہین ملائک اوس درود کو راست عرش کبریائی تک اور حاضر
کرتے ہین بارگاہ عزت مین اوسوقت ملائکہ کو ارشاد ہوتا ہے کہ لیجاؤ اوسکو

حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین تاکہ خوش ہوون اور اس پڑہنیوالے
کو دعاے خیر سے یاد فرماوین چنانچہ روایت ہے کنز العمال مین مامن عبد
یصلی علی صلوٰۃ الاعرج بہا ملک حتی یحیی بہا وجاہ الرحمن فیقول اللہ عز وجل
اذہبوا بہا الی قبر عبدی یستغفر لقائلہا ویقر بہا عینہ الدیلمی عن عائشۃ
ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی بندہ مجھپر درود
پڑہتا ہے تو لیجاتا ہے اوسکو فرشتہ یہانتک کہ حاضر کرتا ہے اوسکو
روبرو حق تعالیٰ کے دیدے اوس مقام مین کہ منتہاے آمد و شد خلق ہے)
پس فرماتا ہے حق تعالیٰ کہ لیجاو اوسکو میرے بندہ یعنے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر کے طرف تا استغفار کرین اوسکے کہنے والے کے حقمین
اور ٹھنڈی کرین اس سے اپنی آنکھین روایت کیا اوسکو دیلمی نے
قسطلانی رح نے لکھا ہے کہ روایت کیا اسکو ابراہیم رشتہ ابن مسلم
نے اور حسن نبار نے۔ اب اس اہتمام اور فضل کو دیکھیے کہ قبل اس کے کہ
ہدیہ درود بارگاہ مرجع عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام مین پیش ہو حق تعالیٰ
صرف بنظر عزت افزائی اپنی پیشگاہ مین طلب فرماتا ہے۔ اور اس ارشاد
کے ساتھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مین روانہ فرماتا ہے
کہ اس کے بھیجنے والے کو بدعاے خیر یاد فرماوین۔ سبحان اللہ کیسا ذریعہ عظیم الشان
قایم کیا گیا ہے کہ کسی کو نصیب نہوا۔ اگر ہم لوگ درود شریف پڑہا کرین تو ہمارا
ذکر خیر عالم ملکوت مین ہونے لگے فرشتے ہمارے حق مین دعاے خیر
کیا کرین۔ خود رب العالمین لفظ آمین ارشاد فرمادے۔ اور مورد عطوفت

فخر المرسلین ہوجا مین - یہ سب حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طفیل ہے
ورنہ ہم کہان اور یہ مدارج کہان - اور کیسی سرفرازی ہے کہ جب کوئی امتی
سلام عرض کرتا ہے جبرئیل علیہ السلام بنفس نفیس حضرت کی خدمت مین پہنچاتے
ہین - چنانچہ قرطبی رح نے اپنی تفسیر مین روایت کیا ہے عن عبدالرحمن
بن عوف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما منکم من احد یسلم علی
اذا مت الا جاء فی سلامہ مع جبرئیل ویقول یا محمد ہذا فلان بن فلان یقرا
السلام فاقول وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جو کوئی تم سے مجھپر سلام عرض کرے میرے انتقال کے
بعد تو اوسکا سلام مجھکو پہنچے گا جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ کہین گے وہ اے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم فلان شخص فلان کا بیٹا آپ کو سلام عرض کرتا ہے مین
کہونگا اوسپر بھی سلام ہوجیو اور رحمت اور برکتین اللہ تعالی کی انتہے
الحاصل درود شریف پہنچنے کا ایک ذریعہ وہ ہے کہ عرش سے ہوکر مع
پیام حضرت رب العزت گذرانا جاتا ہے - دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ اوسیوقت
بالابالا اوس فرشتہ کے ذریعہ سے پہونچ جاتا ہے جو خاص اسی کام پر
مقرر ہے چنانچہ فرماتے ہین یا عمار ان اللہ ملکا اعطاہ سماع الخلایق وہو
قایم علی قبری اذا مت الی یوم القیمۃ فلیس احد من امتی یصلی علی صلوۃ
الا سمی باسمہ واسم ابیہ قال یا محمد صلی فلان علیک کذا وکذا فیصلی الرب
علی ذلک الرجل لکل واحدۃ عشرا طب عن عمار نقلہ فی کنز العمال ترجمہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عمار حق تعالی نے ایک فرشتہ

پیدا کیا ہے اور اوسکو تمام خلایق کی سماعت دی ہے وہ میرے انتقال
کے بعد میری قبر پر کہڑا ہوگا پہر جو کوئی میرا امتی مجہپر درود پڑہے گا تو وہ
فرشتہ مجہسے کہیگا کہ فلان شخص فلان کے بیٹے نے یہ درود آپ پر
پڑہا پہر ہر درود کے بدلے حق تعالی اوسپر دس درود بہیجے گا یہ روایت
کنز العمال مین ہے اور وسیلۃ العظمی مین طبرانی سے اسی روایت کو
نقل کیا ہے مگر بجاے فیصلی الرب الحدیث کے یہ ہے وضمن الرب تعالی
انہ من صلی علیّ صلوۃ صلی اللہ علیہ عشراً وان زاد زاد اللہ یعنے حق تعالی
ضامن ہوا ہے کہ جو شخص مجہپر درود پڑہے خداے تعالی اسپر دس درود
بہیجیگا اور اگر زیادہ پڑہے تو زیادہ بہیجے گا۔ اور کنز العمال مین اسی
روایت کو ابن نجار سے بہی نقل کیا ہے مگر اسمین بجاے فیصلی الرب الخ
کے وقد ضمن لی الرب تبارک وتعالی انہ ارد علیہ بکل صلوۃ عشراً یعنے
ضامن ہوا ہے حق تعالی کہ اوس شخص پر ہر درود کے بدلے دس درود
بہیجے۔ کہا قسطلانی رح نے مسالک الحنفاء مین کہ روایت کیا اس حدیث
کو بزار اور ابو الشیخ ابن حبان اور حافظ عبد العظیم منذری نے لیکن منذری
نے کتاب الترغیب مین لکہا ہے کہ روایت کیا اوسکو سبہون نے نعیم
بن ضمضم بن حمیری سے اور وہ معروف نہین اور امام بخاری رح نے
اونکو لین کہا ہے یعنے اونکی روایت مین چندان قوت نہین۔ مگر ابن
حبان نے اونکو ثقات تابعین مین داخل کیا ہے انتہی۔ اور مؤید اسکے
یہ بہی روایت ہے جو کنز العمال اور وسیلۃ العظمی مین مروی ہے

اکثروا الصلوٰۃ علیَّ فان اللہ وکل لی ملکا عند قبری فاذا صلی علیَّ رجل من امتی قال لی ذلک الملک یا محمد ان فلان ابن فلان صلی علیک الساعۃ رواہ الدیلمی عن ابی بکر الصدیقؓ ترجمہ روایت ہے ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ مجھپر زیادہ درود پڑہو حق تعالی نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے کہ وہ میری قبر کے پاس رہیگا جو میرا امتی مجھپر درود پڑہے گا تو وہ فرشتہ مجھ سے کہدیگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فلان ابن فلان نے اسی وقت آپ پر درود پڑہا ہے انتہی۔ اور اس روایت سے بھی یہی بات ثابت ہے عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علیَّ صلی اللہ علیہ وملک موکل بہا حتی یبلغنیہا رواہ الطبرانی وسندہ جید ذکرہ ابن حجر فی مسالک الحنفاء ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مجھپر درود پڑہے تو حق تعالی اسپر درود بہیجتا ہے اور ایک فرشتہ مقرر ہے کہ پہنچا دیتا ہے وہ درود مجھکو۔ اور اسی قسم کی یہ بھی روایت ہے جسکو امام سخاوی رح نے قول بدیع مین نقل کیا ہے عن یزید الرقاشی قال ان ملکا موکل یوم الجمعۃ من صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان فلانا من امتک یصلی علیک رواہ بقی بن مخلد ومن طریقہ ابن بشکوال واخرجہ سعید بن منصور فی سننہ واسمعیل القاضی فی فضل الصلوٰۃ ترجمہ روایت ہے یزید رقاشی سے کہ ایک فرشتہ مقرر ہے جمعہ کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کوئی درود پڑہتا ہے تو پہونچاتا ہے

اوسکو وہ فرشتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اور عرض کرتا ہے
کہ فلان شخص آپکا امتی آپ پر درود پڑہتا ہے اس روایت سے معلوم
ہوتا ہے کہ جمعہ کے روز جو درود پڑہے جاتے ہین اونکے پہنچانیکے واسطے
ایک جدا فرشتہ مقرر ہے سواے اوس فرشتہ کے جس کا ذکر اوپر کی
روایتون مین ہوا اسکی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن درود پڑہنے کی فضیلتین
بکثرت وارد ہین اسلیئے اس روز نہایت اہتمام ہوتا ہے اور بہت سے
فرشتے بتکلف تمام صرف درود لکہنے کو اُترتے ہین چنانچہ اسکا حال بھی
انشاء اللہ تعالی قریب معلوم ہوگا **فائدہ** ان روایات سے یہہ بات
ثابت ہے کہ ایک فرشتہ تمام روے زمین کے درود سنتا ہے اور خدمت
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کرتا ہے۔ اور اوسکو ویسی ہی
سماعت دیگئی ہے جیسے اون دو فرشتون کو دیگئی جو اس کام پر مقرر ہین
کہ درود پڑہنے والون کے حق مین دعاے خیر کیا کرین جنکا حال ابھی معلوم
ہوا جب اتنی حدیثون سے یہ بات ثابت ہے کہ بعض فرشتون کے
پاس قرب و بعد یکسان ہے اور آن واحد مین ہر شخص کی آواز برابر
سنتے ہین تو اب اہل ایمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطہ علمی
مین شک کا کیا موقع ہوگا اسلیئے کہ مبنی شک و انکار کا یہی تھا کہ اسمین
شرک فی الصفت لازم آتا ہے۔ پہر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
خدام مین یہ صفت کمالیہ موجود ہے تو چاہیئے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مین بطریق اولی اور بوجہ اتم ہو چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اسکی تصریح فرمادی کما فی الطبرانی لیس من عبد یصلی علیّ الا بلغنی صوتہ قلنا
یارسول اللہ وبعد وفاتک قال وبعد وفاتی ان اللہ حرم علی الارض ان
تاکل اجساد الانبیاء ذکرہ ابن حجر المکی فی الجواہر المنظم ترجمہ فرمایا جو کوئی
مجھپر درود بھیجتا ہے اوسکی آواز مین سنتا ہون صحابہ نے عرض کیا کیا اگر
وفات کے بعد بھی یارسول اللہ فرمایا ہان خداے تعالی نے زمین پر حرام
کردیا ہے کہ انبیا کے اجساد کو کہاے رہی یہ بات کہ جب حضرت خود سنتے ہین
توپھر درود وسلام پہونچانے پر جواتنے عظیم الشان وکثیر التعداد فرشتے مقرر
ہین جن کا حال کچھ معلوم ہوا اور کچھ معلوم ہوگا اس سے کیا فائدہ سو اوسکا
جواب یہ ہے کہ آخر حق تعالی کے حضور مین بھی اعمال بذریعہ ملائک پیش
ہوا کرتے ہین اور باوجود اسکے صفت علمیہ کا انکار ممکن نہین حاصل یہ کہ
شئے واحد کے حصول علم کے طریقے اگر متعدد و مختلف ہون توکچھ قباحت
لازم نہین آتی بلکہ اوس سے کمال قدرت وعظمت الہی معلوم ہوتی ہے اسیطرح
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے بھی دو طریقے ٹھیراے گئے ہین۔
ایک یہ کہ صفت علمیہ جو کمال نشأ انسانی ہے عطا کیگئی تا اوس کے حاصل
کرنے مین افضل مخلوقات کی احتیاج ادن ملائک کے طرف نہو جونی الحقیقت
خدام آپ کے ہین۔ دوسرا طریقہ یہ کہ عظیم الشان ملائک اس خدمت پر
مامور کیے گئے جس سے شان مصطفائی اور تزک فرمان روائی اپنے حبیب
علیہ الصلوۃ والسلام کی تمام انبیاء وملائک پر آشکار ہوجاے۔ اور وہ خصوصیت
وعظمت جو ازل سے سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت مرعی ہوتی ہے

جسکی وجہ سے انبیاء علیہم السلام نام مبارک کو اپنے انجاح مرام کا وسیلہ اور
ذریعہ ٹھہرایا کئے بعد نشاء عنصری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی سب پر
مشہود و منکشف ہو جائے امر اول یعنے علم بلا واسطہ کی نسبت یہہ بھی
ایک قرینہ ہے کہ عموماً اموات کا سماع قریب سے بدلائل ثابت ہے
چنانچہ بخاری شریف مین روایت ہے کہ جو کفار بدر کے کنوین مین ڈال
دیے گئے تھے اون کے طرف جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
خطاب فرمایا کہ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا یعنے کیا تم نے اپنے
رب کے وعدے کو سچا پالیا۔ صحابہ نے عرض کیا کیا آپ مُردون کو پکارتے
ہین یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا ہان ما انتم باسمع منہم ولکن
لا یجیبون یعنے تم لوگ اون سے زیادہ نہین سنتے انتہی اور سوا اسکے
سماع موتی کے باب مین کئی روایات و آیات وارد ہین الحاصل جب عموماً
اہل قبور قریب سے سنتے ہون تو چاہئیے تھا کہ قبر شریف کے پاس اگر کوئی
شخص سلام عرض کرے تو اوسکی اطلاع کے واسطے فرشتہ کا توسط نہوتا
حالانکہ یہہ سلام بھی فرشتہ ہی کے ذریعہ سے پہونچتا ہے چنانچہ تصریحاً فرماتے
ہین ما من عبد یسلم علی عند قبری الا وکل اللہ بہا ملکا یبلغنی رواہ فی الشعب
کذا فی مسالک الحنفا ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو
بندہ مجھپر سلام کرے گا میری قبر کے پاس تو ایک فرشتہ مقرر ہوگا کہ وہ سلام
مجھکو پہونچا دیا کرے گا۔ اور کنز العمال مین اسی حدیث کو اس طور سے
روایت کیا ہے ما من عبد یسلم علی عند قبری الا وکل اللہ بہ ملکا یبلغنی وکفی

امر آخرتہ و دنیاہ وکنت بہ شہید ایوم القیمہ ہب عن ابی ہریرۃ ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو بندہ عرض کریگا مجہپر سلام میری قبر کے پاس تو حق تعالی ایک فرشتہ مقرر فرماویگا جو وہ سلام مجھکو پہونچا دیگا اور کافی ہوگا اوس کے دنیا و آخرت کے کامون کے لئے اور مین اوسکا گواہ ہونگا قیامت کے دن انتہے۔ اور قول بدیع مین امام سخاوی نے لکھاہے وفی السمعونیات بسند ضعیف عن ابی ہریرۃ ایضاً مرفوعاً من صلی علیّ عند قبری وکل بہا ملک یبلغنی وکفی امر دنیاہ وآخرتہ وکنت لہ یوم القیمہ شہیداً وشفیعاً ترجمہ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میری قبر کے پاس مجہپر درود پڑہے گا تو ایک فرشتہ مجھے وہ پہونچائے گا جو اس کام کے لئے مقرر ہوگا اور کفایت کرے گا وہ اوس کے دنیا و آخرت کے کامونکو۔ اور مین قیامت کے دن اوسکا گواہ ہونگا اور شفاعت کرونگا انتہی اور روایت ہے کہ ایک شخص قبر شریف کے پاس آکر سلام عرض کیا کرتا تھا حسن بن حسینؓ نے اوسکو فرمایا کہ تو اور وہ شخص جو اندلس مین ہو برابر ہین یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم دونونکا برابر ہے چنانچہ اسکو قول بدیع مین نقل کیاہے قد روی ان رجلا ینتاب قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحسن بن حسین یا ہذا اما انت ورجل بالاندلس سوا انتہی فائدہ اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ مقامات دور دراز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کیا کرتے ہین وہ بھی حضوری سے محروم نہین ہین اب رہی وہ حدیث شریف جو فرماتے ہین کہ اگر کوئی

میری قبر کے پاس مجھپر سلام کرے تو مین سنتا ہون اور دور سے ملائک پہنچاتے ہین تو بعد ان دلائل کے جواب اسکا آسان ہے اسلئے کہ اسمین نفی سماع کی تصریح نہین ہے۔ ایک طریقہ علم کا فرمادیا جسمین سامعین کو استبعاد بھی نہوا اور مقصود بھی حاصل ہو جاوے۔ چونکہ عادت شریف تھی کہ حتی الامکان بحسب عقول و فہم سامعین کے کلام فرمایا کرتے تھے اور پہلے سے فرشتونکی عظمت سامعین کے اذہان مین جمی ہوئی تھی اور انکی وسعت علم کا کسیکو استبعاد نہتا اسلئے برعایت بعض سامعین ارشاد فرمایا کہ جو دور ودور پڑھا جاوے فرشتہ پہونچا دیا کرتا ہے۔ فہم سامعین کی رعایت دوسری حدیثون سے ثابت ہے چنانچہ زرقانی شرح مواہب مین روایت ہے

حدثوا الناس بما یعرفون اترید ون ان یکذب اللہ ورسولہ رواہ الدیلمی عن علی ورفعہ وہو فی البخاری موقوف علیہ ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیان کرو تم لوگون سے وہ باتین جو وہ پہچانتے ہون کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تکذیب ہو جاوے انتہی یعنے ایسی باتین کہنا چاہیے کہ مخاطب کی سمجھ مین آسکین اور اسی مضمون کی موید

یہ بھی حدیث ہے جو زرقانی مین مروی ہے وروی الحسن بن سفیان عن

ابن عباس یرفعہ امرت ان اخاطب الناس علی قدر عقولہم قال الحافظ و سندہ ضعیف جدا لا موضوع ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حکم کیا گیا مین کہ خطاب کرون لوگون سے اون کی عقلون کے موافق انتہی اسی وجہ سے جو وقائع شب معراج مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ملاحظہ فرماے ہر شخص سے بیان نہ فرمایا بلکہ ہر ایک کو اوس کے حوصلہ کے
موافق خبر دی چنانچہ توفیق احادیث معراج مین صاحب مواہب نے اسکی
تصریح کی ہے الحاصل کسی مصلحت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس موقع مین اپنے علم ذاتی کی تصریح نہ فرمائی جو دوسری احادیث مین مصرح ہے
ورنہ سمجھ مین نہین آتا کہ حق تعالی ایک فرشتہ کو تو اسقدر علم سے سرفراز
کرے اور خاص اپنے حبیب علیہ الصلوة والسلام کو اوس سے ممتاز نفرماوے
بسبب غرابت مقام کے اسی پر اختصار کیا گیا۔ یہان کلام اسمین تھا کہ
تمام روے زمین پر جس قدر درود پڑہے جاتے ہین سب کو ایک فرشتہ
سنتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اوسی وقت عرض
کردیتا ہے۔ اور یہہ طریقہ سواے اوسکے ہے جو عرش سے ہوکر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین درود گذرانا جاتا ہے اور سواے اسکے
علنحدہ فرشتے بھی مقرر ہین جو درود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
گذرانتے ہین چنانچہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے من صلی علیّ صلوة
جاءنی بہا ملک فاقول بلغہ عنی عشراً وقل لہ لو کان من ہذہ العشرة واحدة لہ حلت
معی الجنة وحلت لک شفاعتی رواہ ابوموسی المدنی عن ابی ہریرة ذکرہ
فی الوسیلة العظمی ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھپر
ایکبار درود پڑہے ایک فرشتہ وہ درود میرے پاس لاتا ہے پس مین
کہتا ہون کہ میری طرف سے دس درود اوسکو پہونچا اور کہدے اگر ان
دس مین سے ایک بھی ہوتی تو میرے ساتھ جنت مین داخل ہوجاے اور

مین تیری شفاعت کرون انتہی۔ اور اسی طرح سلام پہونچانیکے لیے بھی کئی فرشتہ مقرر ہین کہ ہمیشہ اوسی کے تلاش مین پہرا کرتے ہین۔ پہر جہان کسی کسی نے سلام عرض کیا فوراً گزران دیتے ہین چنانچہ مسالک الحنفا مین روایت ہے۔ عن ابن مسعودؓ قال ان للہ ملئکۃ سیاحین یبلغونی عن امتی السلام رواہ احمد والنسائی والدارمی والبیہقی وابن حبان والحاکم فی صحیحہا وقال صحیح الاسناد ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالیٰ نے کئی فرشتہ مقرر کئے ہین کہ سیاحت کیا کرتے ہین اور پہونچاتے ہین مجھکو سلام میری امت کا انتہی پس معلوم ہوا کہ جیسے درود شریف گزرانے جانے کی دو ذریعہ ہین اسی طرح سلام عرض ہونے کے بھی دو ذریعہ ہین ایک جبریل علیہ السلام دوسرے یہ ملائک۔ مناسب اس مقام کے اور بہت سی حدیثین صحیح وضعیف وغیرہ ہین۔ منجملہ اون کے دو تین حدیثین یہان بیان کیجاتی ہین ہرچند بعض محدثین نے انمین کلام کیا ہے مگر ہم یہان اتباع اون محدثین کا کرتے ہین جنہون نے اونکو روایت کیا ہے قسطلانی رح مسالک الحنفا مین اس حدیث کو نقل کیا عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی علی صلوٰۃ تعظیما لحقی جعل اللہ من تلک الکلمۃ ملکا جناح لہ فی المشرق وجناح لہ فی المغرب ورجلاہ فی تخوم الارض وعنقہ ملتویۃ تحت العرش یقول اللہ تعالیٰ لہ صل علی عبدی کما صلی علی نبیی فہو یصلی علیہ الی یوم القیمۃ رواہ ابن شاہین فی الترغیب والدیلمی فی مسند الفردوس وابن بشکوال وہذا حدیث منکر ترجمہ فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مجھپر ایک درود پڑھے میرے
حق کی تعظیم کے واسطے تو حق تعالی اوس کلمہ سے ایک فرشتہ ایسا پیدا
کرتا ہے کہ ایک بازو اوسکی مشرق مین ہوتی ہے اور ایک مغرب مین
اور پانون زمین کے نیچے اور عرش کے نیچے اوسکی گردن جھکی ہوتی
ہے اللہ تعالی اوس کو فرماتا ہے تو درود پڑھ اس میرے بندہ پر جیسا کہ
کہ اوس نے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہا تو وہ قیامت تک
اوسپر درود پڑہتا رہے گا روایت کیا اوسکو ابن شاہین نے اپنی کتاب
ترغیب مین اور دیلمی نے فردوس مین۔ اور ابن بشکوال نے۔ اور یہ روایت
سبھی مسالک الحنفا مین ہے وعن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان اللہ اعطانی مالم یعط احداً من الانبیاء وفضلنی علیہم وجعل لامتی
فی الصلوۃ علیّ افضل الدرجات وکل بقبری ملکا یقال لہ منطوش راسہ
تحت العرش ورجلاہ فی تخوم الارض السفلی ولہ ثمانون الف جناح فی کل
جناح ثمانون الف ریشۃ تحت کل ریشۃ ثمانون الف زغبۃ تحت کل زغبۃ
لسان تسبح اللہ تعالی وتحمدہ وتستغفر لمن یصلی علیّ من امتی ومن لدن راسہ
الی بطون قدمیہ افواہ ولسن وریش وزغب لیس فیہ موضع شبر الا وفیہ
لسان تسبح اللہ تعالی وتحمدہ وتستغفر لمن یصلی علیّ من امتی حتی یموت رواہ
ابن بشکوال وھو غریب منکر بل لوائح الوضع لائحۃ علیہ ترجمہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالی نے مجھے وہ رتبے دیے ہین جو کسی نبی
کو نہ ملے اور مجھکو سب نبیون پر فضیلت دی۔ اور اعلی درجے مقرر کئے

میری امت کے لئے مجھپر درود پڑہنے مین اور متعین فرمایا میری قبر کے پاس
ایک فرشتہ جس کا نام منطوش ہے۔ اوسکا سر عرش کے نیچے اور پانون
منتہائے زمین اسفل مین۔ اور اوسکو اسی ہزار بازو ہین اور ہر بازو مین
اسی ہزار پر اور نیچے ہر پر کے اسی ہزار رونگٹے اور ہر رونگٹے کے نیچے
ایک زبان ہے جس سے تسبیح وتحمید اللہ تعالی کی کیا کرتا ہے اور اوس
اوس شخص کے لئے دعائے مغفرت کیا کرتا ہے جو میرا امتی مجھپر درود پڑھے
اوس کے سر سے قدم کے نیچے تک تمام منہ اور زبانین اور پر
اور رونگٹے ہین۔ کہین بالشت بھر جگہ اوسمین ایسی نہین کہ جسمین زبان
نہ ہو اوس کا کام یہ ہے کہ تسبیح اور تحمید اللہ تعالی کی اور مغفرت
اون لوگون کے حق مین کیا کرے جو مجھپر درود پڑھا کرتے ہین مرنے تک روایت کیا
اسکو بشکوال نے انتہی اور وسیلۃ العظمی مین مروی ہے من عطس فقال
الحمد للہ علی کل حال ما کان من حال وصلی اللہ علی محمد وعلی اہل بیتہ اخرج اللہ
من منخرہ الایسر طیراً اکبر من الذباب واصغر من الجراد یرفرف تحت العرش
یقول اللہم اغفر لقائلہا رواہ ابن بشکوال عن ابن عباس رضی ترجمہ روایت
ہے ابن عباس رضی سے کہ جو شخص چھینک کر کہے الحمد للہ آخر نکالتا ہے حق تعالے
اسکی ناک کے بائین نتھنی سے ایک پرندہ مکھی سے بڑا اور ٹڈے سے چھوٹا
جو عرش کے نیچے پر ہلاتا ہوا یہ کہتا ہے (اللہم اغفر لقائلہا) یعنے یا اللہ
بخش دے اس حمد وصلوٰۃ کے کہنے والے کو روایت کیا اسکو ابن بشکوال
نے انتہی امام سخاوی نے قول بدیع مین لکھا ہے کہ سند اس حدیث کی ٹہیک

ہے مگر اسمین یزید بن ابی زیاد ہین کہ اکثرون نے اونکو ضعیف کہا ہے لیکن مسلم نے اونکی حدیث کو بطور متابعت ذکر کیا ہے انتہی۔

ف اب یہان بمناسبت مقام کے چند بحثین کیجاتی ہین۔ اگر ناظرین اوسکو پیش نظر رکہین تو توقع ہے کہ اکثر مقامات مین بکار آمد ہون گی۔

بحث اول یہ ہے کہ شاید بعض لوگون کو اس بات کے سمجہنے مین تامل ہوگا کہ الفاظ سے پرندہ کیونکر پیدا ہو سکے۔ تو اس شبہہ کو یون دفع کرنا چاہئے کہ اس قسم کے امور مین کبہی فکر کرنے کا اتفاق نہوا۔ ورنہ قطع نظر اس کے کہ قدرت خداے تعالی کی مانی جاے۔ خود ہمارے روبرو ایک ایسا کارخانہ جاری ہے کہ جس سے اس قسم کے شبہات کا جواب ہو رہا ہے۔ دیکھ لیجئے کہ ہر روز جو غذائین از قسم نباتات کہائی جاتی ہین اون سے خون وغیرہ اخلاط پیدا ہوتے ہین پہر اون سے گوشت اور بعض وہ فضلات کہ جن سے اولاد ہوتی ہے۔ اب ان صورتون کے انقلاب کو دیکہئے کہ نبات کو حیوان سے کیا تعلق ہے جو اوس سے یہ تولید ہو رہی ہے۔ اسی طرح اور دوسری جسمانی قوتون کا مدار غذا ہی پر ہے حالانکہ باہم کوئی مناسبت نہین۔ اور اکثر لوگون نے دیکہا ہے کہ کملے سے (جو ایک قسم کا کیڑا ہے) پرندہ پیدا ہوتا ہے اور ہر اقسام کے کیڑون کو دیکہو اپنے جنس سے بنا لیتی ہے **الحاصل** تعمق نظر سے بہت نظیرین ملسکتی ہین جن سے معلوم ہو جاے کہ توالد کے لئے جنسیت شرط نہین یعنے ضرور نہین کہ ہر چیز اپنی جنس ہی سے پیدا ہو کرے۔ پہر اگر انہین محسوسات مین مشاہدہ

سے قطع نظر کر کے دیکھیے تو اکثر لوگون کی عقل اوس کے سمجھنے مین حیران
ہو جاے دیکھ لیجیے کہ اگر کوئی خبر دے کہ غلے اور پتون سے آج ایک لڑکا
پیدا ہوا تو یکایک یہ سمجھ مین نہ آوے گا حالانکہ یہی بات ایک اعتبار سے
صحیح بھی ہے پھر یہ تولید جو سمجھ مین آتی ہے یہ بھی بطفیل مشاہدہ کے ہے
ورنہ عقل اوسکو بھی باور نہ کرتی اس سے معلوم ہوا کہ مدار ایسی عقل کا
صرف مشاہدہ پر ہے۔ اس عقل کے روبرو جبتک چراغ مشاہدہ کا نہ ہو
ایک قدم نہ چل سکے گی اور منزل مقصود تک کبھی نہ پہنچ سکے گی اگر منظور
ہو امتحاناً کسی سے پوچھ دیکھیے کہ تم نے کسی جسم کو مثلاً دیوار کو کبھی آنکھ
سے دیکھا بھی ہے یا یون ہی صرف عقل سے جانتے ہو کہ جسم ہے تو غالباً
یہی کہے گا کہ جسم شے محسوس ہے ہمیشہ دیکھا کرتے ہین۔ پھر پوچھیے کہ جسم
کس کو کہتے ہین۔ یہی کہے گا کہ جسکو طول عرض عمق ہو۔ پھر پوچھیے کہ بھلا
طول وعرض تو دکھائی دیتا ہے۔ کیا عمق یعنے دل بھی نظر آتا ہے اب
اگر کہے کہ ہان نظر آتا ہے تو جھوٹ ہے کہ سطح کے اندر جسم مین نظر نہین گھستی
اور اگر کہے نہین تو معلوم ہوا کہ جسم کو کبھی دیکھا ہی نہین۔ کیونکہ جسم کا دیکھنا
تو جبھی صادق آوے کہ اوسکے تینون جز دیکھا ہو اور جو اوس سے ایک
بھی نہ دیکھا تو وہ جسم نہوا بلکہ جس چیز کو دیکھا وہ سطح ہے جو جسم کا ایک
عرض ہے اب دیکھیے کہ سمجھ رہے تھے کہ جسم نظر آتا ہے اور ثابت ہوتا ہے
کہ جسم کا ایک عرض نظر آتا ہے حالانکہ جسم جوہر ہے۔ اس سے بھی عقل کا
حال معلوم ہو گیا کہ اکثر حکم مین غلطی کیا کرتی ہے پھر ہر شخص کو اسی عقل پر

نارسا ہے کہ جس سے بڑے بڑے عقلا پر اعتراض کر دیا کرتا ہے - یہانتک
کہ خود مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مین عقل لگانے پر
بعض لوگ مستعد ہو جاتے ہین سو یہ بڑی خطر کی بات ہے ہر مسلمان کو
اس سے بچنا لازم ہے ورنہ کہین حال اون لوگون کا سا نہ ہو جاے
جو لا الہ الا اللہ سنکر کہنے لگے اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰھًا وَاحِدًا اِنَّ ھٰذَا
لَشَیْءٌ عُجَابٌ یعنے کیا بنا دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام معبودونکو
ایک معبود یہ تو بڑی عجب کی بات ہے جو سمجھ مین نہین آتی دیکھ لیجئے کہ
اسی عقل نارسا نے اونکو کیسے بے راہ چلایا اور آخر کہان پہنچا دیا -
دوسری بحث یہ ہے کہ شاید اتنے بڑے فرشتہ کا وجود مستبعد سمجھا
جائیگا تو دیکھنا چاہئے کہ یہ استبعاد کس چیز سے ناشی ہے آیا تخلیق اوسکی
مستبعد ہے یا وجود فی نفسہ - تخلیق مین استبعاد کی گنجایش نہین اسلئے کہ
چھوٹی سی چھوٹی مخلوق اور بڑی سی بڑی تخلیق کے حق مین برابر ہے -
کیونکہ وہان تو سواے قول کُنْ کے کسی چیز کی ضرورت ہی نہین چنانچہ
فرماتے ہین قولہ تعالیٰ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَا اَرَدْنَاہُ اَنْ نَقُوْلَ لَہٗ
کُنْ فَیَکُوْنُ یعنے جب ہم ارادہ کرتے ہین کسی چیز کے پیدا کرنے کا تو صرف
کُن کہدیتے ہین اور وہ پیدا ہو جاتی ہے - پھر جب حق تعالیٰ اوسکو
پیدا کر دے تو وجود اوسکا ضروری ٹھہرا - اب اوسکو عقل سے دور سمجھنا عقل
کی کوتاہی پر دلیل ہوگا - **تیسری بحث** یہ ہے کہ قسطلانی رح نے ان بعض
حدیثون کی نسبت جو کہا ہے کہ منکر ہین اور آثار وضع کے اون سے

نمایان ہین سو اسمین تصریح اس امر کی نہین کہ واقع مین موضوع ہین یہ بحث
فن اصول حدیث سے متعلق ہے ہمنے اس باب مین ایک رسالہ الکلام المرفوع
فی الحدیث الموضوع لکہا ہے اوسمین محدثین کی تصریحات سے یہ بات
ثابت کی گئی ہے کہ اس قسم کے اطلاقات سے یہ یقین نہین ہو سکتا کہ الفاظ
حدیث قطعاً موضوع اور کسی کے بناے ہوے ہین۔ قولہ بہیجتا ہے خود
درود اوس فخر عالم پر مدام الخ قال اللہ تعالی اِنَّ اللہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ
یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ
سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ترجمہ تحقیق کہ اللہ تعالی اور فرشتے اوسکے درود بہیجتے
ہین نبی (صلی اللہ علیہ وسلم پر) اے وہ لوگو جو ایمان لاے درود بہیجو تم
اُن پر اور سلام بھیجو سلام کہکر اس مقام مین چند فوائد لکہے جاتے ہین جنپر
اہل ایمان کو مطلع ہونا مناسب بلکہ ضرور ہے **فائدہ** معنی صلواۃ مین صلوٰۃ
لغت مین دعا کو کہتے ہین چنانچہ خطیب شربینی رح نے تفسیر مین لکہا ہے
الصلوٰۃ فی اللغۃ الدعاء قال تعالی وصل علیھم اے ادع لہم اور
بخاری شریف مین ہے عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال الملائکۃ تصلی علی احدکم ما دام فی مصلاہ مالم یحدث تقول
اللہم اغفرلہ اللہم ارحمہ ترجمہ روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ملائک صلوٰۃ بھیجتے ہین جبتک کوئی تم مین کا
اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے جبتک کہ حدث نہ کرے کہتے ہین وہ یا اللہ
بخش دے اوسکو یا اللہ رحم کر اوسپر انتہی صلوٰۃ کی تفسیر اس دعا کے ساتھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ۔ لیکن چونکہ معنی دعا کے اللہ تعالی
کی صلوۃ پر صادق نہین آسکتے اسلئے اوس کے معنی مین اختلاف ہی بعضون
نے کہا کہ اوس سے رحمت مراد ہے تا مرادی اور لغوی معنی مین مناسبت
ہو اور وجہ مناسبت کی یہ ہے کہ رحمت لازم اور غایت دعا کی ہے
چنانچہ مواہب لدنیہ اور اوسکی شرح مین لکھا ہے (وقال المبرد الصلوۃ
من اللہ الرحمۃ) اے الانعام اوارادتہ لان المعنی الحقیقی للدعاء لایتصور
فی حق اللہ تعالی فارید بہ لازمہ وغایتہ اور یہی معنی بعض احادیث مین مصرح
بھی ہین چنانچہ در منثور مین امام سیوطی رح نے روایت کیا ہے ۔ واخرج
عبد الرزاق وابن المنذر وابن ابی حاتم عن الحسن فی قولہ ہو الذی یصلی
علیکم قال ان بنی اسرائیل سالوا موسی ہل یصلی ربک فکان ذلک کبر فی
صدر موسی فاوحی اللہ الیہ اخبرہم انی اصلی وان صلوتی ان رحمتی سبقت
غضبی واخرج عبد بن حمید عن شہر بن حوشب فی الایۃ قال قال بنو اسرائیل
یا موسی سل لنا ربک ہل یصلی فتعاظم ذلک علیہ فقال یا موسی ما یسالک
قومک فاخبرہ قال نعم اخبرہم انی اصلی وان صلوتی ان رحمتی سبقت غضبی
ولولا ذلک ہلکوا ترجمہ ہو الذی یصلی علیکم کی تفسیر مین روایت
ہے کہ سوال کیا بنی اسرائیل نے موسی علیہ السلام سے (ہل یصلی ربک)
اور شہر بن حوشب کی روایت مین ہے کہ اون لوگون نے درخواست کی
موسی علیہ السلام سے کہ حق تعالی سے اس امر کا سوال کرین الغرض شاق
ہوئی یہ بات موسی علیہ السلام پر پس استفسار فرمایا حق تعالی نے موسی علیہ السلام

سے کہ کیا پوچھتی ہے قوم تمہاری پس عرض کیا انہون نے سوال انکا ارشاد
ہوا ہان میری صلوۃ رحمت ہے جو سابق ہوئی میرے غضب پر اگر نہوتی
یہ صلوۃ تو ہلاک ہوجاتے وہ لوگ انتہی۔ موسی علیہ السلام پر انکا سوال
جو شاق گذرا سوا وسکی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ صلوۃ کے معنی
دعا سمجھے جو حق تعالی کی نسبت محال ہے پھر حق تعالی نے خود تصریح فرمادی
کہ میری صلوۃ میری رحمت ہے پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کی صلوۃ
سے مراد رحمت ہوا کرتی ہے اور یہی ہے مذہب ابن عباس اور عکرمہ
اور ضحاک اور سفیان ثوری وغیرہ اہل علم کا اور ایک قول ابو العالیہ
کا بھی یہی ہے چنانچہ الدر المنضود فی الصلوۃ علی صاحب المقام المحمود
مین ابن حجر ہیثمی رح نے لکہا ہے وقیل ہی (ای الصلوۃ) منہ تعالی رحمۃ
ونقلہ الترمذی عن الثوری وغیر واحد من اہل العلم ونقل عن ابی العالیۃ ایضا
وعن الضحاک اور در منثور مین ہے واخرج عبد بن حمید وابو المنذر عن
عکرمۃ قال صلوۃ الرب الرحمۃ وصلوۃ الملئکۃ الاستغفار اور مسالک الحنفا
مین قسطلانی رح نے لکہا ہے قال ابن عباس اراد اللہ ان یرحم النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وملئکتہ یدعون وہو معنی قول الضحاک صلوۃ اللہ رحمتہ اور امام
قرطبی نے اپنی تفسیر مین لکہا ہے الصلوۃ من اللہ عزوجل ہی رحمۃ ومن الملئکۃ
الاستغفار ومن الامۃ الدعاء والتعظیم اور بعضونکا قول یہ ہے کہ مراد
اس سے ثنا ہے کما فی البخاری قال ابو العالیہ صلوۃ اللہ ثناؤہ علیہ عند الملئکۃ
اور اسی قول کو ابن قیم نے پسند کیا ہے چنانچہ مسالک الحنفا مین قسطلانی رح

نے لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جلاء الافہام مین ابن قیم نے چھہ وجہ قایم
کئے ہین کہ صلوۃ کے معنی رحمت نہین ہوسکتے ایک یہ کہ حق تعالی فرماتا ہے
اُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ یہان رحمت کا عطف
صلوات پر ہے اور عطف مقتضی مغایرت کو ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ رحمت
غیر صلوۃ ہے۔ دوسری یہ کہ صلوۃ خاص انبیاء اور مومنین کے واسطے ہی
اور رحمت عام ہے اور ہر شے کو شامل ہے تیسری یہ کہ اگر صلوۃ بمعنی رحمت
کے ہو تو جن لوگون کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
پڑہنا واجب ہے چاہیے کہ اللہم ارحم سیدنا محمداً و آل سیدنا محمد کہنے سے
وجوب ساقط ہوجاے حالانکہ ایسا نہین ہے۔ چوتھی یہ کہ اگر کسی نے کسی پر
رحم کرکے مثلاً کہانا کہلایا تو رحمہ کہتے ہین نہ کہ صلی علیہ یعنے یہان رحمت صادق
آتی ہے اور صلوۃ صادق نہین آتی۔ پانچوین یہ کہ اگر صلوۃ کے معنی رحمت کے
ہون تو آیہ شریفہ کے یہ معنی ہونگے (اللہ تعالی اور فرشتے رحمت اور استغفار
کرتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تو تم دعا کرو اون کے لیے) حالانکہ وجدان
سلیم گواہی دیتا ہے کہ اول و آخر کلام اس معنی پر باہم مرتبط نہین ہوتا بخلاف
اسکے کہ معنی صلوۃ کے ثنا ہوئن تو تینون جاے مضمون ایک ہوجایگا
ثنا اللہ تعالی کی اور فرشتون کی تو ظاہر ہے رہا یہ کہ صلوۃ مومنین کی
بصورت دعا ہے تو وہ بھی متضمن ثنا ہوگی کیونکہ ثنا کا حق تعالی سے
طلب کرنا بھی ایک قسم کی ثنا ہے۔ اور قطع نظر اسکے طالب رحمت کو مسترحم
کہتے ہین نہ کہ مصلی جیسے طالب مغفرت کو مستغفر کہتے ہین چھٹی یہ کہ حق تعالی

فرماتا ہے لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا
یعنے مت پکارو تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا کہ آپس مین
ایک دوسرے کو پکارتے ہو یعنے رسول وغیرہ القاب سے پکارنا چاہئیے
صرف نام لیکر پکارنا درست نہین اور یہ نہی صرف کفار کو تھی ورنہ اہل اسلام
خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یارسول اللہ کہکر خطاب کرتے تھے اور
یہ بات جب خطاب مین تھی تو جو اوس کے معنی مین ہے یعنے دعا اوسمین بھی
یہی لحاظ چاہئیے اسوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین دعا
بھی ایسی کرنا چاہئیے جو کسی کے واسطے نہ کیجاوے۔ اور ظاہر ہے کہ دعا
رحمت کی ہر مسلمان بلکہ کفار و حیوانات کے واسطے بھی کیجاتی ہے
چنانچہ استسقا مین کہا جاتا ہے اللہم ارحم عبادک وبلادک وبہائمک یعنے
یا اللہ رحم کر اپنے بندون پر اور شہرون پر اور جانورون پر الحاصل ان
وجوہات سے صلوۃ کے معنی رحمت لینا درست نہین انتہی ملخصاً۔ اور
بعضون نے کہا مراد اس سے مغفرت ہے کما فی مسالک الحنفا وثانیہا ان
صلوۃ اللہ مغفرتہ ورجح القرار فی ہذا وقربہ البیضاوی اور مواہب لدنیہ
مین ہے وروی ابن ابی حاتم عن مقاتل بن حیان قال صلوۃ اللہ مغفرتہ
وقال الضحاک بن مزاحم صلوۃ اللہ رحمتہ وفی روایۃ عنہ مغفرتہ حاصل یہ
کہ بیضاوی نے صلوۃ اللہ کی تفسیر مغفرت کے ساتھ کی ہے اور میلان
قرا کا بھی اسی طرف ہے اور یہی قول مقاتل کا ہے اور ضحاک بن مزاحم سے
بھی ایک روایت ایسی ہی وارد ہے۔ ان حضرت کی دلیل شاید یہ حد

ہو گی جسکو ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر مین روایت کیا ہے حدثنی یعقوب
الدورقی حدثنا ابن علیّۃ حدثنا ایوب عن محمد بن سیرین عن عبد الرحمن بن
بشیر بن مسعود الانصاری قال لما نزلت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ
يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِيْمًا قالوا یا رسول اللہ ہذا السلام قد عرفناہ فکیف الصلوۃ وقد غفر اللہ
لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال قولوا اللّٰھم صل علی محمد کما صلیت علی
آل ابراہیم اللہم بارک علی آل محمد کما بارکت علی آل ابراہیم ترجمہ روایت
ہے عبد الرحمن بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہ جسوقت نازل ہوئی آیہ شریفہ ان اللہ وملئکتہ
تو عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ اس سلام کی کیفیت تو ہمین معلوم ہے
لیکن صلوۃ آپ پر کیونکر ہو سکے کہ اگلے پچھلے گناہ آپ کے حق تعالے
نے بخشدئے ہین فرمایا کہو اللہم صل علی محمد الخ انتہی ملخصاً سوال صحابہ
سے صاف معلوم ہوا کہ صلوۃ کے معنی مغفرت سمجھے گئے اور ظاہر ہے
کہ یہ کام اللہ تعالی کا ہے اور پہلے ہی مغفرت ہو چکی تھی جیسا کہ حق تعالے
فرماتا ہے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ
اسلئے صلوۃ کے امتثال مین ضرورت سوال کی ہوئی پھر جب ارشاد ہوا
کہ کہو اللہم صل تو گویا صحابہ نے امتثالاً للامر تسلیم کرلیا اور سوائے اسکے
یہ بھی دلیل اونکی ہو سکتی ہے کہ اس آیۃ شریفہ مین کمال درجہ کی خصوصیت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بسبب اجماع ثابت ہے کما فی المواہب
اللدنیہ الاجماع منعقد علی ان فی ہذہ الآیۃ من تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

والتنویہ مالیس فی غیرہ اور جیسے رحمت مین اختصاص آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا نہین رہتا ویسا ہی ثنا مین بھی کوئی خصوصیت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین کیونکہ حق تعالی تمام مسلمانون کی ثنا کیا کرتا ہے
کما فی الدر المنثور للسیوطی رح واخرج ابن ابی حاتم عن ابی العالیۃ فی قولہ
هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ قال صلوۃ اللہ ثناءہ وصلوۃ
الملئکۃ الدعاء البتہ مغفرت قطعیہ خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے
کما قال تعالی إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اور کسی دوسرے کو یہ بات نصیب نہین۔
کما روی القاضی عیاض رح فی الشفاء عن ابن عمر رضی اللہ عنہ تعنیت بین
یدی الساعۃ ومنہ روایۃ ابن وھب انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال اللہ تعالی
سل یا محمد فقلت ما اسال یارب اتخذت ابراھیم خلیلا وکلمت موسی تکلیما
واصطفیت نوحا واعطیت سلیمان ملکا لا ینبغی لاحد من بعدہ فقال اللہ تعالی
ما اعطیتک خیر من ذلک اعطیتک الکوثر وجعلت اسمک مع اسمی ینادی
بہ فی جوف السماء وجعلت الارض طہورا لک ولامتک وغفرت لک ما تقدم
من ذنبک وما تاخر فانت تمشی فی الناس مغفورا لک ولم اصنع ذلک لاحد
قبلک وجعلت قلوب امتک مصاحفہا وخبات لک شفاعتک ولم
اخباہا لنبی غیرک ترجمہ روایت کیا قاضی عیاض نے شفا مین اور کہا ملا علی
قاری نے شرح مین کہ روایت کیا اوسکو احمد نے بسند حسن ابن عمر سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالی نے مجھہ سے فرمایا

کہ کچھ مانگو مین نے عرض کیا اے پروردگار کیا مانگون تو نے ابراہیم کو خلیل
بنالیا اور موسیٰ سے کلام کئے نوح کو برگزیدہ کیا اور سلیمان کو وہ ملک دیا
جو اونکے بعد دوسرے کو سزاوار نہین ارشاد ہوا جو تمکو مین نے دیا وہ اون
سب سے بہتر ہے تمکو کوثر دیا تمہارے نام کو اپنے نام کے ساتھ رکھا جو
پکارا جاتا ہے آسمان مین اور تمہارے اور تمہاری امت کے لئے زمین
کو طہور اور پاک بنایا اور اگلے پچھلے گناہ تمہارے بخشدئے اب لوگو مین
تم مغفور رہو یہ عطائین پہلے کسی کے لئے نہوین تمہاری امت کے دلونکو
مصحف بنایا اور مقرر کر رکھی ہے تمہارے لئے شفاعت کسی نبی کے
واسطے یہ بات نہ دی انتہی چونکہ دوسرے انبیا کو یہ قطعیت مغفرت حاصل
نہین اسیوجہ سے انبیا علیہم السلام روز حشر مقام خوف مین ہونگے چنانچہ
حدیث شریف سے جو بخاری شریف مین بکرات و مرات وارد ہے یہ بات
ظاہر ہے۔ اور بعضونکا قول یہ ہے کہ مراد اس سے سلام ہے کما فی المواہب
وجوز الحلیمی ان یکون الصلوٰۃ بمعنی السلام شاید دلیل اس قول کی یہ ہوگی
کہ مغفرت ما تقدم وما تاخر دقت واحد مین بالکلیہ ہوچکی اسمین تجدد و استمرار
صادق نہین آتا حالانکہ آیہ شریفہ سے تجدد و استمرار ثابت ہے جیسا کہ
قریب معلوم ہوگا البتہ سلام مین استمرار ہو سکتا ہے اور سوا اسکے
ابن قیم کے ان بعض دلیلون سے اس قول کا بھی ابطال ہوتا ہے اور بعضونکا
قول ہے کہ مراد اس سے ثنا و تعظیم یا فقط تعظیم ہے کما فی المواہب وقیل
صلوٰتہ علی خلقہ تکون خاصتہ وتکون عامتہ فیکون صلوٰتہ علی انبیائہ ہی ما تقدم

من الثناء والتعظیم وصلوٰتہ علی غیرہم الرحمۃ التی وسعت کل شیء وقال الحلیمی فی الشعب معنی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعظیم اور اسی کے قریب یہ قول بھی ہے کہ مراد اس سے تشریف وزیادت تکریم ہے کما فی المواہب وحکی القاضی عیاض عن بکر القشیری انہ قال الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اللہ تشریف وزیادۃ تکرمۃ شاید دلیل ان اقوال کی یہ ہوگی کہ آیہ شریفہ مین صلوا علیہ وسلموا سے ظاہر ہے کہ صلوٰۃ کچھہ اور ہے اور سلام اور چنانچہ صحابہ نے یہی سمجھا اور سوا اسکے سلام مین بھی کوئی خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین سَلَامٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْن وغیرہ اکثر وارد ہوا ہے الحاصل ان سب اقوال سے مقصود یہ ہے کہ کمال تعظیم و خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حق تعالی کے نزدیک سمجھی جاوے اور علو شان و رفعت منزلت درود شریف کی ثابت ہو یہانتک کہ جنہون نے صلوٰۃ سے رحمت مراد لی ہے اونکا بھی مطلب یہ نہین کہ وہ رحمت عامہ ہے بلکہ وہ رحمت مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے خاص کیگئی ہے چنانچہ زرقانی نے اسی قسم کا جواب اوس اعتراض کا دیا جو صاحب مواہب نے اس قول پر وارد کیا ہے کہ اس آیہ اُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ سے صلوٰۃ و رحمت مین مغایرت ثابت ہے حیث قال واجیب بان الصلوٰۃ اثر المقرونۃ بالتعظیم فہی اخص من مطلق الرحمۃ وعطف العام علی الخاص کثیر مستعمل اور اس تقریر سے صاحب مواہب کا یہ اعتراض بھی دفع ہو جاتا ہے کہ جب یہ آیہ شریفہ نازل ہوئی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ سلام کا طریقہ

توہم نے جان لیا یعنے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ صلوۃ آپ پر
کس طور پر پڑہین فرمایا کہو اللہم صل علی محمد الحدیث سو اگر صلوۃ کے معنی رحمت
ہی ہوتے تو فرما دیتے سلام ہین ہی تم نے اسکو بھی جان لیا کیونکہ اوس مین
(ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) موجود ہے۔ یہ اعتراض اسوجہ سے رفع ہو سکتا ہے
کہ رحمۃ اللہ سے مراد رحمت عامہ ہے اور صلوۃ سے مراد رحمت خاصہ
اور ضرور نہین کہ عام کے معلوم ہونے سے خاص بہی معلوم ہو جاے
کما قال الزرقانی والجواب ما قد علم فسوالہم دل علی ان الصلوۃ اخص
من مطلق الرحمۃ پہر جب صلوۃ رحمت خاصہ کا نام ٹہیرا تو رحمت کے ذکر سے صلوۃ کا ذکر
لازم نہین آتا کیونکہ جہان خاص کا ذکر مقصود ہو عام کا ذکر کافی نہین
جیسا کہ انسان کا ذکر جہان مقصود ہو وہان حیوان کہنا درست نہوگا اسیوجہ
سے ابن عبد البر ؒ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے
وقت رحمہ اللہ تعالی کہنا درست نہین کما قال السخاوی فی القول البدیع
جزم ابن عبد البر بالمنع فقال لا یجوز لاحد اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان یقول رحمہ اللہ لانہ قال من صلی علی ولم یقل من ترحم علی ولا من دعی
لی وان کان معنی الصلوۃ الرحمۃ ولکنہ خص بہذا اللفظ تعظیما لہ فلا یعدل
الی غیرہ ویویدہ قولہ تعالی لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ
بَعْضِكُمْ بَعْضًا اس تقریر سے پانچ اعتراض ابن قیم کے بھی رفع ہو گئے
باقی رہا چھٹا اعتراض اونکا اوسکا جواب یہ ہے کہ اللہم صل الخ کی ہیئت
ہر چند دعا کی ہے مگر جب فکیف الصلوۃ کے جواب مین وہ ارشاد ہوا تو

بحسب تعیین شارع صلوٰۃ اسی کا نام ہوگا - اسی وجہ سے ان الفاظ مشروعہ
کو کوئی پڑھ لے تو صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہنا صادق آجائے گا
نہ دعا لہ حالانکہ وضع صیغہ دعا کے واسطے ہے نکتہ یہ امر ظاہر ہے کہ جسکا
کام کا حکم حق تعالی نے فرمایا اوس کے امتثال مین کوئی کام کیا جاتا ہے
مثلاً نماز کے حکم پر قیام و رکوع وغیرہ ادا کئے جاتے ہین اور روزہ کے
پر بھوکے پیاسے رہتے ہین بخلاف اسکے درود شریف پڑھنے کیلیے
جب صلّوا ارشاد ہوا تو کوئی کام نہین کیا جاتا بلکہ یہی کہا جاتا ہے
اللھم صل علیہ یہ تو بلا تشبیہ ایسا ہوا جیسے بنی اسرائیل نے قتال کے حکم
کے جواب مین فقاتلا کہا یعنے تمہین لڑلو وجہ یہ ہے کہ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عہدہ برائی اوسکی کسی سے ہو سکے گی
فرمایا کہ یہ کام اللہ تعالی ہی کے تفویض کردیا کرو یعنے تفویض کردینا
ہی صلواۃ ہوجائے گا اسی مسئلہ مین امام ابو منصور ماتریدی نے اپنی
تفسیر مسمی بتاویلات القرآن مین اسی قسم کی تقریر کی ہے کما قال و الاکمال

ان فی الآیۃ الامر للمومنین ان یصلوا علی النبی ثم قال لماسئل عن کیفیۃ
الصلوٰۃ علیہ و ماہیتہا فقال ان یقولوا اللہم صل علی محمد وہذا سوال
من اللہ تعالی ان یتولی بنفسہ الصلوۃ علی محمد علیہ السلام وفی ظاہر الایۃ
ہم المامورون یتولون الصلوۃ بانفسہم علیہ فکیف یخرجون عن الامر
بالصلوۃ علیہ بالدعاء والسوال من اللہ تعالی بالصلوۃ علیہ فنقول ہم
امروا بالصلوۃ وہی الغایۃ من الثناء علیہ ولکنہ لم یر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فی وسعہم طاقتہم القیام بغایتہ بما امروا بہ من الثناء علیہ فامرہم ان یکلوا ذلک الی اللہ تعالیٰ فی
ویفوضوا الیہ وان یسالوہ لیتولی ذلک ہو دونہم لم یر فی وسعہم القیام بغایۃ
الثناء علیہ والافلیس فی ظاہر الآیۃ سوال للرب تعالیٰ ان یصلی ہو بنفسہ
علیہ ولکن فیہا الامر للذین آمنوا بان یصلوا ہم علیہ واللہ اعلم تفصیل اس
اس اجمال کی یہ ہے کہ ہر شے کے لئے ایک حقیقت اور ہو یت مختصہ
حق تعالیٰ کے نزدیک ثابت ہے جیساکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاَعْطٰی
كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ وایضاً قال وَكُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ
اور نظائر اس کے بہت ہین جیساکہ موت کی صورت دنبے کی ہے اور
قیامت مین ذبح کیجائے گی۔ اور نیل و فرات کی حقیقت کو سدرۃ المنتہی
کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کما فی کنز العمال من البخاری
رفعت الی سدرۃ المنتہی منتہاہا فی السماء السابعۃ نبقہا مثل قلال ہجر و ورقہا مثل
اذان الفیلۃ فاذا اربعۃ انہار۔ نہران ظاہران ونہران باطنان فاما
الظاہران النیل والفرات واما الباطنان فنہران فی الجنۃ الحدیث
یعنے سدرۃ المنتہی کے پاس مین نے دو نہرین دیکھین دو ظاہر کی دو باطن
کی ظاہر کی دو نہرین نیل و فرات ہین اور باطن کی جنت مین دو نہرین ہین
اسیطرح ایک خزانہ ہے جسمین اچھے اچھے اخلاق رکھے ہین کما فی الجامع الصغیر
للسیوطی ان محاسن الاخلاق مخزونۃ عند اللہ تعالیٰ فاذا احب اللہ عبداً
منحہ خلقاً حسناً الحکیم عن العلاء بن کثیر مرسلا ترجمہ روایت ہے علاء بن
کثیر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اچھے اچھے اخلاق

اللہ تعالی کے پاس مخزون ہین جب کسی کو حق تعالی دوست رکھتا ہے
تو اوسکو کوئی اچھا خلق عنایت فرماتا ہے اور جامع الصغیر مین ہے الحمد للہ
تملا المیزان والتسبیح والتکبیر یملا السموات والارض والصلوٰۃ نور الحدیث
حم ن ھ حب عن ابی مالک الاشعری ترجمہ فرمایا حضرت نے الحمد للہ
میزان کو بھر دیگا اور تسبیح وتکبیر آسمانون کو اور زمین کو بھر دیتی ہین
اور نماز نور ہے اور زرقانی شرح مواہب مین روایت ہے واخرج
احمد وابن حبان والضیاء برجال الصحیح عن جابر مرفوعاً اتیت بمقالید الدنیا
علی فرس ابلق جاءنی بہ جبریل علیہ قطیفۃ من سندس یعنے میرے پاس دنیا
کی کنجیان لائی گئین جن کو جبریل علیہ السلام ابلق گھوڑے پر میرے پاس
لائے اور اس قسم کی روایتین بکثرت موجود ہین حاصل یہ کہ حق تعالی
کے نزدیک ہر چیز کی ایک حقیقت ثابت و موجود ہے لیکن بعضونکا
وجود اس عالم مین محسوس ہے اور بعضونکا محسوس نہین چنانچہ احادیث
مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے۔ پھر ہر حقیقت دوسری سے ممتاز ہے بہ تشخیص
خاص چنانچہ انہین احادیث سے یہ بات بھی ظاہر ہے اور یہ حدیث
بھی اسپر دلیل ہے جو کنز العمال مین ہے اذا کان یوم القیمۃ جاء الایمان
والشرک یجثوان بین یدی الرب فیقول للایمان انطلق انت واہلک
الی الجنۃ ک فی تاریخہ عن صفوان بن عسال ترجمہ روایت ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے روز ایمان اور شرک
حاضر ہونگے اور حق تعالی کے روبرو دونو زانو بیٹھ جائینگے ایمان کو ارشاد

ہوگا کہ تو اپنے اہل کے ساتھ جنت میں چلا جاتا تھا۔ اسی طرح درود شریف کا
بھی حال سمجھنا چاہیئے کہ ایک شے ممتاز ہے اور وجود اوسکا اس عالم کے
جنس سے نہین اور نہ ادراک اوسکا حواس جسمانیہ سے ہوسکتا ہے۔ بلکہ
وہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے متعلق ہے اور
تعجب نہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو دیکھ بھی لیتے ہون کیونکہ
ملکوت وغیرہ عوالم کی اشیا جن تک خیال کی رسائی دشوار ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو محسوس تھین۔ اس سے بڑھکر کیا چاہیئے کہ قیامت کی
اشیا کو یہان سے ملاحظہ فرماتے تھے کما فی الفردوس للدیلمی عن جابر ان اللہ
رفع لی بیت المقدس وانا عند الکعبۃ فجعلت انظر الیہ والی ما فیہ ولقد رأیت
جھنم واھلھا فیھا واھل الجنۃ فی الجنۃ قبل ان یدخلوھا کما انظر الیکم یعنے فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس روبرو میرے کیا گیا جسکو
مین دیکھ رہا تھا اور قبل اسکے کہ جنتی جنت مین اور دوزخی دوزخ مین جائین
مین انکو اپنے اپنے مقامات مین دیکھ لیا ہون جس طرح تمکو دیکھتا ہون۔ فی
المواہب روی الشیخان من حدیث عقبۃ بن عامر قال صلی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم علی قتلی احد بعد ثمان سنین کالمودع للاحیاء والاموات ثم طلع المنبر
فقال انی بین ایدیکم فرط وانا علیکم شہید وان موعدکم الحوض وانی لانظر الیہ
وانا فی مقامی ہذا وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض الحدیث۔
ترجمہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد پر آٹھ سال
کے بعد جیسا کہ کوئی رخصت کرتا ہے زندون اور مردون کو پھر چڑھے حضرت

منبر پر اور فرمایا کہ مین تمہارے لئے میر منزل ہون اور تمہارا شاہد ہون اور
ہمارے اور تمہارے ملنے کی جاے حوض ہے جسکو مین اسی جگہ سے
دیکھ رہا ہون اور زمین کے خزانون کی کنجیان مجھکو دیگیئن انتہی اور سوا
اسکے اس دعوی پر اور بہت سی دلیلین ہین۔ الغرض صلوۃ کا ادراک و
احساس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ہے دوسرا اوسپر واقف ہو نہین سکتا ہے
جیسا کہ کور مادر زاد سیاہ و سفید پر مطلع نہین ہو سکتا۔ اور مثال اوسکی ایسی
سمجھنا چاہئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم وصال یعنے پے در پے
روزے بلا افطار رکھنا شروع کئے صحابہ نے بھی اتباع کا قصد کیا ارشاد
ہوا کہ مجھکو اپنے پر قیاس مت کرو کھلاتا ہے مجھکو میرا رب اور پلاتا ہے۔
جیسا کہ بخاری شریف مین ہے عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول لا تواصلوا فایکم اراد ان یواصل فلیواصل حتی السحر قالوا
فانک تواصل یا رسول اللہ قال لست کھیئتکم انی ابیت لی مطعم یطعمنی وساق
یسقین۔ وفی روایۃ منہ یطعمنی ربی ویسقین اس کہانے پینے کی حقیقت
دوسرون کو کیا معلوم ہو سکے۔ اگر وہ ہمارے کہانے پانی کی جنس سے ہوتا
تو صوم وصال ہی کیون کہا جاتا اور لست کھیئتکم وغیرہ کیون فرماتے۔
ایسا ہی صلوۃ کا ادراک واحساس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ہے اور
تعجب نہین کہ وقرۃ عینی فی الصلوۃ سے اسی کے طرف اشارہ ہو اگرچہ
اکثر محدثین نے معنی اسکے نماز کے لئے ہین مگر اسپر کوئی قرینہ نہین بخلاف
معنی درود کے کہ اسپر یہ حدیث قرینہ ہے جو اوپر مذکور ہوئی ما من عبد

یصلی علی الاعرج بہا ملک حتی یحیی بہا وجاہ الرحمن فیقول اللہ عزوجل اذہبوا

بہا الی قبر عبدی یستغفر لقائلہا وتقربہا عینہ الدیلمی عن عایشہ کذا فی کنز العمال

یعنے درود جب حق تعالی کے پاس گزارا جاتا ہے تو فرماتا ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اوسکو لیجاؤ تا اس سے اونکی آنکھین ٹھنڈی

ہون انتہی۔ اسی وجہ سے بعضونکا مذہب یہی ہے کہ مراد قرۃ عینی فی الصلوۃ

سے درود ہے کما قال القسطلانی فی مسالک الحنفا معنی قرۃ عینی فی الصلوۃ

فی حدیث حبب لی من دنیاکم ثلاث النساء والطیب وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ

الصلوۃ التی ذکرہا فی قولہ تعالی ان اللہ وملائکتہ عند بعض انتہی

یہ تو اللہ تعالی کی صلوۃ کا حال تھا اب رہی صلوۃ ملائکہ اور مومنین سو محدثین

نے لکھا ہے کہ مراد اوس سے استغفار ودعا ہے وجہ اوسکی یہ معلوم ہوتی

ہے کہ صلوۃ یعنے رحمت خاصہ کا خزانہ حق تعالی کے ہاتھ مین ہے کسی کو

اوسمین دخل نہین۔ خیر خواہو نکا کام صرف دعاگوئی ہے۔ اور وہ بھی صرف

اسغرض سے کہ ہم بھی دعاگو ہین ورنہ پیاپے رحمت خاصہ کا اترنا بغیر دعا کے

ہمیشہ جاری ہے جیساکہ خود حق تعالی اس آیہ شریفہ مین بصیغہ استمرار اوسکی

خبر دیتا ہے۔ مگر چونکہ اس دعا و استغفار پر بھی صلوۃ ہی کا اطلاق فرمایا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالی اپنے فضل وکرم سے اس صلوۃ کی صورت

دعائیہ کو بدلکر اوسی صلوۃ کی صورت مین جلوہ گر فرماتا ہے جو مختص آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور یہ کچھ مستبعد نہین۔ کیونکہ جب ایمان

لانیوالون کی سیئات کی صورت کو بدلکے حسنات کی صورت مین جلوہ گر کرتا ہے

تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دعا کی صورت کو اونکی خوشنودی
کے واسطے بدل دینا مالک کن فیکون کے نزدیک کونسی بڑی بات ہے
دیکھ لیجئے سیئات کو حسنات بنادینا اس آیہ شریفہ سے ثابت ہے قال تعالے
اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ
اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ترجمہ
مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک پس بدل دیتا ہے
اللہ تعالی اُن لوگون کے گناہون کو نیکیون کے ساتھ اور اللہ غفور رحیم ہے
اس صورت مین تینون صلوات کی صورت بالمآل ایک ہی ہوگی۔ اور
یہ بھی قرینہ ہو سکتا ہے کہ جب آیہ صلوۃ نازل ہوئی صحابہ نے عرض
کیا یارسول اللہ سلام کی کیفیت تو ہمین معلوم ہوئی صلوۃ کا کیا طور ہوگا
چنانچہ درمنثور وغیرہ اکثر کتب مین اس مضمون کی روایتین وارد ہین منجملہ
انکے ایک یہ ہے واخرج ابن ابی سعد واحمد وعبد بن حمید والبخاری والنسائی
وابن ماجۃ وابن مردویہ عن ابی سعید الخدری قال قلنا یارسول ہذا السلام علیک
قد علمناہ فکیف الصلوۃ قال قولوا اللہم صل علی محمد عبدک ورسولک کما صلیت
علی آل ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم۔ کذا فی الدر المنثور
للسیوطی فی تفسیر آیۃ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ اس سے معلوم ہوا کہ صلوا
سے مراد صحابہ نے دعا نہ سمجھی ورنہ ہر شخص دعاگوئی مین مصروف ہو جاتا استفسار
کی وجہ یہی ہوگی کہ رحمت نازل کرنا تو خاص اللہ تعالی کا کام ہے اس امر کا
امتثال ہم سے کیونکر ہو سکے ارشاد ہوا کہ تمہارا کام اتنا ہی ہے کہ ان الفاظ

کو کہدیا کرو اس تقریر سے ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا
مطلب بھی معلوم ہوگیا جو ابھی مذکور ہوا اور وہ اشکال بھی دفع ہوگیا جو قسطلانی
نے شرح بخاری مین وارد کیا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ مین لفظ
اللہ کی خبر محذوف ہے یا اللہ و ملئکتہ دونون کی خبر یصلون ہے یہ نہین
ہوسکتا کہ یصلون دونون کی خبر ہو کیونکہ اللہ کی صلوٰۃ کچھ اور ہے اور
ملئکہ کی کچھ اور ایک لفظ کا استعمال دو معنی مختلف مین وقت واحد مین
درست نہین۔ اور اگر کہا جاوے کہ لفظ اللہ کی خبر محذوف ہے یعنے
یصلی اور یصلون ملئکتہ کی خبر ہے تو وہ بھی درست نہین اسلئے کہ نحو مین
تصریح ہو چکی ہے کہ جب معنی دو خبرون کے جدا جدا ہون تو اسوجہ سے
کہ دوسری خبر محذوف پر دلالت نہین کرتی ایک کو حذف کرنا درست نہین
اگرچہ لفظ دونونکا ایک ہو جیسے زید ضارب وعمرو مین اگر محذوف ضارب
سے چلنے والا مراد ہو یعنے مسافر اور مذکور سے مارنیوالا کما قال القسطلانی
فی شرح البخاری اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ اختلف
ہل یصلون خبر عن اللہ وملائکتہ وعن الملئکۃ فقط وخبر الجلالۃ محذوف لتغائر
الصلاتین لان صلوۃ اللہ غیر صلوتہم ای ان اللہ وملئکتہ یصلون الا ان
فیہ بحثا وذلک انہم نصوا علی انہ اذا اختلف مدلولا الخبرین فلا یجوز حذف
احدہما لدلالۃ الآخر وان کانا بلفظ واحد فلا تقول زید ضارب وعمرو یعنے
وعمرو ضارب فی الارض ای مسافر وجہ دفع اشکال یہ ہے کہ تینون صلوۃ
حقیقت مین ایک ہین اور مصداق سب کا ایک ہی قسم کا ہے نہ مختلف

نکتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالی نے رحمۃ للعالمین فرمایا ہے تو
گویا ذات مبارک منبع رحمت ہے کہ تمام عالموں سے متعلق رحمتونکا افاضہ
یہین سے ہوتا ہے۔ اسلئے صلوۃ درحمت الہی پیاپے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل ہوتی ہے تا ادہر سے استفادہ اور ادہر سے افاضہ
برابر جاری رہے۔ **فائدہ** اس آیۂ شریفہ مین حق تعالی فرماتا ہے
وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ یعنے اوسکے فرشتے درود پڑہتے ہین اور
آدم علیہ السلام کے سجدہ کے باب مین فرمایا **فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ
كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ** یعنے تمام فرشتون نے اونکو سجدہ کیا۔ اہل مذاق
وجدان سلیم سے سمجھ سکتے ہین کہ اس اضافت وترک اضافت مین کسقدر
لطف رکہا ہے امر وجدانی تو بیان مین آنہین سکتا مگر بحسب ظاہر شخص
اسقدر سمجھ سکتا ہے کہ اس اضافت مین کوئی معنی زاید ایسے ہون گے
جو صرف ملائک کہنے مین نہین۔ اور یہ ممکن نہین کہ یہ اضافت تعریف
یا تخصیص کے واسطے ہو جیسے غلام زید مین۔ کیونکہ زید کے سوا دوسرے
بھی غلام ہوتے ہین تو غلام زید سے فائدہ تعریف یا تخصیص کا ہوگا
بخلاف ملائکہ کے اسلئے کہ سب فرشتے اللہ تعالی ہی کے ہین کسی دوسرے
کے نہین۔ پس ملائکتہ کہنے سے نہ تعریف ہوئی نہ تخصیص۔ بلکہ اس اضافت سے
یہ معلوم ہوا کہ جس فرشتہ کو نسبت حق تعالی کے طرف ہے یعنے تمام
فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہا کرتے ہین اور اس حکم
سے کوئی فرشتہ مستثنے نہین ہو سکتا۔ کیونکہ جو مستثنے ہوگا اوس سے یہ

نسبت جاتی رہے گی اور یہ محال ہے - پہر یہ بات ظاہر ہے کہ سب فرشتے
اللہ تعالی ہی کے ہین باوجود اسکے جب نسبت اپنی طرف فرمائی تو معلوم
ہوا کہ صرف عزت افزائی اونکی اس نسبت سے مقصود ہے جیسے فرماتا ہے
اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ یعنے جب شیطان نے
آدمیون کو گمراہ کرنے پر اپنی آمادگیان ظاہر کین ارشاد ہوا کہ میرے
بندون پر تیرا کچھ غلبہ نہین حالانکہ سب بندے اللہ تعالی کے ہین - تو جیسے
عبادی کی اضافت سے شرافت اون عباد کی ظاہر ہوتی ہے جو دام
مین شیطان کے نہین آتے ویسا ہی ملائکتہ کی اضافت سے شرافت
اون ملائک کی ظاہر ہوتی ہے جو درود پڑہتے ہین - اور شرافت کی وجہ یہی ہوئی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہنے کی نسبت اون کے طرف
کی گئی ورنہ یہی ملائک ہین جن کا ذکر فَسَجَدَ الْمَلٰئِكَةُ مین ہی ایا گیا ہے
کچھ ایسے طور پر کہ جس سے کوئی شرافت ظاہر نہین ہوتی - کیون نہو حبیب کا
خیر خواہ بھی اپنا ہی سمجہا جاتا ہے - الحاصل وملئکتہ یصلون کا یہ مطلب ہوا
کہ جتنے فرشتے عالم علوی اور سفلی مین ہین سب کے سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پر ہمیشہ درود پڑہتے ہین اور اسی وجہ سے اونکو وہ فضیلت وخصوصیت
عطا ہوئی کہ جس کا عوض مذہب عشاق مین شاید جان بھی فدا کرین تو
نہوسکے - کیونکہ عشاق اس بات کو خوب جانتے ہین کہ محبوب جب کسی عاشق
کو اپنا کہدے تو اوسکی کیا حالت ہوگی غرض وملئکتہ مین جو باتین رکھی ہوئی
ہین فسجد الملئکتہ مین نہین ہین فائدہ تعداد تمام ملائک کی جو ہمیشہ درود شریف

کے پڑہنے مین مشغول ہین حق تعالی ہی جانتا ہے کہ کسقدر رہے چنانچہ مصرح
ارشاد ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ترجمہ نہین جانتا ہے
آپ کے پرورد گار کے لشکرون کو کوئی سوائے اوسکے انتہی مزید توضیح
کے واسطے یہان چند حدیثین ذکر کیجاتی ہین جن سے یہ بات ثابت
ہو جائیگی کہ شمار فرشتونکا حد سے باہر ہے منجملہ انکے ایک یہ ہے جو امام
سیوطی رح نے حبایک مین ذکر کیا ہے واخرج ابو الشیخ عن الحکم قال بلغنی
انہ ینزل مع المطر من الملٰئکۃ اکثر من ولد آدم وابلیس یحصون کل قطرۃ
واین یقع ومن یرزق ذلک النبات ترجمہ یعنے پانی کے ساتھ اسقدر
فرشتے اترتے ہین کہ اونکی تعداد آدمیون اور جنات سے بڑہی ہوئی ہے
وہ ہر قطرہ کو شمار کر لیتے ہین اور یہ بھی معلوم کر لیتے کہ وہ کہان گرے گا اور
اُس سے جو سبزی پیدا ہوگی کس کا رزق ہے انتہی اور ایک یہ ہے جو حبایک
ہی مین مذکور ہے واخرج ابو الشیخ من طریق مجاھد عن ابن عباس عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس من خلق اللہ اکثر من الملٰئکۃ مامن شیئی ینبت
الا ملک موکل بہا ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی مخلوق خدا
کی فرشتون سے زیادہ نہین ہے کوئی نبات روئیدگی ایسی نہین کہ جس پر
ایک فرشتہ موکل اور متعین نہین انتہی اس حدیث سے یہ بات ثابت ہی
کہ تمام عالم مین جس قدر موجودات ہین سب سے زیادہ فرشتے ہین اور
خصایص کبری مین امام سیوطی رح نے روایت کیا ہے واخرج الترمذی
وابن ماجہ وابو نعیم عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی

اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون اطت السماء وحق لہا ان تئط لیس فیہا موضع اربع اصابع الا و ملک واضع جبہتہ ساجداً ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین وہ چیزین دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھتے اور وہ سنتا ہون جو تم نہین سنتے آسمان بوجھ کے سبب سے چرچراتا ہے اور یہ بات اوسکو سزاوار ہے کیونکہ اوسمین کوئی چار انگل کی ایسی جگہ نہین ہے جسمین کوئی فرشتہ پیشانی رکھے ہوے سجدہ مین نہو انتہی اور حاکم نے مستدرک مین روایت کیا ہے عن عبد اللہ بن عمر ان اللہ تعالی جزء الخلق عشرۃ اجزاء فجعل الملئکۃ تسعۃ اجزاء و سائر الخلق جزءً ترجمہ روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ حق تعالی نے تمام مخلوقات کے دس حصے کئے نو حصے فرشتے بنائے اور ایک حصہ تمام مخلوقات انتہی اور سوائے اسکے کئی حدیثین ہین جن سے یہ بات ثابت ہے کہ ملایک اس کثرت سے موجود ہین اور ہمیشہ پیدا ہوتے جاتے ہین کہ جس کا شمار نہین اگر اسکی تفصیل پر مطلع ہونا ہو تو الحبائک فی اخبار الملائک جو خاص ملایک ہی کے احوال مین امام سیوطی رح نے لکھی ہے اوسکو دیکھ لیجیے حاصل یہ کہ اسقدر مقربان بارگاہ الہی جنکی تعداد تمام عالم کے موجودات سے کئی حصہ بڑھکر ہے ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے مین مصروف ہین اور خود حق تعالی ہمیشہ کے لئے اس کام مین اپنی مشغولی بلاکیف ظاہر فرماتا ہے تو تھوڑے سے آدمیونکا درود وہان کس قطار وشمار مین ہو سکتا ہے مگر یہ ہے شان رحمۃ للعالمینی کہ باوجود اس کے

اتیون سے اس تحفہ محقرہ کی درخواست فرماتے ہین اور وہ بھی کس خوبی کے
ساتھ کہ اگر تم ایکبار درود پڑھوگے تو خدائے تعالی تمپر ستر بار درود بھیجیگا
اور تمام فرشتے تمہارے حق مین دعا کرینگے اور کل حاجتین دینی و دنیاوی
تمہاری روا ہونگی۔ اگر انصاف ہو تو معلوم ہو کہ یہ صرف بندہ نوازی ہے
ورنہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک وہان یہ تحفہ محقرہ کس قطار و شمار مین۔
بڑی افسوس کی بات ہے کہ خود شاہ کونین جن سے ہر طرحکی امیدین ہین
ایک اس قسم کا ہدیہ ہم سے طلب فرماوین اور اوسکی کچھ پروا نکی جاے
پھر یہ بھی نہین کہ اعتراف قصور ہو بلکہ مخالفانہ ایسی دلیلین قایم کیجاوین
جس سے یہ بات ثابت ہو کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رغبت
کے موافق عمل کیا جاوے تو اوسمین قباحتین لازم آئینگی نعوذ باللہ من ذلک
واقع مین اودہر سے کسی قسم کی کوتاہی نہین مگر ادہر جب تنگی حوصلہ ہو اور
قابلیت و استعداد نہو تو اوسکا کیا علاج سچ ہے ؎ طعمہ ہر مرغکے انجیر نیست *
الہ العالمین جیسا تو نے اپنے حبیب ؐ کو ہماری خیر خواہی کے طرف متوجہ
فرمایا ایسا ہی اونہین کے طفیل سے ہمین فہم سلیم بھی عطا کیجو کہ اونکی نوازشون
اور خیر خواہیون کو سمجھین اور تیری اور اونکی قدر کرین۔
اب ہم ذرا ان حضرات سے پوچھتے ہین (جنکے مشرب مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی قدر چندان ضرور نہین) کہ کیا آپنے کچھ اللہ تعالی کی بھی قدر کی ہے یا وہ
بھی صرف دعوی زبانی ہے۔ کیونکہ اس آیہ شریفہ سے آپ سمجھ سکتے ہین
کہ اللہ تعالی کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر کس قدر ہوگی جو

ہمیشہ کیلئے اونپر اپنا صلوۃ بھیجنا ظاہر فرماتا ہے۔ پہر اگر عظمت حق تعالی کی مسلم ہے تو چاہئے تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بہی دل مین متمکن ہوتی۔ برخلاف اوسکے جب تعظیم مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرق آگیا تو معلوم ہوا کہ یہ اور مثال اس کی جو قدر دانیان اور عزت افزائیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حق تعالی نے فرمائی ہین اوسکی کچھہ وقعت نہین۔ اور یہ بالکل منافی دعوی عظمت کبریائی ہے۔ میری دانست مین کسی مسلمان کا عقیدہ ایسا نہوگا۔ کیونکہ جملہ اہل اسلام جانتے ہین کہ شیطان نے جو آدم علیہ السلام کو سجدہ نکیا اوسکی وجہ یہی تھی کہ اوس نے اپنے زعم مین حق تعالی کی عظمت خوب جمارکھی تھی کہ کسی کی عظمت کو اوسکے دل مین مطلقاً جاے نتھی۔ مگر جب حق تعالی نے اونکا مرتبہ ظاہر فرمایا اور اوس نے اونکی بیقدری کی اور معظم نہ سمجہا صرف اسی وجہ سے مردود ٹھیرا۔ اور اس سے یہ بات بہی ظاہر ہوگئی کہ گو حق تعالی کی تعظیم کا اوسکو دعوی تھا مگر دل مین اوسکا اثر نہ تھا اور اسکی مثال بعینہ ایسی ہوئی جیسے کفار حق تعالی کو خالق ارض وسما کہتے تھے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ۔ مگر بت پرستی اور لوازم اوسکے اس قول کو انکے باطل کئے دیتے تھے چنانچہ مولانا فرماتے ہین۔

گر بپرسی گبر را کاین آسمان	آفریدہ کیست وین خلق جہان
گوید آنہا آفریدہ آن خداست	کافرینش بر خدائیش گواست

کفر و ظلم و استم بسیار او		نیست لائق با چنین اقرار او
فعل او کرده دروغ آن قول را		باشد او لائق عذاب هول را

اسی طرح جسکے دل مین درود شریف کی وقعت نہوا وس کے نزدیک حق تعالی کی عظمت نہین۔ کیونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے (جس کا ذکر قریب آتا ہے) کہ جو شخص ایکبار درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑہے حق تعالی اوسپر دس بلکہ ستر درود بھیجتا ہے۔ اب دیکھیئے کہ جسکے نزدیک حق تعالی کے صلوۃ کی کچھ بھی وقعت ہوگی تو درود شریف کی ضرور اوسکو رغبت ہوگی۔ اور جب درود شریف پر رغبت نہین جسکی وجہ سے صلوۃ الہی حاصل ہوسکے تو معلوم ہوا کہ صلوۃ الہی کی اوسکو کچھ قدر نہین ایسی ہی باتون سے شاید حق تعالی نے فرمایا ہے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔ اللہم وفقنا لما تحب وترضی فائدہ علماء رحمہم اللہ نے اختلاف کیا ہے کہ یُصَلُّوْنَ کی ضمیر اللہ تعالی اور ملائکہ کے طرف راجع ہے یا صرف ملائکہ کے طرف۔ امام قرطبی رح نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے کہ ایک جماعت محققین کا قول ہے کہ یُصَلُّوْنَ کی ضمیر اللہ تعالی اور ملائکہ کے طرف راجع ہے مقصود اوس سے فرشتونکو شرافت دینا ہے کہ ایک کام کے اسناد اور نسبت ایک ہی صیغہ سے اپنے اور اونکے طرف ہو یہ بڑی تشریف وتکریم ہے کہ اس امر خاص پر جو صیغہ دلالت کرتا ہے اوسمین حق تعالی نے اونکو اپنے ساتھ جمع فرمایا یہان اگر کوئی اعتراض کرے کہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ کسی خطیب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین خطبہ پڑہا جسمین

یہ الفاظ تھے ومن یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصہما فقد غوی یعنے جس شخص نے
خدا ورسول کی اطاعت کی راہ راست پائی اور جس نے اون دونون کی
نافرمانی کی گمراہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو برا خطیب ہے
ومن یعص اللہ ورسولہ فقد غوی کہہ مقصود یہ کہ ایک ضمیر مین خدا و رسول
کو جمع کرنا نہ چاہیئے اس صورت مین یصلون کی ضمیر خدای تعالی اور
ملائک کے طرف پھیرنا کیونکر درست ہوگا اسکا جواب یہ ہے کہ حق تعالے
مختار ہے عدم جواز کا حکم وہان جاری نہین ہوسکتا اور ایک جماعت کا
یہ قول ہے کہ ضمیر یصلون کی صرف ملائکہ کے طرف راجع ہے اور خبر لفظ اللہ
کی محذوف ہے یعنے ان اللہ یصلی اس صورت مین اجتماع اللہ و ملائکہ کا ایک
ضمیر مین لازم نہین آتا جسکی ممانعت ہے جماعت اولی کا ایک جواب یہ
بھی ہے کہ جمع مذکور مطلقاً ممنوع نہین رہا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے خطیب کو لفظ یعصہما سے منع فرمایا سو اوسکا سبب یہ نہین تھا کہ ایک
ضمیر مین اللہ و رسول کو اوس نے جمع کیا تھا بلکہ وجہ اوسکی یہ تھی کہ اوس نے
ومن یعصہما پر سکوت کیا تھا جسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس نے نافرمانی
خدا ورسول کی کی وہ بھی راہ راست پر ہے چنانچہ ابو داؤد نے عدی
بن حاتم سے روایت کیا ہے ان خطیبا خطب عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال ومن یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصہما فقال قم بئس الخطیب انت
لیکن اسکا جواب ہوسکتا ہے کہ مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر
تثنیہ ہی کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس خطیب کو جھڑکا تھا

کہا تھا کیونکہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد زجر کے فرمایا کہ ومن یعص اللہ
ورسولہ کہا اور اگر وقف وسکوت کی وجہ سے زجر مقصود ہوتا تو فرماتے ومن
یعصہما فقد غوی متصل کہہ انتہی ملخصاً اگرچہ امام قرطبی رح نے اس مقام
مین طویل وعریض بحث کی ہے جیسا کہ معلوم ہوا مگر ہنوز اسمین نظر کو گنجائش
ہے اسلئے کہ مسلم شریف کی روایت باوجود معارض ہونے روایت ابی داؤد
کے اگر مسلم بھی ہو تو اوس سے قطعاً یہ لازم نہین آتا کہ ایک ضمیر مین خدا
ورسول کو جمع کرنا درست نہین۔ اسلئے کہ جائز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس خطیب کو (اسوجہ سے کہ قریب العہد بشرک ہے) جمع کرنے سے منع
فرمایا ہو تو یہ منع کرنا ایک مصلحت خاص کی وجہ سے ہوگا نہ عموماً جیسا کہ ابتدائے
زمانہ حرمت خمر مین ظروف خمر یعنے دبا حنتم نقیر اور مزفت کا استعمال ممنوع تھا
اسوجہ سے کہ انسے شراب یاد آتی تھی پھر بعد ایک زمانہ کے جب خمر سے نفرت
پیدا ہوگئی استعمال اُن ظروف کا جائز کر دیا گیا چنانچہ حرمت اور اجازت
کی روایتین صحاح مین موجود ہین اور دلیل اس بات پر کہ کسی دوسری وجہ سے
خاص اوس خطیب کو ومن یعصہما کہنے سے منع فرمایا تھا یہ ہے کہ خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا ایسے صیغونکو استعمال فرمایا ہے چنانچہ کنز العمال
مین روایت ہے عن ابی ذرؓ قال قلت یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
ما الایمان قال ان تشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ
وان یکون اللہ ورسولہ احب الیک مما سواہما الحدیث رواہ احمد فی مسندہ
ترجمہ یعنے ابوذرؓ کہتے ہین کہ مین نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایمان کیا ہے فرمایا یہ کہ گواہی دو توحید و رسالت کی اور یہ کہ اللہ اور رسول کی
محبت تمام چیزون سے زیادہ ہو دیکھیے سواہما کی ضمیر خدائے تعالی اور رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف پھرتی ہے۔ بلکہ خود لفظ من یعصہما آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم خطبہ مین پڑہا کرتے تھے چنانچہ ابوداود مین ہے عن ابن مسعودؓ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا تشہد قال الحمد للہ نستعینہ ونستغفرہ
ونعوذ باللہ من شرور انفسنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ
واشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ بالحق بشیراً ونذیراً
بین یدی الساعۃ من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصہما فانہ لا یضر الا نفسہ ولا
یضر اللہ شیئا۔ وعن یونس انہ سال ابن شہاب عن تشہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یوم الجمعۃ فذکر نحوہ وقال ومن یعصہما فقد غوی الحدیث رواہما ابوداود
ترجمہ روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ
پڑہتے تو اوسمین فرماتے ومن یعصہما فانہ لا یضر الا نفسہ اور ایک روایت
ومن یعصہما فقد غوی ہے انتہی ملخصاً ان حدیثون سے یہ بھی بات ثابت ہے
کہ یہ خطبہ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑہا کرتے تھے اور ابن ابی الدنیا نے
کتاب التحدر مین اور ابن عساکر نے تاریخ مین موسی ابن عقبہ سے خطبہ طولانی
نقل کیا ہے جسمین یہ الفاظ بھی موجود ہین ومن یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن
یعصہما فقد ضل ضلالاً مبینا ذکرہ فی کنز العمال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور صدیق اکبرؓ کا ومن یعصہما ہمیشہ خطبہ مین پڑہنا ثابت ہے تو یہ کہنا کیونکر صحیح
ہوگا کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ضمیر مین جمع کرنا درست نہین

فائدہ اہل عربیت کے نزدیک مسلم ہے کہ جملہ مین ثبوت محکوم کا محکوم علیہ کیلئے ہوا کرتا ہے خواہ وہ جملہ فعلیہ ہو خواہ اسمیہ لیکن جملہ اسمیہ مین بہ نسبت فعلیہ کے دو باتین زاید ہوتی ہین ایک اس ثبوت کی تاکید دوسرا دسکا دوام چنانچہ سعد الدین تفتازانی رح نے مختصر معانی مین لکھا ہے الجملة الاسمية تفيد تاكيد الثبوت ودوامه اس سے ثابت ہوا کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ سے تاکید اس امر کی مقصود ہے کہ اللہ تعالی اور ملایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود بھیجتے ہین۔ یہ مفاد صرف جملہ اسمیہ کا ہوا۔ پھر مسند یعنے یصلون کے فعل مضارع ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ فعل مسند الیہم سے آناً فاناً صادر ہوتا جاتا ہے کما قال ابن حجر فی الدر المنضود وكما افاد الجملة الدوام لكونه اسمية كذلك تفيد التجدد ونظر الخبر ها كما قالوا فی الله يستهزئ بهم وكما قال القسطلانی فی شرح البخاری تحت الآية الموصوفة وعبر بصيغة المضارع ليدل على الدوام والاستمرار۔ غرض استمرار صلوۃ کا دو طور سے ثابت ہوا ایک بدلیل جملہ اسمیہ۔ دوسرا اسوجہ سے کہ فعل مضارع خبر ہے اور اوسکی تاکید بھی جملہ اسمیہ ہونے کے سبب سے ہوگئی جب اللہ تعالی نے کلام قدیم مین اپنے اور ملائکہ کے ہمیشہ درود بھیجنے پر ایسے قرائن قایم کر دئے تو اب کون مسلمان ہوگا کہ باوجود اسکے اسمین تردد یا انکار کرے۔ مگر حق تعالی نے اوسپر بھی کفایت نہ کرکے اس جملہ کو لفظ اِنَّ کے ساتھ موکد فرمایا جو تردد اور انکار کے دفع کرنے کو لایا جاتا ہے کما فی التلخیص وان کان المخاطب مترددا فی الحکم طالبا له حسن تقويته بموكد وان كان منكرا وجب توكيده بحسب الانكار۔ اب یہان دیکھنا چاہئے کہ وہ کون لوگ ہونگے جنکا تردد

اور انکار اس کلام قدیم مین ملحوظ ہوا۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ زمانہ نزول آیۂ شریفہ
مین یا اہل ایمان تھے یا منافق یا کفار۔ کفار و منافقین تو اس خطاب مین
شریک ہی نہین اسلئے کہ مخاطب اہل ایمان ہین جو یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
کے ساتھ ندا کئے گئے ہین۔ اب رہے اہل ایمان یعنے صحابہ بفضلہ تعالی ایمان
اون حضرات کا اس درجہ تو ہی تھا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون کو
کوئی خبر دیتے تو بلا تردد مان لیتے تھے چہ جائیکہ خود حق تعالی اپنے کلام قدیم مین
خبر دی اور اونکو تردد ہو شان صحابیت ہرگز اسکو قبول نہین کر سکتی غرض
اونکا حال بھی مقتضی تاکید نہ تھا جب تینون اصناف موجودہ کے لحاظ سے
تاکید نہوئی تو ضرور ہوا کہ سوائے اون کے کوئی اور لوگ ہونگے جن کا لحاظ
اس تاکید مین کیا گیا اور یہ ممکن نہین کہ بغیر لحاظ کسی کے تردد اور انکار کے
اس کلام بلیغ معجز مین تاکید لائی گئی ہو۔ اگرچہ مصداق اونکا معین کرنا ہمارا
کام نہین۔ مگر ہر شخص کا ذہن بادنے تامل انہین آخری زمانے کے مسلمانو
کے تبادر ہوگا جن کا ایمان قرآن شریف پر تو ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو مستحق ایسے مدارج عالیہ کے نہین سمجھتے فی الحقیقت یہ کمال عنایت حق تعالی
کی ہے کہ تنبیہ فرمادیا تا سمجھ جائین کہ جب اس درجہ کی اعتنا بالشان اور
مشغولی دائمی اپنی اور ملائک کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوۃ مین
اس اہتمام سے بیان فرماتا ہے تو کسقدر عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہم لوگون کے دلون مین متمکن ہونا چاہئے۔ اگر اسپر بھی عقیدہ کو کچھ حرکت نہو
تو بارگاہ لاابالی مین کیا پرواہ ہان نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى کا عمل جاری ہے

فائدہ جب حق تعالی نے کمال عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اہتمام صلوۃ عالم ملکوت مین اور استمرار اپنی صلوۃ کا صراحۃً اور کنایۃً ہر طرح سے فرما دیا۔ عنایات ازلی نے جوش کیا اور توجہ اس طرف ہوئی کہ حضرت کے امتی بھی اس دولت عظمی اور ذریعہ قصوی سے بے نصیب نرہین اول اون کو یَا اَیُّہَا کہکر خواب غفلت سے جگایا تا ہوشیار ہوجاوین اور بگوش جان سنین کہ کیا ارشاد ہوتا ہے کیونکہ اہل عربیت نے تصریح کی ہے کہ لفظ اَیُّہَا تنبیہ کیواسطے ہے اہل ایمان تو پہلے ہی سے مستعد اور مشغول تھے چنانچہ پیشتر اوسکا حال معلوم ہو چکا اسپر یہ تنبیہ گویا تازیانۂ شوق ہوگئی اب تو یہ حضرات بیخود ہین اور مارے خوشی کے اپنے مین سماتے نہین۔ اول تو یہ خوشی کہ اپنے ہدیہ محقرہ کو بھی ایسی صلاحیت عطا ہوئی کہ بارگاہ باعث ایجاد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مین گزرانا جاسکے۔ اور اوسپر یہ سرفرازی کہ ایسے امر مین اشتغال مطلوب ہے جس کے طرف حق تعالی اپنی توجہ دائمی ظاہر فرماتا ہے اس حسن خطاب کا لطف وہی حضرات جانتے ہین جن کے دل ایمان اور محبت خدا و رسول سے مالامال ہین

فائدہ جب حق تعالی کو منظور ہوا کہ یہ باوقعت کام یعنے تحفہ صلوۃ بارگاہ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین گذرانا جن و انس سے بھی لیا جائے تو اونین سے اعلی درجہ کے افراد منتخب کرکے خطاب فرمایا یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ۔ کیونکہ مومنین وہ باوقعت اور معزز لوگ ہین کہ خدا تعالے کے نزدیک اون سے زیادہ کوئی بزرگ نہین چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس شیئ اکرم علی اللہ من المومن

طلمنش عن ابن عمر ذکر فی کنز العمال وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم المومن اکرم علی اللہ من الملائکۃ المقربین ابن النجار ذکرہ فی کنز العمال
ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن اللہ تعالی کے نزدیک
ملائکہ مقربین سے اور ہر چیز سے زیادہ تر بزرگ ہے اور ابن ماجہ مین روایت ہے
عن عبداللہ بن عمرو قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطوف بالکعبۃ
ویقول ما اطیبک واطیب ریحک ما اعظمک واعظم حرمتک والذی نفس محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) بیدہ لحرمۃ المومن اعظم عند اللہ حرمۃ منک مالہ ودمہ
وان نظن بہ الاخیرا ترجمہ عبداللہ بن عمرو کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو مین نے دیکھا کہ عین طواف خانہ کعبہ مین فرماتے تھے کہ کیا اچھا ہے تو
اور تیری خوشبو اور کیا عظمت ہے تیری اور تیرے حرمت کی خدا کی قسم
مومن کی حرمت اللہ تعالی کے نزدیک تجھ سے بھی زیادہ ہے انتہی ملخصاً
اور اہل ایمان کے شان مین صدیقین وشہدا کا لقب وارد ہے چنانچہ تفسیر
درمنثور مین امام سیوطی رح نے کئی حدیثین اس مضمون کے نقل کی ہین
منجملہ اون کے ایک یہ ہے واخرج ابن جریر عن البراء بن عازب سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول مومنوا امتی شہدا ثم تلا النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ
عِندَ رَبِّهِمْ ترجمہ براء بن عازب کہتے ہین مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے میری امت کے مومنین شہدا ہین پھر پڑھا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے والذین آمنوا الآیہ یعنے جو لوگ اللہ ورسول پر

ایمان لائے وہی لوگ اللہ تعالی کے نزدیک صدیقین وشہدا ہین انتہی
اور ایک روایت یہ ہے اخرج ابن ابی حاتم عن ابی ہریرہؓ انہ قال یوماً وہم
عندہ کلکم صدیق وشہید قیل لہ ماتقول یا ابا ہریرۃ قال اقرؤا والذین
آمنوا باللہ ورسولہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم ترجمہ ایک روز
ابوہریرہؓ نے اپنے رفقا سے کہا کہ تم لوگ سب صدیقین وشہدا ہو کسی نے
کہا اے ابی ہریرہ یہ کیا کہتے ہو کہا اگر تامل ہو تو اس آیت کو پڑہ لو والذین
آمنوا الآیہ اور اسمین یہ روایت بھی ہے واخرج عبد الرزاق وعبد ابن حمید عن
مجاہد قال کل مومن صدیق وشہید ثم تلا والذین آمنوا باللہ ورسولہ اولئک
ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم ترجمہ مجاہد نے کہا کہ ہر مومن صدیق وشہید
ہے اور استدلال مین یہ آیت پڑہی والذین آمنوا باللہ ورسولہ الآیۃ
تفسیر درمنثور مین اسی مضمون کی کئی روایتین ابن جریر اور ابن منذر اور ابن
ابی حاتم اور عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن حبان سے ذکر کی ہین جنکا
مطلب یہ ہے کہ مومنین کو مراتب صدیقین وشہدا کے حاصل ہین اور مومنین
وہ لوگ ہین جنکو گناہ کچہ ضرر نہین دیتا چنانچہ ارشاد ہے قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم کما لاینفع مع الشرک شئی کذلک لایضر مع الایمان شئی خط عن عمر
حل عن ابن عمر ذکرہ فی کنز العمال ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جیسا کہ شرک کے ساتھ کوئی چیز نفع نہین دیتی اسی طرح ایمان کے ساتھ
کوئی چیز ضرر نہین دیتی انتہی یعنے اہل ایمان کو گناہ سے کچھ ضرر نہین اہل ایمان
وہ لوگ ہین جنکی دل شکنی حق تعالی کو بالکل منظور نہین چنانچہ بخاری شریف

مین روایت ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی ما ترددت عن شئی انا فاعلہ ترددی عن قبض المومن یکرہ الموت وانا اکرہ مساءتہ الحدیث ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ جس کام کو مین کرنا چاہتا ہون اوسمین مجھے کبھی تردد نہین ہوتا جس قدر کسی ایماندار کی روح کے قبض کرنے مین ہوتا ہے کہ وہ موت کو مکروہ جانتا ہے اور مین اوسکے رنجیدہ کرنے کو مکروہ جانتا ہون انتہی اللہ اکبر مومن کی کیا شان ہے باوجودیکہ موت خود اوسکے حق مین ایک نعمت عظمی ہے مگر صرف اوسکی خاطر شکنی کے لحاظ سے حق تعالی کو اوسمین تردد ہوتا ہے اور اون لوگون کی بینائی کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالی کے نور سے دیکھتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ عزوجل تخ عن ابی سعید الحکیم الترمذی وسمویہ طب عد عن ابی امامۃ وابن جریر عن ابن عمر کذا فی الجامع الصغیر ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن کی فراست سے ڈرتے رہو وہ اللہ عزوجل کے نور سے دیکھتا ہے الحاصل اہل ایمان کے فضائل وخصوصیات بکثرت ہین جنمین سے چند بطور مشتی نمونہ از خروارے ذکر کیگئین۔ اب غور کیجئے کیا ہر مسلمان مستحق ان مراتب عالیہ کا ہوسکتا ہے یا ہر کس وناکس اپنے آپ کو مصداق ان کرامات کا سمجھ سکتا ہے واقع مین ایمان حقیقی نہایت ہی عزیز الوجود ہے فقط چند اعمال ظاہری سے یہ رتبہ نہین مل سکتا چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ

لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم

ترجمہ کہتے ہین گنوار ہم ایمان لائے کہو کہ تم ایمان نہین لائے لیکن یون کہو کہ فرمانبرداری ہمنے قبول کی اور ہنوز تمہارے دلونمین ایمان داخل نہین ہوا

اسی وجہ سے جب حارثہ بن سراقہ نے کہا اصبحت مومنا حقا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انظر ما ذا تقول یعنے دیکہو کیا کہتے ہو سمجہکر کہو جب صحابی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ استبعاد ظاہر فرمایا ہو تو ہر کس و ناکس کا ایمان کس شمار مین پورا واقعہ اوسکا یہ ہے جسکو ابن اثیر رح نے اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ مین ذکر کیا ہے عن انس قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمشی اذ استقبلہ شاب من الانصار فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف اصبحت یا حارثۃ قال اصبحت مومنا حقا قال انظر ما ذا تقول فان لکل قول حقیقۃ فما حقیقۃ ایمانک قال یا رسول اللہ عزفت نفسی عن الدنیا فاسھرت لیلی واظمات نہاری وکانی بعرش ربی عز وجل بارزا وکانی انظر الی اہل الجنۃ یتزاورون وکانی انظر الی اہل النار یتعاوون فیہا قال الزم عبد نور اللہ الایمان فی قلبہ فقال یا رسول اللہ ادع اللہ لی بالشہادۃ فدعا لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنودی یوما فی الخیل فکان اول فارس رکب واول فارس استشہد فبلغ ذلک امہ فجاءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ان یکن فی الجنۃ لم ابک ولم احزن وان یکن فی النار بکیت ما عشت فی دار الدنیا قال یا ام حارثۃ انہا لیست بجنۃ واحدۃ ولکنہا جنات وان حارثۃ فی الفردوس الاعلی فرجعت امہ وہی تضحک وتقول بخ بخ لک یا حارثۃ ترجمہ روایت ہے انس رضہ سے کہ ایکبار آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کہین تشریف لیجارہے تھے کہ ایک جوان انصاری سامنے آیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے پوچھا کس حالت مین تم نے صبح کیا
عرض کی اس حالت مین کہ سچا مومن ہون فرمایا دیکھو کیا کہتے ہو ہر بات کی ایک
حقیقت ہوتی ہے تبلاؤ تو تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے عرض کی مین نے
اپنے نفس کو دنیا سے علحدہ کیا راتین بیداری مین بسر کرتا ہون اور دن تشنگی مین
اب حالت یہ ہے کہ عرش رب العالمین کو گویا ظاہر دیکھ رہا ہون اور گویا دیکھ رہا
ہون کہ اہل جنت آپس مین ملاقات کر رہے ہین اور اہل نار دوزخ مین چلا رہے
ہین حضرت نے فرمایا اسی بات پر ہمیشہ رہو۔ تمہارے دل مین ایمان منور ہے
انھون نے عرض کی یا رسول اللہ میرے لئے شہادت کی دعا کیجئے حضرت نے
دعا کی تھوڑے دن نہین گذرے تھے کہ معرکہ جہاد پیش آیا وہ سب سے پہلے سوار
ہوے اور سب سے پہلے شہید ہوے جب اونکی والدہ کو اونکی شہادت کی خبر
پہونچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ
اگر میرا لڑکا جنت مین ہے تو نہ مین روؤنگی اور نہ غمگین ہونگی۔ اور اگر دوزخ مین
ہے تو عمر بھر روتی رہونگی۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اے ام حارثہ
جنت ایک نہین ہے بلکہ بہت سی ہین اور تمہارا فرزند فردوس اعلی مین ہے
یہ سنتے ہی وہ ضعیفہ ہنستی ہوئی لوٹین اور کہتی تہین واہ واہ اے حارثہ انتہی
مقصود یہ ہے کہ ایمان حقیقی کے دعوے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
استبعاد ظاہر فرمایا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حقیقت ایمان کچھ اور ہی ہے صرف
مومن کہدینا یا سمجھ لینا کافی نہین۔ ابن ابی ملیکہ کہتے ہین کہ تیس صحابیون سے

مجھے ملاقات ہے جسکو دیکھا اسی خوف مین پایا کہ مرتبہ صحابیت تو درکنار کہین
منافقون مین شریک نہون جیسا کہ بخاری شریف مین ہے قال ابن ابی
ملیکۃ ادرکت ثلاثین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخاف کلہم النفاق
علی نفسہ۔ اصل یہ ہے کہ ایمان کے تمام شرایط و لوازم جبتک پورے طور پر
نپائے جائین گویا ایمان ہی نہین چنانچہ امام احمد ابن حنبل اور بیہقی اور نسائی
اور ابن ماجہ نے انس سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین۔
کذا فی کنز العمال ترجمہ کوئی ایماندار نہین ہوتا جبتک میری محبت اپنی اولاد
اور والد اور سب لوگون سے بلکہ اپنی ذات کی محبت سے زیادہ نہو کما فی مسند
احمد ابن حنبل لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ کذا فی کنز العمال اور
مواہب لدنیہ مین بخاری شریف سے منقول ہے ان عمر بن الخطاب رضی
قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لانت یارسول اللہ احب الی من کل شیء الا من
نفسی التی بین جنبی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لن یومن احدکم حتی اکون
احب الیہ من نفسہ فقال عمر والذی انزل علیک الکتاب لانت احب الی
من نفسی التی بین جنبی فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الآن یاعمر ترجمہ ایکبار
عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ سوا اپنی ذات کے آپ کو
سب سے زیادہ دوست رکھتا ہون حضرت نے فرمایا جبتک میری محبت اپنے
نفس سے زیادہ نہو ایمان ہی نہین تب عمر رضی نے عرض کی قسم ہے خدا کی جس نے
آپ پر کتاب اتاری آپ کی محبت میرے نفس سے بھی زیادہ ہے فرمایا اب

ایمان کامل ہوا لے عمر انتہی۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ایمان والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان سے بھی زیادہ دوست رکھتے ہیں پھر جنکو یہ درجہ حاصل ہو تو ظاہر ہے کہ کس قدر درود شریف میں وہ شخص اہتمام کرتا ہوگا کیونکہ یہ ظاہر درود شریف بھی ایک دعاے خاص کا نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کیجاتی ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ آدمی جسکو زیادہ دوست رکھتا ہے اوسکے حق میں زیادہ دعا کیا کرتا ہے اسیوجہ سے ہر شخص پہلے اپنے واسطے دعا کرتا ہے اور پھر والدین وغیرہ کے واسطے۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنی ذات سے بھی زیادہ ہو تو حسب اقتضاے طبع درود شریف کو اپنی ذاتی دعا پر بھی مقدم کرنا لازم ہوگا۔ اس سے تو یہ بات ثابت ہے کہ درود شریف کو اپنی ذاتی دعا پر مقدم کرنا صرف مقتضاے ایمان ہے اسمین امر الہی کو کچھ دخل نہین۔ پھر جب ویسے لوگون کو حکم الہی بھی ہوگیا تو غور کرنا چاہیے کہ درود شریف کی کس درجہ وقعت اون کے نزدیک ہوگی۔

الحاصل خطاب یاایہا الذین آمنوا صلوا علیہ کے مخاطب اولاً و بالذات مومنین ہین جنکے احوال کسی قدر ابھی مذکور ہوے اور وہی لوگ اس خطاب اور درود شریف کی عظمت کو جانتے بھی ہین اور اون کے سوا عموماً اہل اسلام گویا انکے طفیلی ہین۔ اس تقریر سے فی الجملہ ایک شناخت بھی حاصل ہوگئی کہ جسکے نزدیک درود شریف کی عظمت نہو تو سمجھہ سکتے ہین کہ اوسمین اس خطاب کی قابلیت ہی نہین شیخ ابو منصور ماتریدی رح نے تفسیر مین لکھا ہے کہ جن آیات مین زیادت ایمان کا ذکر ہے مثل وَاِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُنَا زَادَتۡهُمۡ

ایمانا فاما مراد اس سے تفصیل ہے یعنے قبل نزول آیات کے ایمان اجمالی تھا
کہ ما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سچ ہے پھر جب آیات بدفعات نازل ہوئین
اوسکی تفصیل ہوئی اور اصل کیفیت ایمان مین کوئی زیادتی نہوئی۔ پھر خیالی شارح
عقاید نسفی پر وغیرہ نے اس تقریر پر بھی اعتراض کیا ہے کہ تفصیل مین بنظر اجمال
کے زیادتی ہوتی ہے مگر ماتریدی کے قول پر یہ اعتراض نہین آسکتا اسلئے
کہ اگر تفصیل مین زیادتی ہوئی تو مصدق بہ کی توضیح مین ہے نہ نفس ایمان و تصدیق
مین کیونکہ کیفیت اذعانی دونون وقت مین یکسان ہے جو ممتاز ہے ظن وغیرہ سے
ہان مصدق بہ اجمال کے وقت اور تھا اور تفصیل کے وقت اور ہوا توضیح
اوسکی اس مثال مین ہوجائیگی کہ جب کوئی دلیل بیان کیجاتی ہے اور اوسپر کوئی
شخص اعتراض کرتا ہے تو اکثر اعتراض ختم ہونیکے پیشتر مجیب کے ذہن مین
جواب اوسکا خطور کرجاتا ہے اس خطور کرنیکے وقت جو چیز اوسکے ذہن مین تھی
وہ اجمال ہے پھر اوسکو جو واضح کرکے بیان کرتا ہے وہ تفصیل ہے فرق دونون
مین ظاہر ہے کہ اجمال گویا ایک امر آنی ہے اور تفصیل دیر طلب لیکن باعتبار
انکشاف جواب کے دونو برابر ہین اسی وجہ سے بمجرد اس خطور کے مجیب اپنی
مین ایک کیفیت انشراح اور فرحت کی پاتا ہے جو جواب دینے پر مرتب ہوتی ہے
پس اصل جواب جسکی تفصیل دیر تک کیجاتی ہے وہی ہے جو اجمال مین موجود تھا
یعنے تفصیل کے وقت جواب کوئی دوسرا نہوا جو اجمال مین تھا اسیطرح ما جاء بہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق جب اجمالاً ہوگئی تو ہر ایک آیت سننے کے وقت
اسی تصدیق اجمالی کا ظہور ہوگا کوئی نئی تصدیق ایسی پیدا نہوگی جو اس اجمال

سے خارج ہو کیونکہ ہر آیت ما جاء بہ کے افراد سے ہے جسکی تصدیق پہلے ہو چکی
ہاں تفصیل کے وقت ایک نئی بات یہ ہوتی ہے کہ علم اس آیت کے مضمون کا
حاصل ہوتا ہے جو اجمال کے وقت نہ تھا مثلاً بعد تصدیق ما جاء بہ کے موسیٰ
علیہ السلام کا قصہ سنا تو اس واقعہ کا علم نیا حاصل ہوا اور یہ بات دوسری ہے
سوا اسکے اور دلایل و توجیہات امام صاحب کے مذہب کے کتب مطولہ
مین مذکور ہین۔ مگر یہان یہ دیکھنا چاہیے کہ امام صاحب نے اس مسئلہ مین جو
اسقدر تشدد کیا ہے اوسکا منشا کیا ہے اور کتاب و سنت بھی اسکی مساعد ہین
یا نہین۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مدار مناط اقرار و عمل کا صرف تصدیق قلبی ہے
یعنے جبتک تصدیق نہو عند اللہ نہ اقرار مفید ہے نہ عمل کما قال تعالےٰ
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ
وقال تعالیٰ فی الکفار اُولٰئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ اگرچہ یہ بھی مسلم
ہے کہ صرف تصدیق باوجود مخالفت و انکار کے مفید نہین جیسے بعض کفار
خدائے تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدیق تو کرتے ہین مگر امتثال سے انکار
کرتے ہین لیکن کلام اسمین ہے کہ تصدیق کے ساتھ انقیاد ہو تو ضرور مدار اقرار و عمل کا
تصدیق پر ہوگا اور مدار تصدیق کا واقع مین نہ اقرار پر ہوگا نہ عمل پر گویا بحسب
استدلال کے معاملہ بالعکس ہے جس سے معلوم ہوا کہ عمدہ اور اصل شے دین مین تصدیق
قلبی ہے اور سوا اوسکے اوسکے اشیا یا شروط ہونگے یا لوازم و فروع پس ضرور ہوا
کہ جہانتک ہو سکے کمال درجہ کا اہتمام اصل ایمان یعنے تصدیق مین کیا جا
تا کہ کوئی شخص اوسمین مساہلت اور سہل انگاری نہ کرسکے اسلئے امام صاحب نے

فرمایا کہ ایمان کل کا یکسان ہے کچھہ کمی زیادتی نہین اور اس قسم کا تشدد فتوی
مین بلحاظ مصلحت خاص ماثور بھی ہے کما ورد فی الخبر قال شقیق بن سلمۃ کنت
جالسا بین عبد اللہ و ابی موسی فقال ابو موسی یا ابا عبد الرحمن ارایت لو ان
رجلا اجنب فلم یجد الماء شہرا اما کان یتیمم فقال لا و ان لم یجد الماء شہرا فقال ابو موسی
فکیف تصنعون بھذہ الایۃ فی سورۃ المائدہ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا
صَعِيْدًا طَيِّبًا فقال ہذا لا شک اذا برد علیھم الماء ان یتیمموا بالصعید الحدیث
رواہ البخاری و ابوداؤد و اللفظ لہ ترجمہ شقیق کہتے ہین کہ مین بیٹھا ہوا تھا عبد اللہ
بن مسعودؓ اور ابو موسیؓ کے بیچ مین پس کہا ابو موسیؓ نے عبد اللہؓ سے اے ابا
عبد الرحمن جب کوئی جنب ہوا اور پانی نہ پاے تو کیا تیمم نہ کرے کہا عبد اللہ نے
ہان نہ کرے اگرچہ مہینا بھر پانی نہ پاے کہا ابو موسی نے کیا کروگے تم اس آیت
مین جو سورہ مائدہ مین ہے فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا
پس کہا عبد اللہ بن مسعودؓ نے اگر رخصت تیمم کی دیجاے تو یہ نوبت پہنچ جایگی
کہ پانی سرد ہوتے ہی لوگ مٹی سے تیمم کرنے لگ جائینگے انتہی اور عبد اللہ
بن مسعود وہ شخص ہین کہ جنکی فقاہت کو جملہ صحابہ تسلیم کرتے تھے اور فضائل
مین انکے کئی احادیث وارد ہین جسمین ایک یہ ہے عن علیؓ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت مستخلفا احدا من غیر مشورۃ لاستخلفت ابن ام عبد رواہ
ابن ماجہ فی باب عبد اللہ بن مسعود ترجمہ روایت ہے علیؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر مین کسی کو بغیر مشورت کے خلیفہ بناتا تو ابن ام عبد
کو یعنے عبد اللہ ابن مسعود کو خلیفہ بناتا انتہی جبتک تصدیق قلبی پورے طور سے

نہو ایمان کا وجود ہی نہین ہوتا تا ہر مومن تردد ات اور شکوک کو دل سے دور
کرے برخلاف اوسکے جو کمی و زیادتی ایمان کی صورت مین یہ گنجایش ملسکتی ہے
کہ مومن یہ نہین اگرچہ شک ہو ایمان تصور کرلے اور سمجھے کہ وجود ایمان کا
تو ہوگیا کامل نہین ناقص ہی سہی حالانکہ یہ ایمان ہی نہین کیونکہ شک تو
کیا ظن بھی ایمان نہین ہوسکتا کما فی البخاری قال ابن مسعودؓ الیقین الایمان
کلّہ اور کل محدثین کے نزدیک بھی یہی ہے کہ ایمان مین تصدیق قلبی ضرور
چاہیئے الحاصل مقصود امام صاحب رح کا یہ ہے کہ بغیر تصدیق قلبی کے ایمان
تحقق نہین ہوتا اور یہی تصدیق و یقین ایمان ملائکہ وغیرہم کا ہے۔ رہی
یہ بات کہ مراتب یقین کے متفاوت ہین سو یہ امر آخر ہے کلام نفس یقین
مین ہے۔ اسی وجہ سے امام فخر الدین رازی رح نے کہا ہے کہ یہ نزاع لفظی
ہے جن کے نزدیک ایمان نفس تصدیق کا نام ہے قایل زیادت و نقصان
کے نہین اور جن کے نزدیک اعمال داخل ایمان ہین زاید و ناقص ہوگا کما م
انتفا اس تقریر سے وہ اعتراض صاحب مواقف کا کہ نفس کیفیت تصدیق کم و زیادہ ہوتی ہے
دفع ہوگیا کیونکہ امام رازی رح کے نزدیک یہ بات محقق ہے کہ منشا اس اختلاف
کا اختلاف تعریف ایمان ہے۔ اور یہ بات ظاہر بھی ہے اسلیئے کہ خود محدثین
تعریف ایمان مین اقرار و عمل کو ظاہرا داخل کیا کرتے ہین ہان اگر محدثین
تعریف ایمان مین مثل امام صاحب کے صرف تصدیق کو ایمان کہتے تو
یہ اعتراض امام رازی رح پر وارد ہوتا الحاصل مقصود امام صاحب کا یہی ہے
کہ آدمی وہ تصدیق واقعی حاصل کرے جسکے ساتھ کسی قسم کا شک و شبہ نہو

پھر اگر اس سے زیادہ کوئی درجہ پایا جاوے تو اوسکو اطمینان کہینگے کما قال اللہ تعالےٰ
وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ
قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ترجمہ اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام
نے اے رب میرے دکھا مجھکو کہ کیسا زندہ کرتا ہے تو مردہ کو فرمایا حق تعالےٰ نے
کیا ایمان نہین لایا تم نے کہا کیون نہین یعنے ایمان تو لایا لاکن غرض یہ ہے کہ
دل میرا مطمئن ہو جاوے انتہی پس معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد ایک درجہ اس سے
بڑھکر ہے جسکو اطمینان کہتے ہین البتہ اوسمین عام مومنین کو حصہ نہین ہے
اسی طرح خواص کو ایک اور خصوصیت حاصل ہے جو عمل سے متعلق ہے وہ یہ ہے
کہ ہمیشہ منشاء عمل کا وہان نفس ایمان ہوا کرتا ہے جسمین کسی غرض نفسانی کو دخل
نہین اور یہ بات عامیون مین کمیاب ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ ایمان تو وہی تصدیق خاص ہے جسکا متعلق توحید و رسالت و ما جاء بہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ہے مگر اوسکے مقارن کیفیت عملی ہوگی خواہ وہ عمل دل
سے متعلق ہو جیسے رضا و تسلیم و توکل وغیرہ خواہ جوارح سے مثل نماز و روزہ
وغیرہ اسلئے کہ منشا ہر عمل کا دل مین ہوتا ہے پھر اگر وہ منشا درست ہے تو عمل جو
اوسپر متفرع ہے درست ہوگا ورنہ قابل قبولیت کے نہوگا کما فی الحدیث عن عمر
بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات و
انما لامرئ ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ و رسولہ فہجرتہ الی اللہ و الی رسولہ و من
کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او امراۃ یتزوجہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ متفق علیہ
کذا فی المشکوۃ ترجمہ روایت ہے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین معتبر ہوتے عمل مگر ساتھ نیتون کے اور نہین ہے
واسطے کسی کے مگر وہ چیز کہ نیت کی پس جو شخص کہ ہووے ہجرت اوسکی طرف اللہ
اور رسول اوسکے پس ہجرت اوسکی طرف اللہ اور رسول کے ہے اور جو شخص کہ
ہو ہجرت اوسکی طرف دنیا کے کہ پہنچے اوسکو یا طرف عورت کے کہ نکاح کرے
اوس سے پس ہجرت اوسکی طرف اوس چیز کی ہے کہ ہجرت کی طرف اوس کے
روایت کی یہ بخاری و مسلم نے انتہی اسی وجہ سے جن اعمال کا منشا ریا و سمعہ وغیرہ
اعراض نفسانی ہون مردود ہین کما ورد فی الاحادیث الکثیرۃ پھر اگر منشا عمل
صرف ایمان ہو تو ایک نورانیت دل مین پیدا ہوتی ہے یا یون کہئے کہ اس
نورانیت کی وجہ سے اعمال صالحہ پیدا ہوتے ہین الحاصل منشا اعمال صالحہ
کے ساتھ ایک نورانیت دل مین ہوتی ہے جسکی نسبت حق تعالی فرماتا ہے
أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ترجمہ جس کا
سینہ اللہ تعالی اسلام کیلئے کہولدیتا ہو سو وہ نور مین ہو اپنے رب کے طرف سے اگر یہان اسلام
معنی انقیاد ظاہری ہو جو مقابل ایمان ہو تو ظاہر ہے کہ رتبہ نورانیت کا بعد ایمان کے
ہوگا اور اگر مطلق انقیاد مراد ہو جسمین ایمان بھی شریک ہو جب بھی نورانیت مقارن
ایمان ہوگی نہ عین ایمان اسلئے کہ ایمان ظاہرا امر کسبی ہو جسکے سب مامور ہین اور نورانیت امر
وہبی ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان ینظر من نور اللہ الایمان فی قلبہ فلینظر الی ابی
ہٰذا الحدیث رواہ الدارقطنی فی سننہ المسمی بالمجتبی فی سنن المصطفی ترجمہ
فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو خوش آوے یہ کہ دیکھے طرف اوس شخص

کے جس کے دل مین اللہ تعالی نے ایمان کو نورانی کیا تو چاہئے کہ دیکھے ابی ہند کو
انتہی اب یہان نظر تفصیلی مین کئی چیزین دکھائی دیتی ہین - ایک نفس ایمان
دوسری نورانیت - تیسری نیت جو منشاء عمل اور مدار صلاحیت و عدم صلاحیت
عمل ہے بحسب حدیث شریف انما الاعمال بالنیات کے - چوتھا عمل مگر جب
عمل نفس ایمان ہو تو اون مراتب مین تقدیم و تاخیر ہو جائیگی اسلئے کہ ایمان
لانیکے وقت نیت ایمان پر بھی مقدم ہوگی سواے اس ایک صورت کے
سب صورتون مین رتبہ ایمان کا نیت پر مقدم ہوگا پھر اگر عمل فعل جوارح سے
ہو تو خود بنفسہ ممتاز ہے اور اگر فعل قلب سے ہو تو ان سب امور و مدارج کا
وجود دل مین ہوگا اگرچہ اجتماع اونکا محل واحد مین ہے مگر باہم فی نفسہ ممتاز
ہین اور باوجود امتیاز کے ارتباط و تعلق ہر ایک کا دوسرے سے کچھ ایسے
طور پر ہے کہ گویا باہم شیر و شکر ہین پس اس مقارنت کی وجہ سے اطلاق
ایک کا دوسرے پر ہو سکتا ہے جیسا کہ بجاے سال الماء کے سال المیزاب
کہتے ہین کما ہو مصرح فی المعانی پس زنا و سرقہ کے وقت ایمان کا جدا ہونا جو
اس حدیث شریف مین ہے عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا
ازنی العبد خرج منہ الایمان فکان فوق راسہ کالظلۃ فاذا خرج من ذلک العمل
عاد الیہ الایمان رواہ الترمذی اوسکا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نورانیت
جو مقارن ایمان ہے جدا ہو جاتی ہے کیونکہ بظاہر اوس فعل کے وقت اصل
ایمان یعنے تصدیق سے اوس شخص کو کچھ تعرض نہین ہے بلکہ منشا اوسکا ایک غرض
نفسانی ہوتی ہے پھر جب تصدیق سے اوسکو کچھ تعرض نہو تو ایمان کا زائل ہونا

اس حدیث شریف سے ثابت ہے جسکو طبرانی نے روایت کیا ہو کما فی کنز العمال

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یخرج احدکم من الایمان الا بجحود ما دخل فیہ ۔ طس ۔ ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہرگز نہ نکلے گا کوئی تم مین کا ایمان سے مگر بسبب انکار کرنے اوس چیز کے جو اوسمین داخل ہوئی انتہی یعنے جحود جو منافی ایمان ہے جبتک نپایا جاوے ایمان نہین جاتا اور محدثین کے نزدیک بھی یہی بات ہے کہ اس قسم کا کفر جو احادیث مین وارد ہے بنا بر تغلیظ ہے یعنے حقیقی نہین جو ضد ایمان ہے جیسا کہ امام ترمذی رح نے اس حدیث شریف کے تحت مین لکھا ہے من اتی حایضا او امراۃ فی دبرہا او کاہنا فقد کفر بما انزل علی محمد انتہی وانما ہذا عند اہل العلم علی التغلیظ اور امام ترمذی رح نے جامع کے باب لایزنی الزانی وہو مومن مین لکھا ہے وہذا قول اہل العلم لا نعلم احدا کفر احدا بالزنا والسرقۃ وشرب الخمر وقال صاحب المواقف ومن وجوہ المعتزلۃ نحو قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لایزنی الزانی وہو مومن ولا ایمان لمن لا امانۃ لہ قلنا مبالغۃ ثم انہا معارضۃ بالاحادیث الدالۃ علی انہ مومن وانہ یدخل الجنۃ حتی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی ذر لما بالغ فی السوال عنہ وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر انتہی ۔ پس معلوم ہوا کہ حدیث زنا و سرقہ وغیرہ مین اطلاق ایمان کا اصل ایمان پر نہین بلکہ نورانیت پر ہے ۔ اسی طرح اطلاق ایمان کا مشاعل پر اس حدیث شریف مین معلوم ہوتا جو باب شفاعت مین وارد ہو جو برابر ایمان اور حبہ برابر ایمان اسلئے کہ بخاری شریف مین بجاے لفظ ایمان کے لفظ خیر کی بھی روایت ہے جیسا کہ قریب نقل کیجاے گی تو جاننا ہے

ایمان سے بھی مراد خیر ہی ہو نہ یہ کہ خیر سے مراد یہان ایمان ہے جیسا کہ ابن تیمیہ نے
کتاب شرح الایمان مین لکہا ہے اسلئے کہ حدیث صحیح مین وارد ہے جسکو بخاری
اور مسلم نے روایت کیا ہے قیامت مین کہ حکم ہوگا شفاعت کرنیوالون کو کہ
جس کے دل مین دینار یا نصف دینار یا ذرہ برابر خیر ہو اوسکو دوزخ سے نکالو
پس نکالین گے وہ اس قسم کے سب لوگون کو پہر عرض کرین گے ربنا لم نذر فیہا
خیرا یعنے کوئی خیر ہمنے دوزخ مین نہین چھوڑی یعنے سب اہل خیر کو نکال لیا پس ارشاد
ہوگا کہ انبیا وغیرہم شفاعت کر چکے اور باقی نرہا کوئی سوائے ارحم الراحمین کے
پس نکالیگا حق تعالی ایک قبضہ جسمین نکل آئین گے وہ لوگ جنھون نے کبھی
نیک کام نہین کیا تھا اور وہ حدیث شریف یہ ہے فیقول ارجعوا فمن وجدتم
فی قلبہ مثقال دینار من خیر فاخرجوہ فیخرجون خلقا کثیرا ثم یقول ارجعوا فمن وجدتم
فی قلبہ مثقال نصف دینار من خیر فاخرجوہ فیخرجون خلقا کثیرا ثم یقول ارجعوا
فمن وجدتم فی قلبہ ذرۃ من خیر فاخرجوہ فیخرجون خلقا کثیرا ثم یقولون ربنا
لم نذر فیہا خیرا فیقول اللہ شفعت الملئکۃ وشفع النبیون وشفع المؤمنون ولم
یبق الا ارحم الراحمین فیقبض قبضۃ من النار فیخرج منہا قوما لم یعملوا خیرا قط الحدیث
رواہ البخاری ومسلم بطولہ کذا فی المشکوۃ تو معلوم ہوا کہ یہ حدیث گویا تفسیر ہے
اوس حدیث شریف کی جسمین لفظ شعیرۃ من ایمان وادنی ادنی حبۃ من ایمان
وارد ہے اور یہ حدیث بھی اوسکی موید ہے فاقول (ای النبی صلی اللہ علیہ وسلم)
یارب ائذن لی فیمن قال لا الہ الا اللہ قال لیس لک ذلک ولکن وعزتی وجلالی
وکبریائی وعظمتی لاخرجن منہا قال لا الہ الا اللہ متفق علیہ کذا فی المشکوۃ الحاصل

جملہ شفاعت کرنیوالون کی شفاعت اون لوگون کو ہوگی جنمین کسی قدر نشاء عمل پایا جاوے اگرچہ ذرہ برابر ہوا ور حق تعالی جنکو خود نکالیگا اونمین سوائے ایمان کے کسی قدر بھی نشاء عمل کا نہوگا اگر کہا جائے کہ شاید وہ لوگ اہل فترۃ سے ہونگے تو یہ نہین ہوسکتا اسلیئے کہ اونکا اہل لا الہ الا اللہ ہونا ثابت نہین اور سوائے اس کے حدیث شریف مین وارد ہے کہ جب وہ عذر کرین گے تو ایک رسول بہیجا جائیگا جسکی امتثال سے جنت مین اور عدم امتثال سے دوزخ مین جائینگے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے جسکو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اسود بن سریع اور ابی ہریرہؓ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما الذی مات فی الفترۃ فیقول ما اتانی لک رسول فیاخذ مواثیقہم لیطیعوہ فیرسل الیہم ان ادخلوا النار فمن دخلہا کانت علیہ بردا وسلاما ومن لم یدخلہا سحب الیہا حمرت الحدیث کذا فی کنز العمال اس سے معلوم ہوا کہ مثقال ذرۃ من ایمان مین ایمان سے مراد نشاء عمل ہے جو کم زیادہ ہوتا ہے نہ ایمان بمعنی تصدیق اور یہان اطلاق عمل پر اسوجہ سے نہین کیا گیا کہ تصریح فمن وجدتم فی قلبہ کی ہرجا سے پر اس سے آیا کرتی ہے اسی طرح اطلاق ایمان کا قول وعمل پر اس حدیث شریف مین معلوم ہوتا ہے جو کنز العمال مین ہے الایمان قول وعمل اور جو ابن ماجہ مین ہے عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان معرفۃ بالقلب وقول باللسان عمل بالارکان اسلیئے کہ خود حدیث شریف سے ایمان وعمل مین مغایرت ثابت ہے کما فی کنز العمال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان والعمل شریکان فی قرن

لایقبل اللہ احد بہا الا بصاحبہ اب رہی وہ حدیث شریف جسمین صراحتہً الایمان یزید و ینقص وارد ہے تو اوسمین بھی زیادتی و نقصان کا رجوع اسی کیف علمی کے طرف معلوم ہوتا ہے جیسا اوپر گذرا کیونکہ حدیث شریف مین مصرح ہے الایمان قول و عمل یزید و ینقص جب ایمان مجموع قول و عمل سے تعبیر کیا گیا تو زیادتی بھی راجع مجموع کے طرف ہوگی الحاصل امام صاحب انہین وجوہات سے کہتے ہین کہ کمی زیادتی نفس ایمان مین نہین بلکہ مقارنات ایمان مین ہے۔ پھر جسمین مقارنات ایمانیہ علی وجہ الکمال پائے جاوین وہ شخص کامل الایمان اور منجملہ خواص کے ہوگا۔ اور عامی برخلاف اوسکے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف عمل سے بھی کچھ نہین ہوتا جبتک مقارنات ایمانیہ معتد بہا نہ ہون چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے عن ابی سعید الخدری رضی قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یقسم قسما اذا اتاہ ذوالخویصرۃ وہو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللہ اعدل فقال ویلک ومن یعدل اذا لم اعدل قد خبت وخسرت ان لم اکن اعدل فقال عمر یا رسول اللہ ائذن لی فیہ فاضرب عنقہ فقال دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلاتہ مع صلاتہم وصیامہ مع صیامہم یقرأون القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ الحدیث رواہ البخاری

ترجمہ روایت ہے ابی سعید خدری رضی سے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ آیا ایک شخص قبیلہ بنی تمیم کا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدل کیجئے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرابی ہو تیری کون عدل کریگا جب مین عدل نکرون تو محروم و بے نصیب ہو جاوے گا

اور نقصان پائیگا تو۔ عرض کیا عمرؓ نے یا رسول اللہ حکم دیجیے کہ گردن مارون مین
اوسکی۔ فرمایا چھوڑ دو اوسکو کہ اوسکے ساتھ والے ایسے لوگ ہین کہ حقیر سمجھوگے
تم لوگ اپنی نماز کو اونکی نماز کے مقابلہ مین اور روزونکو اپنے اونکے روزون کے
مقابلہ مین۔ پڑھتے ہین وہ لوگ قرآن مگر حلق سے اونکے تجاوز نہین کرتا اور
بھاگتے ہین دین سے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے روایت کیا اوسکو بخاری
نے انتہی اب اس عمل کو دیکھیے کہ کس درجہ کا ہوگا جو صحابہ کا عمل اونکے مقابلہ
مین حقیر معلوم ہو پہر آخر کیا ہوا وہان تو دین ہی کا ٹھکانا نہین۔ یہ تو ایسا ہوا
جیسا کسی شخص کا قول ہے پیرا ہمہ دارد و ایمان ندارد خلاصہ یہ ہے کہ صرف
عمل مفید نہین جبتک مقارنات ایمان جو متعلق عمل ہین درست نہون اور
قریب قریب اسی تقریر کے ہے وہ جو ابن بطال رح نے شرح بخاری شریف
مین نقل کیا ہے حیث قال قال المهلب الذرة اقل الاشياء الموزونات وهي
في هذا الحديث التصديق الذي لا يجوز ان يدخله النقص وما في البرة والشعيرة من
الزيادة فانما هي زيادة من الاعمال يكمل التصديق بها وليست زيادة في التصديق
بها وقد مناه انه لا ينقص التصديق فان قيل فانه لما اضاف هذه الاجزاء التي في الشعيرة
والبرة الزائدة على الذرة الى القلب دلت انها زيادة من التصديق لا من
الاعمال فالجواب انه لما كان الايمان التام انما هو قول وعمل والعمل لا يكون
الا بنية واخلاص من القلب جاز ان يسب العمل الى القلب اذ تمامه بتصديق
القلب وقد عبر عن هذه الاجزاء من الايمان مرة بالخير ومرة بالايمان وكل ذلك
سائغ واسع وقوله يخرج من النار من قال لا اله الا الله يدل ان ما ذكر بعدها من الذرة

والبرۃ والشعیرۃ ہی من الاعمال والطاعات اذ الامۃ مجتمعۃ علی ان قول لا الٰہ الا اللہ ہو صریح الایمان والتصدیق الذی شبہ بالذرۃ عمل القلب ایضًا انتہی۔

فائدہ مواہب اللدنیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علما رحمہم اللہ نے اختلاف کیا ہے کہ امر صلوا علیہ وجوب کے واسطے ہے یا نہین اور اگر ہے تو درود شریف مثل کلمہ شہادت کے عمر بہر مین ایک بار پڑہنا فرض ہے۔ یا خاص خاص اوقات مین مثل نماز وغیرہ کے۔ یا عموماً جمیع اوقات مین بقدر امکان۔ لیکن تفسیر احمدی مین لکہا ہے کہ نفس وجوب صلوۃ مین کسی کو خلاف نہین بلکہ صرف اوقات مین اختلاف ہے کما قال ان الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واجبۃ لقولہ تعالی ان اللہ وملئکتہ الآیۃ وہذہ الآیۃ التی تدل علی وجوب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ لا خلاف للعلماء فی ان ہذا الامر للوجوب وانما الخلاف فی اوقاتہ اور قاضی عیاض رح نے شفا مین لکہا ہے اعلم ان الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرض علی الجملۃ غیر محدود بوقت لامر اللہ تعالی بالصلوۃ وحمل الائمۃ والعلماء لہ علی الوجوب اجمعوا علیہ وحکی ابو جعفر الطبری ان محمل الآیۃ عندہ علی الندب وادعی فیہ الاجماع ولعلہ فیما زاد علی مرۃ ظاہرا وجوب ہی کی دلیل ٹھیک معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ صلوا اور سلموا صیغے امر کے ہین اور اصول فقہ مین بدلائل عقلیہ ونقلیہ ثابت ہے کہ امر خاص وجوب کے واسطے وضع کیا گیا ہے اسی وجہ سے عند الاطلاق اوس سے وجوب ہی سمجہا جاتا ہے نہ استحباب وغیرہ چنانچہ توضیح مین لکہا ہے لما علم ان المطلق ینصرف الی الکامل لزم ان الامر المطلق یکون امرًا کاملًا بان یکون ایجابًا

فان الامر الذی للاباحۃ والندب ناقص فی کونہ امراً اور جہان امر اباحت وغیرہ کے واسطے ہوتا ہے وہان قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہر اس آیہ شریفہ مین قطع نظر صیغہ امر کے اگر قراین دیکھے جائین تو قرینے بہی وجوب ہی پر قایم ہین اسلئے کہ حق تعالی نے قبل امر کے تمہیداً اپنا اور ملائکہ کا ہمیشہ درود بہیجنا ظاہر فرمایا جس سے اعتنا بالشان درود شریف کا کمال درجہ پر ظاہر ہے۔ جب عالم علوی مین اسقدر اہتمام ہو تو امت کو بطریق اولی اوسمین مشغولی چاہیے خصوصاً جب امر ہوگیا تو امتثال امر کی دو بالا ضرورت ہوگئی یہی قرینہ وجوب ہوسکتا ہے ورنہ سیاق وسباق مین مناسبت نہوگی حالانکہ مناسبت ضرور ہے کمافی التوضیح

سیاق الآیۃ لایجاب اللہ تعالی اقتدار المومنین باللہ وملائکتہ فی الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلابد من اتحاد معنی الصلوۃ من الجمیع لانہ لوقیل ان اللہ یرحم النبی صلی اللہ علیہ وسلم والملئکۃ یستغفرون یا ایہا الذین آمنوا ادعوا لہ کان ہذا الکلام فی غایۃ الرکاکۃ مقصود اس استدلال سے اسیقدر ہے کہ سباق وسیاق مین مناسبت نہونے سے کلام رکیک ہوجاتا ہے۔ اب رہا یہ کہ جب استمرار صلوۃ ضرور ہو تو اور ضروریات طبعیہ وشرعیہ کیونکر ادا ہون سو اسکو یون سمجہنا چاہیے کہ اوقات اون امور کے عقلاً وعادۃً مستثنے ہین **الحاصل** اس آیہ شریفہ مین قرینہ استمرار و مداومت کا بھی موجود ہے پس صلوا علیہ اور اقیموا الصلوۃ جیسے نفس وجوب مین برابر ہین اسی طرح استمرار مین برابر ہین اور جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوقات نماز کے معین فرمائے ویسا ہی اوقات درود شریف کے بھی معین فرمائے ہان فرق اتنا ہی کہ تعین اوقات نماز بتواتر ثابت ہے اور تعین اوقات درود شریف باخبار احاد مگر جب تمامی

حدیثین دیکھی جائین جنمین درود شریف پڑہنے کا امر اور ترغیبین اور نہ پڑہنے پر ترہیبین اور تہدیدین اور اوقات کثیرہ مختلفہ کی تعیین اور ان مان واماکن کی تعمیم بتصریح وارد ہے تو اتنا تو بتواتر معنوی ضرور ثابت ہوگا کہ درود شریف کی کثرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور ہے اور یہ تواتر ایسا ہوگا جیسے معجزات مین کہا جاتا ہے کہ ہر معجزہ مین اخبار احاد وارد ہین اور اون احادیث نفس معجزہ کا ثبوت بتواتر معنوی ہوتا ہے اسلئے کہ مجموع پر وہ احکام مرتب ہوتے ہین جو اجزاء پر نہین ہو سکتے مثلاً ظاہر ہے کہ ایک بال کسی مصرف کا نہین ہوتا پہر اگر انہین سو بالون سے ایک رسی بنائی جاوے تو نہایت مضبوط ہوگی دیکھیے مجموع مین ایک صفت جدیدہ ایسی قایم ہوئی جو کسی جزء مین نہ تھی اسی طرح مجموع احاد مین صفت تواتر قایم ہوئی جس سے مطلق معجزہ کا ثبوت بتواتر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ وجود مطلق کا بغیر افراد کے ممکن نہین پس معلوم ہوا کہ وجود مطلق من حیث انہ وجد فی الافراد متصف بصفت تواتر ہے اور اسی مطلق کے معنی کثرت اجمالی ہین۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ مطلق معجزہ کا ثبوت بتواتر حقیقی ہے اسلئے کہ جتنے احاد ہین نفس خرق عادت ومعجزہ پر متفق اللفظ ہین اسی کا نام تواتر حقیقی ہے کما قال شہاب الدین الخفاجی رح فی شرح الشفا التواتر الحقیقی ان یخبر جماعۃ من جماعۃ الی آخرہ یوئس تواطؤہم علی الکذب فی خبر واحد متفق اللفظ والمعنی البتہ ثبوت کثرت کا اسطور پر نہین بلکہ مجموع احادیث کثرت اجمالی مستفاد ہوتی ہے اور یہ تواتر معنوی ہے کما قال الخفاجی رح والتواتر المعنوی ہو حصول العلم القطعی من مجموع امور جزئیۃ واخبار واردۃ مستفیضۃ خلاصہ یہ ہوا کہ جیسے

کثرت احادیث احاد سے ثبوت مطلق معجزہ کا بتواتر ہوتا ہے ویسا ہی کثرت اجمالی
معجزات کی بھی بتواتر معنوی ثابت ہے کما فی الشفا قال بعض ائمتنا یجری ہذا المجری
علی الجملۃ انہ قد جری علی یدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ایات وخوارق عادات ان لم
یبلغ واحد منہا بعینہا القطع فیبلغہا جمیعہا فلا مریۃ فی جریان معانیہا علی یدیہ ولا
یختلف مومن ولا کافر انہ جرت علی یدیہ العجائب اب یہان چند حدیثین وہ
ذکر کیجاتی ہین جسمین درود شریف کے اوقات معین فرمائے ہین منجملہ اون کے
وقت طہارت ہے کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا وضوء لمن لم یصل علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابن مسعود وفی روایۃ ابی عاصم
عن سہل بن سعد لا وضوء لمن لم یصل الحدیث ذکرہما القسطلانی فی مسالک الحنفا
ترجمہ روایت ہے ابن مسعودؓ اور سہل بن سعدؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ وضو اوس شخص کا نہین ہوتا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
نہ پڑہا انتہی اور سوائے اسکے اور روایات بھی اس باب مین وارد ہین اور
نماز مین چنانچہ امام فاکہانی نے الفجر المنیر فی الصلوۃ علی البشیر النذیر مین نقل کیا ہے
عن سہل بن سعد قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا وضوء لمن لا یصلی علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث ترجمہ نہین ہوتی نماز اوس شخص کی جس نے درود
نہ پڑہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہی سوائے اسکے اور احادیث اس باب مین
وارد ہین انشاء اللہ تعالی بحسب موقع نقل کیجائینگی ۔ اور بعد اذان کے جیسا کہ
ابن تیمیہ نے منتقی الاخبار مین نقل کیا ہے عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی فانہ من

صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ بہا عشراً الحدیث رواہ الجماعۃ الا البخاری و ابن ماجہ
ترجمہ روایت ہی عبداللہ بن عمرو سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
موذن سے تم اذان سنو تو جیسا کہ کہتا ہی کہو وہ پھر پڑھو مجھپر درود کیونکہ جو شخص مجھپر
ایک درود پڑھتا ہے حقتعالی اوسپر دس صلوۃ بھیجتا ہی روایت کیا اوسکو جملہ اہل صحاح
نے سوائے بخاری اور ابن ماجہ کے انتہی۔ اور دعا کے وقت کما قال السخاوی فی القول
البدیع عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہولاء الکلمات
فی الوتر قال قل اللہم اہدنی فیمن ہدیت وعافنی فیمن عافیت وبارک لی فی ما اعطیت
وتولنی فیمن تولیت وقنی شر ما قضیت فانک تقضی ولا یقضی علیک وانہ لا یذل
من والیت تبارکت وتعالیت وصلی اللہ علی النبی اخرجہ النسائی وسندہ صحیح کما قال
قالہ النووی یعنے بروایت صحیح ثابت ہی کہ دعاے قنوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے درود شریف کو داخل فرمایا۔ اور اثناءے تکبیرات عیدین میں ومنہا اثناء تکبیرات
العیدین لما روی اسمعیل القاضی ان ابن مسعود و ابا موسی وحذیفہ رضی اللہ عنہم خرج
علیہم الولید بن عقبۃ فقال ان ہذا العید قد دنی فکیف التکبیر فیہ فقال عبداللہ تبدا
فتکبر تکبیرۃ تفتتح بہا الصلوۃ وتحمد ربک وتصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم تدعو
وتکبر وتفعل مثل ذلک ثم تفعل مثل ذلک ثم تکبر وتفعل مثل ذلک ثم تقرا ثم تکبر وترکع
ثم تقوم فتکبر وتحمد ربک وتصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم تدعو وتکبر وتفعل مثل ذلک
ای الذی فعلتہ فی الرکعۃ الاولی قالہ الزرقانی فقال حذیفۃ وابو موسی صدق ابو
عبدالرحمن قال ابن کثیر اسنادہ صحیح کذا فی المواہب اللدنیہ وقال السخاوی رح فی القول
البدیع واسنادہ صحیح وہو عند ابن ابی الدنیا فی کتاب العید من حدیث علقمۃ عن ابن مسعود

قال تکبر تکبیرۃ تدخل بہا فی الصلوۃ وتحمد ربک وتصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتدعو ثم
تکبر وتفعل مثل ذلک وبہ تمسک ابو حنیفہ واحمد فی احدی الروایتین منہ فی الموالاۃ بین
القرائتین ابو حنیفہ رح فقط فی تکبیرات العید الزوائد ثلثا ثلثا والشافعی واحمد فی حمد اللہ
والصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین التکبیرات واما مالک فلم یاخذ بہ اصلا ووافقہ
ابو حنیفہ علی استحباب سر والتکبیرات من ذکر بینہما رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین حاصل یہ کہ
درود شریف اثناے تکبیرات عیدین مین پڑھنے کے واسطے بھی ارشاد ہوا ہی اور اول
واوسط وآخر دعا مین کما فی المواہب اللدنیہ عن جابرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لا تجعلونی کقدح الراکب فان الراکب یملا قدحہ ثم یضعہ ویرفع متاعہ فان احتاج الیہ
الی شرب شربہ او الوضوء توضا والا اہراقہ ولکن اجعلونی فی اول الدعاء واوسطہ وآخرہ
رواہ احمد ترجمہ روایت ہی جابرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مت بناؤ
مجھکو مثل پیالہ سوار کے جو اوسمین پانی بہر رکہتا ہے اور اوٹھاتا ہے اسباب پھر اگر احتیاج
ہوتی ہی تو پی لیتا ہے یا وضو کر لیتا ہے ورنہ پھینک دیتا ہی بلکہ ذکر میرا اول واوسط و
آخر دعا مین کیا کرو زرقانی رح نے لکہا ہے کہ مراد اس سے درود شریف ہی۔ اور انشاء اللہ تعالی
بحث تفصیلی اسکی آیندہ آئیگی۔ اور ہر مجلس مین کما فی الزرقانی عن ابی سعیدؓ عن النبی صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یجلس قوم مجلسا ثم لا یصلون فیہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الا کان علیہم حسرۃ وان دخلوا الجنۃ لما یرون من الثواب رواہ النسائی ترجمہ روایت ہی ابی سعید
خدریؓ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو لوگ کسی مجلس مین بیٹھین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر درود نہ پڑہین تو ضرور انکو حسرت ہوگی اگرچہ جنت مین جاوین اسلئے کہ وہان اوسکے ثواب کا
حال دیکھینگے روایت کیا اوسکو نسائی نے اور وقت ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چنانچہ کنز العمال

مین ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رغم انف رجل
ذکرت عندہ فلم یصل علی الحدیث ت ک ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاک آلودہ ہو ناک اوس شخص کی یعنے ذلیل
دخوار ہو وہ شخص کہ جس کے نزدیک میرا ذکر ہوا اور اوس نے مجہپر درود نہ پڑہا
روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور حاکم نے مستدرک مین انتہی۔ سوائے اسکے
اس باب مین بہت حدیثین وارد ہین انشاء اللہ تعالی قریب مین نقل کیجائیگی۔
اور اللہ تعالی کے ذکر کے ساتھ جیسا کہ کنز العمال مین ہے عن ابی ہریرۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما جلس قوم یذکرون اللہ عزوجل لم یصلوا علی
نبیہم الا کان ذلک المجلس علیہم ترۃ الحدیث ک ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہؓ
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لوگ خدائے تعالی کے ذکر کے
واسطے بیٹہین اور اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود نپڑہین تو وہ مجلس ضرور
انکے واسطے باعث نقصان ہوگی روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین انتہی
اور کان مین سن سناہٹ کی آواز آنیکے وقت چنانچہ روایت ہے ابی رافع سے
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا طنت اذن احدکم فلیذکرنی ولیصل علی ولیقل
ذکر اللہ من ذکرنی بخیر ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کسی شخص کے
کان مین آواز ہونے لگے تو چاہیے کہ مجھکو یاد کرے اور مجہپر درود پڑہے اور کہے
کہ خدا تعالی ذکر خیر کرے اوسکا جنہون نے یاد کیا ہے مجھکو انتہی شیخ یعقوب
جلوتی رح نے وسیلہ عظمی الی حضرۃ المجتبی مین لکھا ہے کہ روایت کیا اس حدیث
کو طبرانی نے اور کہا امام سیوطی رح نے جامع صغیر مین کہ روایت کیا اسکو عقیلی نے

ضعفا مین اور ابن عدی نے کامل مین اور طبرانی اور ابن سنی نے۔ اور زرقانی
نے کہا ہے کہ روایت کیا اسکو طبرانی نے اپنے تینون کتابون مین اور خرائطی
اور حکیم ترمذی نے بھی۔ ہر چند سخاوی نے اس حدیث کو ضعیف اور ابن جوزی رح
نے موضوع کہا ہے لیکن اسکا تعقب کیا گیا ہے کہ حافظ نور الدین ہیثمی نے لکھا ہے
کہ اسناد طبرانی کی کبیر مین حسن ہے۔ اور روایت کیا ہے اوسکو ابن خزیمہ نے
حالانکہ اونہون نے تخریج احادیث صحیحہ کا التزام کیا ہے اور اسی طرح جمع الجوامع
کے دیباچہ مین امام سیوطی رح نے لکھا ہے کہ جو حدیث ابن خزیمہ کے طرف منسوب
ہو وہ صحیح ہے انتہی۔ اور جب کسی چیز کو بھول جاوے چنانچہ مواہب اللدنیہ
اور وسیلہ عظمی مین ہے عن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نسیتم
شیئاً فصلوا علی تذکروہ انشاء اللہ رواہ ابو موسی المدینی ترجمہ روایت ہے
انس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بھول جاؤ تم کسی چیز کو
تو مجھپر درود پڑھو جس سے وہ چیز انشاء اللہ تعالی یاد آجائیگی روایت کیا اوس کو
ابو موسی مدینی نے انتہی۔ اور ہر مکانین جیسا کہ زرقانی رح نے نقل کیا عن الحسن
بن علی عن علی رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیثما کنتم
فصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی رواہ الطبرانی وغیرہ ترجمہ روایت ہے حسن بن علی
رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے جہان رہو مجھپر درود پڑھو
کہ پہنچ جائیگا وہ مجھکو روایت کیا اوسکو طبرانی وغیرہ نے انتہی۔ اور روز جمعہ
چنانچہ ابن قیم نے زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین نقل کیا ہے عن اوس بن اوس
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض

وفیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ فان صلاتکم معروضۃ علی قالوا یا رسول اللہ
وکیف تعرض صلوتنا علیک وقد ارمت یقول بلیت قال اللہ عزوجل حرم
علی الارض اجساد الانبیاء رواہ الحاکم وابن حبان فی صحیحیہما ترجمہ روایت ہے
اوس بن اوس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے دنون مین
افضل جمعہ کا دن ہے اسی روز آدم علیہ السلام پیدا ہوے اسی روز انتقال کیا
اسی روز نفخ صور ہوگا اور اسی روز صعقہ ہوگا اسلئے اس روز زیادہ مجھ پر
درود پڑہا کرو تمہارا درود مجھپر عرض کیا جاتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
کیونکر درود آپ پر عرض کیا جائیگا جس حالت مین کہ جسد مبارک آپکا بوسیدہ
ہوگیا ہوگا فرمایا حرام کیا ہے اللہ تعالی نے زمین پر کہ انبیا کے اجساد کو کھاوے
روایت کیا اوسکو حاکم اور ابن حبان نے اپنے صحیحون مین انتہی انشاء اللہ تعالے
اور مباحث جو اس حدیث شریف سے متعلق ہین آیندہ ذکر کیے جائینگے
سوائے ان احادیث کے تعیین اوقات درود شریف مین بہت حدیثین وارد
ہین ۔ چنانچہ امام سخاوی رح نے قول بدیع مین ایک باب صرف اوقات ومواقع
درود شریف مین مدون کیا ہے اور ہر بات کو باحادیث و آثار ثابت کیا ہے
چنانچہ اس باب کے عنوان کا ترجمہ یہ ہے ۔ پانچوان باب درود شریف کے
اوقات مخصوصہ مین جیسے بعد وضو ۔ تیمم اور غسل جنابت کے ۔ اور نماز مین ۔
اور بعد نماز کے ۔ اور اقامت کے وقت ۔ اور بعد صبح ۔ اور مغرب کے ۔ اور تشہد
مین ۔ اور قنوت مین ۔ اور تہجد کے واسطے اٹھنے کے وقت ۔ اور بعد تہجد کے ۔
اور جب کسی مسجد مین گذر ہو ۔ اور مسجد کو دیکھنے ۔ اور داخل ہونے ۔ اور نکلنے کے وقت

اور بعد جواب دینے موذن کے - اور جمعہ کے روز - اور اوسکی رات مین - اور ہفتہ
اور اتوار - اور پیر - اور منگل کے دن - اور خطبہ مین جمعہ - اور عیدین - اور استسقا
اور کسوف - و خسوف کے - اور اثناے تکبیرات عیدین - و جنازہ مین -
اور میت کو قبر مین اتارنیکے وقت - اور رجب - و شعبان مین - اور جب کعبہ شریف
کو دیکھے - اور صفا اور مروہ پر - اور تلبیہ سے فارغ ہوکر - اور حجر اسود کے بوسہ
کے وقت اور ملتزم کے پاس - اور عرفہ کی دوپہر کے بعد - اور مسجد خیف مین -
اور مدینہ منورہ کو دیکھنے - اور قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنیکے وقت
اور جب کبھی آثار شریفہ اور اماکن متبرکہ جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما
ہوئے ہین نظر پڑہ جائین - اور ذبح اور بیع اور کتابت وصیت کے وقت
اور نکاح کے خطبہ مین - اور صبح و شام - اور جب ارادہ سونیکا ہو - اور سفر کا
کرے اور سواری پر سوار ہونے کے وقت - اور جب نیند اُچٹ جاوے
اور بازار یا دعوت مین جانے کے وقت - اور جب گھر مین داخل ہو - اور خط
مین بعد بسم اللہ کے اور جب کوئی غم - یا مصیبت - یا سختی آپڑے - یا محتاج
و فقیر ہو جاوے اور ڈوبنے کے وقت - اور طاعون مین - اور دعا کے شروع
اور درمیان - اور آخر مین - اور جب کان مین آواز ہونے لگے اور جب پانون
سُن ہو جائین اور چھینکنے کے وقت اور جب کسی چیز کو بھول جاوے اوس کے
یاد آنیکے لئے - اور جب کوئی چیز اچھی معلوم ہو - اور مولی کہانیکے وقت - اور
جب گدہے کی آواز سنے - اور گناہ سے توبہ کرنیکے وقت - اور جب کوئی حاجت
پیش آوے - اور تمامی احوال مین - اور جب کسی شخص پر تہمت لگائی جاوے

اور وہ اوس سے بری ہو اور دوستون سے ملنے کے وقت۔ اور جب چند آدمی مجلس سے اٹھنے لگین۔ اور قرآن شریف ختم کرنے اور حفظ کرنیکے وقت۔ اور جب مجلس سے اٹھنے لگے۔ اور جس مجلس مین خدائے تعالی کے ذکر کے واسطے جمع ہون۔ اور بات کرنیکے وقت اور علم پڑہنے اور پڑہانے۔ اور وعظ کرنے۔ اور فتوی دینے۔ اور حکم کرنیکے وقت اور جب نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھے۔ انتہی۔ **الحاصل** ان احادیث و آثار سے اوقات مخصوصہ مختلفہ درود شریف کے لئے ثابت ہین اور ضمناً یہ بھی معلوم ہوا کہ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت درود شریف ہے بلکہ صراحۃً بھی اسکا امر فرمادیا ہے چنانچہ کنز العمال۔ اور وسیلہ عظمی مین ہے عن الحسن بن علی وابی ہریرہ رضی اللہ عنہم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلوۃ علی فان صلوتکم علی مغفرۃ لذنوبکم الحدیث ابن عساکر عن الحسن بن علی ت ک عن ابی ہریرہ۔ **ترجمہ** روایت ہے حسن بن علی اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زیادہ درود مجھپر پڑہا کرو جس سے تمہارے گناہون کی مغفرت ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے اور حاکم نے مستدرک مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن عساکر نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے انتہی اور وسیلہ عظمی مین ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا من الصلوۃ علی لان اول ماتسالون فی القبر عنی رواہ السخاوی **ترجمہ** فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زیادہ مجھپر درود پڑہا کرو کیونکہ سب سے پہلے قبر مین تم لوگون سے میرے ہی بارہ مین سوال ہوگا روایت کیا اوسکو سخاوی رح نے۔ اور رسوا کے

اسکے انشاء اللہ تعالیٰ بحسب موقع اکثر حدیثین نقل کیجاینگی جس سے یہ بات بتواتر
معنوی ثابت ہو جائیگی کہ اتیون کا کثرت درود شریف پڑھنا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور ہے۔ اسی وجہ سے کثرت درود شریف علامت
اہل سنت وجماعت کی ٹھیرائی گئی ہے چنانچہ امام سخاوی رح نے قول بدیع
مین روایت کی ہے روی ابو القاسم التیمی فی الترغیب لہ من طریق علی بن
الحسین قال علامۃ اہل السنۃ کثرۃ الصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
ظاہر ہے کہ کلام سعادت پیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود وحی ہے۔
کما قال اللہ تعالیٰ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى تو
معلوم ہوا کہ کثرت درود شریف کی حق تعالیٰ کو بھی منظور ہے۔ اور یہ دوسرا
قرینہ ہے اسپر کہ امر صلوا علیہ استمرار کیلئے ہے **الحاصل** صرف ایک دوبار
درود شریف اسقاط فرضیت کے خیال سے پڑھ لینا اور ایسی تقریرین بنانا
کہ جس سے مسلمانون کی رغبت کم ہو جائے خلاف مسلک اہل سنت وجماعت
کے ہے اور خلاف مرضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ خلاف مرضی حق تعالیٰ
کے بھی ہے اعاذنا اللہ تعالیٰ من ذلک **فائدہ** متعلق وسلموا تسلیما
سلام اسم ہے تسلیم کا اور کئی معنی مین مستعمل ہے صلح۔ انقیاد و فرمان برداری
بذل الرضا بالحکم وغیرہ قال القاضی عیاض فی الشفاء فی معنی السلام علیہ صلی اللہ
علیہ وسلم ثلثۃ اوجہ احدہا السلامۃ لک ومعک ویکون السلامۃ مصدرا کاللذاذ
واللذاذۃ والثانی السلام علی حفظک ورعایتک متولٍ لہ وکفیل ویکون ہہنا
السلام اسم اللہ الثالث ان السلام بمعنی المسالمۃ والانقیاد کما قال اللہ تعالیٰ

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔ اور یہ معنی بذل الرضا صحاح مین مذکور ہین پس معنی السلام علیکم کے یہ ہوے کہ تم سلامت رہو۔ یا ہم تمہارے فرمان بردار اور تمہارے حکم پر راضی ہین بہرحال دونون صورتون مین اظہار اخلاص اور دعاگوے سلام سے مقصود ہے پیشتر اہل عرب ملاقات کے وقت انعم اللہ علینا وغیرہ الفاظ کہا کرتے تھے بجاے اوسکے ان الفاظ کے مقرر ہونے مین بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ جب کوئی ان الفاظ کے ساتھ کسی کو خطاب کرتا ہے تو مخاطب کو تصریح سلامتی کی وجہ سے اطمینان اوس شخص سے ہو جاتا ہے اسی سبب سے مخاطب پر جواب بھی اسی قسم کا واجب ہو گیا تا اوسکو بھی اوس شخص سے اطمینان ہو جاوے ۔ چنانچہ اتباک کل اہل عرب مین بدویون تک یہ بات جاری ہے کہ جب سلام کرتے یا جواب سلام کا دیتے ہین تو پھر کسی قسم کا ضرر نہین پہنچاتے اور جب ضرر پہنچانا منظور ہوگا تو نہ سلام کرین گے نہ اوسکا جواب دین گے پس معلوم ہوا کہ سلام صداقت و اخلاص کی دلیل ہے ۔ اور اس سے یہ بات جتائی جاتی ہے کہ ہم آپ کے دعاگو اور خیرخواہ ہین اسی وجہ سے حق تعالی نے جملہ اہل ایمان کو بمنطوق لازم الوثوق وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا بتاکید امر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ سلام عرض کیا کرین تا ہر وقت اخلاص عقیدت کا اظہار بارگاہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مین ہوا کرے اسیواسطے ہر نماز مین خواہ فرض یا نفل ایک دو بار سلام عرض کرنا ضروری ٹھیرایا گیا ۔ اس تکرار مین نکتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کو بسبب مشاغل ضروری کے جولانہ مہ بشری ہین ہر وقت

حضوری نصیب نہین ہوسکتی اسلئے نماز کے واسطے جو افضل عبادات ہے چند اوقات
خاص مقرر کئے گئے پہر جب توجہ اوسکی حق تعالی کے طرف ہوئی تو ضرور ہوا
کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف بھی متوجہ ہو کیونکہ حضرت کی ذات
مبارک مخلوق و خالق کے درمیان مین واسطہ جمیع فیوضات کا ہے پس یہ
متوجہ ہونا گویا یہ نسبت اوس شخص کے حضوری ہے اور ظاہر ہے کہ ہر حضوری
کے وقت سلام عرض کرنے کی ضرورت ہے۔ اب یہان یہ بات قابل غور ہے
کہ جب کوئی شخص بار بار سلام عرض کرکے اپنی عقیدت و خیرخواہی جتاتا جاوے
اور ہر وقت اعتراف کیا کرے کہ مجھ سے کسی قسم کی اذیت نہ پہنچے گی باوجود اسکے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسے کلمات ناشائستہ اور غیر مہذب کہے
جس سے سننے والون کو اذیت پہنچے تو اس اظہار اخلاص کو کیا سمجھنا چاہیے
بجز اسکے اور کیا کہا جاوے کہ حق تعالی ہم سب مسلمانون کو توفیق ادب
عطا فرماوے **الحاصل** ہر نماز مین سلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مقرر
ہونا دلیل اس بات پر کہ کثرت اس سلام کی حق تعالی کو نہایت پسند ہے اور
یہی وجہ ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کرے حق تعالی اوسپر
سلام کرتا ہے کما فی المشکوۃ عن عبد الرحمن بن عوف رضی قال خرج رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حتی دخل نخلاً فسجد فاطال السجود حتی خشیت ان یکون اللہ تعالے
قد توفاہ قال فجئت انظر فرفع راسہ فقال مالک فذکرت ذلک لہ قال فقال
ان جبرئیل علیہ السلام قال لی الا ابشرک ان اللہ عزوجل یقول لک من صلی
علیک صلوۃ صلیت علیہ ومن سلم علیک سلمت علیہ رواہ احمد ترجمہ

روایت ہے عبد الرحمن بن عوف سے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک
روز اور داخل ہوے کسی نخلستان مین پہر سجدہ کیا آپنے اور دراز کیا سجدہ
یہانتک کہ خوف ہوا مجھکو کہ شاید انتقال ہو گیا ہو پس قریب آیا کہ دیکھون کیا
حال ہے۔ پس اٹھایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اور فرمایا کہ کیا
ہوا تمکو جو گھبراے ہوے ہو پس عرض کیا معنی سرگذشت کو۔ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ خوش خبری دیتا ہون
مین آپ کو کہ حق تعالی آپ کو فرماتا ہے جو شخص آپ پر درود پڑہے صلوۃ بہیجتا
ہون مین اوسپر اور جو شخص آپ پر سلام کرے سلام کرتا ہون مین اوسپر روایت
کی اسکو امام احمد نے انتہی اور در منصور مین ابن حجر ہیثمی رح نے اسی مضمون
کی روایت نقل کی اور کہا کہ صحیح کہا اسکو حاکم نے۔ اور ایسا ہی کہا قسطلانی رح
نے مسالک الحنفا مین کہ عبد بن حمید نے بھی روایت کی ہے اسکو اپنے مسند
مین وفی الوسیلۃ العظمی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی رایت جبرئیل فبشرنی
وقال ان ربک یقول من صلی علیک صلیت علیہ ومن سلم علیک سلمت
علیہ فسجدت اللہ شکرا رواہ احمد والحاکم ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
دیکھا مین نے جبرئیل کو پس خوشخبری دی اونہون نے مجھکو اور کہا کہ فرماتا ہے
رب آپ کا جو شخص آپ پر درود بھیجے مین اوسپر صلوۃ بہیجتا ہون اور جو شخص
سلام عرض کرے آپ پر مین اوسپر سلام کرتا ہون پس سجدہ شکر بجا لایا مین اللہ تعالے
کا روایت کیا اوسکو امام احمد اور حاکم نے انتہی بعد اسکے رحمت الہی نے اور
ترقی کی اور ایک سلام کے بدلے دس کی بشارت دیگئی کما ورد عن ابی طلحۃ

الانصاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء ذات یوم والبشری تری فی
وجہہ فقال انہ جائنی جبرئیل علیہ السلام فقال اما یرضیک یا محمد ان لا یصلی علیک
احد من امتک الا صلیت علیہ عشرا ولا یسلم علیک احد من امتک الا سلمت
علیہ عشرا رواہ النسائی والحاکم فی صحیحہ وابن حبان والدارمی کذا فی مسالک الحنفا
وقال السخاوی فی القول البدیع رواہ احمد ترجمہ روایت ہے ابی طلحہ انصاری
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز برآمد ہووے اور چہرہ مبارک
سے خوشی نمایان تھی پس فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا
کہ کیا آپ راضی نہین اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو امتی آپکا ایک درود
آپ پر بھیجے مین دس صلوٰۃ اوسپر بھیجون اور جو ایک سلام آپ پر کرے مین
دس بار اوسپر سلام کردن انتہی جائز ہے کہ یہ قول جبرئیل علیہ السلام کا ہو اپنی
طرف سے یا بر سبیل پیام ہو حق تعالی کے طرف سے۔ یہان سمجھنا چاہیے کہ
جب کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرے تو اوس کے
جواب کا حق حضرت پر ہے حق تعالی جو جواب ارشاد فرماتا ہے اس سے کس قدر
خوشنودی حق تعالی کی اس سلام سے ثابت ہوتی ہے۔ اس موقع مین یہ خیال
نہ کرنا چاہیے کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جواب ارشاد نہ فرماتے ہون
اسلئے حق تعالی آپ کے طرف سے جواب دیتا ہو۔ کیونکہ احادیث مین مصرح ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس جواب سلام کا ادا فرماتے ہین کما روی
الامام القرطبی رح فی تفسیرہ عن عبد الرحمن بن عوف ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال ما منکم من احد یسلم علی اذا مات الا جاء فی سلامہ مع جبرئیل ویقول

یا محمد ہذا فلان ابن فلان یقرء ک السلام فاقول و علیہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ ترجمہ
روایت ہے عبد الرحمن بن عوفؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب کوئی شخص تم مین کا سلام کرے مجھپر میرے انتقال کے بعد تو پہنچے گا سلام
اوسکا مجھکو جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ اور کہین گے وہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
یہ شخص فلان بن فلان سلام عرض کرتا ہے آپ پر کہونگا مین و علیہ السلام و رحمۃ اللہ
و برکاتہ انتہی اور سوائے اسکے کئی فرشتہ سلام پہنچانے پر مقرر ہین جیسا کہ گذرا
الحاصل جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرتا ہی تو حضرت سے بھی
جواب پاتا ہے اور حق تعالی کے طرف سے بھی اس سے ظاہر ہے کہ اس سلام مین
خدا و رسول کی کمال درجہ کی خوشنودی ہے اسی وجہ سے فرشتون سے لیکر جھاڑ
پہاڑ تک بکمال شوق سلام عرض کیا کرتے تھے کما فی مسالک الحنفا عن علی قال کنا
بمکۃ فخرج فی بعض نواحیہا مما استقبلہ لا شجر ولا مدر ولا جبل الا قال لہ السلام علیک
یا رسول اللہ رواہ الدارمی والترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ والطبرانی و ابو نعیم
والبیہقی ترجمہ روایت ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ ہم لوگ مکہ مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی طرف
پہر جو جھاڑ یا ٹیلا یا پہاڑ سامنے آتا السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا انتہی
وفی المواہب اللدنیہ۔ وفی حدیث یعلی بن مرۃ الثقفیؓ قال ثم سرنا حتی نزلنا
منزلا فنام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاءت شجرۃ تشق الارض حتی غشیتہ ثم رجعت
الی مکانہا فلما استیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرت لہ فقال ہی شجرۃ
استاذنت ربہا فی ان تسلم علی فاذن لہا الحدیث رواہ البغوی فی شرح السنہ

وقال الزرقانی رواہ احمد والطبرانی والبیھقی ترجمہ روایت ہے یعلی بن مرہ ثقفی
سے کہ پہر چلے ہم یہانتک کہ اوترے کسی منزل مین لیس آرام فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے پس آیا ایک جہاڑ زمین شق کرتا ہوا یہانتک کہ ڈہانپ لیا
حضرت کو پہر لوٹ گیا اپنے مقام پر پس جب بیدار ہوے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ذکر کیا مین نے قصہ اوس جہاڑ کا فرمایا اجازت چاہی اوسنے
اپنے رب سے کہ سلام کرے مجہپر پس اجازت دیگئی اوسکو انتہی۔ اور مسالک الحنفا
مین قسطلانی رح نے نقل کیا ہے عن ابی بکر الصدیق رضی قال الصلوۃ علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم امحق للخطا من الماء البارد للنار والسلام علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم من عتق الرقاب وحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل من مہج
الانفس او قال افضل من ضرب السیف فی سبیل اللہ رواہ النمیری وابن
بشکوال موقوفا ترجمہ فرمایا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہ درود جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑہا جاوے مٹانیوالا گناہون کا ہے زیادہ اس سے
کہ پانی آگ کو نابود کردے۔ اور سلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض کیا
جاتا ہے غلام آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے اور محبت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی افضل ہے خون دل کو پینے سے یعنے جان بازی سے۔ یا کہا
افضل ہے تلوار مارنے سے راہ خدا مین انتہی کہا قسطلانی رح نے مسالک الحنفا
مین کہ ذکر کیا امام فاکہانی رح نے کہ یہ سلام غلام آزاد کرنے سے بہتر اسلئے
ہے کہ عتق رقبہ کا مقابلہ عتق نار کے ساتھ ہے یعنے جو شخص غلام آزاد کرتا
ہے تو ہر عضو اوس شخص کا مقابلہ مین اعضاے غلام کے دوزخ سے آزاد ہوتا ہے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کرنیکے مقابل اور عوض اللہ تعالی کا سلام ہے اور اللہ تعالی کا سلام لاکھ جنتون سے بہتر ہے انتہی۔ اسکے سوا اور بہت حدیثیں سلام کی فضیلت مین وارد ہین انشاء اللہ تعالی بحسب موقع لکھی جائیگی اب یہان یہ امر پیش نظر ہے کہ اس سلام کی کس قدر وقعت ہے جو عین نماز مین ضروری ٹھیرایا گیا حالانکہ نماز عبادت محضہ ہے اور ظاہر ہے کہ عبادت مین توجہ صرف معبود حقیقی کے طرف چاہیئے۔ اگر کہا جاوے کہ وہ سلام جو التحیات مین پڑہا جاتا ہے یعنے السلام علیک ایہا النبی اس سے خطاب مقصود نہین بلکہ حکایت ہے شب معراج کی۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس صورت مین التحیات کا کچھ مطلب ہی نہوا صرف الفاظ ہی الفاظ رہ گئے نہ التحیات للہ سے تمام تحیات اللہ تعالی کیلئے ہونیکا اعتراف ہوا نہ اشہد ان لا الہ الا اللہ سے توحید پر شہادت ہوئی حالانکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات کی تعلیم فرمائی یہ نہ کہا کہ شب معراج اس قسم کا مخاطبہ ہوا تھا اور بطور حکایت اسکو پڑہنا چاہیئے حدیث تعلیم التحیات کی یہ ہے جسکو ابن تیمیہ نے منتقی الاخبار مین روایت کی ہے عن ابن مسعودؓ قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التشہد کفی بین کفیہ کما یعلمنی السورۃ من القرآن التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ رواہ الجماعۃ وفی لفظ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قعد احدکم فی الصلوۃ فلیقل التحیات للہ وذکرہ وفیہ عند قولہ وعلی عباد اللہ الصالحین فانکم اذا فعلتم

ذالک فقد سلمتم علی کل عبد للہ صالح فی السماء والارض وفی آخرہ ثم یتخیر من المسائلہ ماشاء متفق علیہ وعن ابن مسعودؓ قال کنا نقول قبل ان یفرض علینا التشہد السلام علی اللہ السلام علی جبرئیل ومیکائیل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتقولوا ہٰذا ولکن قولوا التحیات للہ ذکرہ الدار قطنی وقال اسنادہ صحیح وہٰذا یدل علی انہ فرض علیہم ترجمہ خلاصہ ان تینون روایتون کا یہ ہے کہ روایت ہی ابن مسعودؓ سے کہا انہون نے کہ تشہد فرض ہونیکے پیشتر ہم لوگ السلام علی اللہ السلام علی جبرئیل ومیکائیل کہا کرتے تھے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایسا مت کہو بلکہ جب کوئی نماز مین بیٹھے تو چاہیے کہ کہے التحیات للہ آخر تک اور سکھایا مجھکو حضرت نے یہ التحیات میرا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر جیساکہ کوئی سورہ قرآن کا تعلیم فرماتے تھے۔ اور فرمایا کہ جب تم نے وعلی عباد اللہ الصالحین کہا تو گویا سلام کیا تم نے ہر بندہ صالح پر خواہ آسمان مین ہو وہ یا زمین مین روایت کیا اسکو اہل صحاح ستہ اور امام احمد بن حنبل اور دارقطنی نے بہ حسب تفصیل مذکور پھر کہا ابن تیمیہ نے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ التحیات صحابہ پر فرض تھی انتہی مخلصاً ہر چند یہ الفاظ التحیات کے مختلف طور پر وارد ہین مگر چنین السلام علیک ایہا النبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اون احادیث کو بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ امام احمد ابن حبان ابن ابی شیبہ و عبدالرزاق نے روایت کی ہے کما فی کنز العمال ان روایات سے کسی مین یہ بات نہین ہے کہ وہ سلام بطور حکایت پڑھا جاوے پھر جب حکایت ہونا اوسکا ثابت نہ ہوا تو معنی مقصود بالذات ہوے جس سے ثابت ہوا کہ بطور انشا کہا جاوے جیساکہ

شیخ عابد سندہی رح نے طوالع الانوار شرح درمختار مین اوسکی تصریح کی ہے کما سبجہی
دوسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ السلام علی جبرئیل ومیکائیل اور بروایت امام احمد
بن حنبل السلام علی فلان وفلان کہا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ جب تم السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین
کہوگے تو تمہارا اسلام تمام مقربین ومرسلین وصالحین کو پہنچ جائیگا اس سے
ظاہر ہے کہ یہ سلام بطور انشا ہے نہ بطور حکایت ۔ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو بھی اسی تعمیم مین سلام پہنچ سکتا تھا لیکن چونکہ اوسمین کوئی
خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین رہتی تھی اسلئے ضرور ہوا کہ
بحسب مرتبہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف متوجہ ہوکر خطاب کے
ساتھ سلام عرض کرے اور تکمیل تحیت کے واسطے ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بھی زیادہ
کرے جس سے اعتنا بالشان اس سلام کا ظاہر ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جیسا
السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین انشا ہے ویسا ہی السلام علیک بھی انشا ہے
تیسری دلیل یہ ہے السلام علیک ایہا النبی جسمین خطاب وندا ہے متواتر ہے تو تواتر
لفظی اگر معنی اسکے مراد نہ لئے جائین تو ایک قسم کا نسخ لازم آئیگا پہر دلیل نسخ
کو چاہئے کہ ویسی ہی قطعی ہو اور مخاطبہ شب معراج کا احادیث صحیحہ سے اگر
ثابت ہو جاے جب بھی اس متواتر کا نسخ اس سے نہو سکے گا اسلئے کہ اول تو
وہ احادیث احاد ہونگی جسمین قطعیت نہین ۔ دوسرا یہ کہ اس التحیات کو اوسکے
ساتھ کچھ نسبت نہین غایۃ الامر یہ ہے کہ ہئیت دونون کی ایک ہوگئی لیکن اس سے
یہ لازم نہین آتا کہ یہ اوسکی حکایت ہو بلکہ وہان جیسا حق تعالی نے بطور انشا

فرمایا تھا ویسا ہی یہان مصلی بطور انشا عرض کرتا ہے الحاصل بعد تصحیح ان احادیث
کے اس متواتر کے نسخ کے لئے یہ بات ضرور ہے کہ بطور حکایت پڑھنے کا امر تواتر
ثابت کیا جاوے واذ لیس فلیس۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ جب آیہ شریفہ اِنَّ اللّٰہَ
وَمَلٰئِکَتَہٗ نازل ہوئی صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ سلام کا طریقہ تو ہم نے
جان لیا صلوۃ کا طور ارشاد فرمایے چنانچہ درمنثور مین امام سیوطی رح نے روایت
کی ہے واخرج ابن ابی سعد واحمد ابن حمید والبخاری والنسائی وابن ماجہ وابن
مردویہ عن ابی سعید الخدری قال قلنا یارسول اللہ ہذا السلام علیک قد علمناہ
فکیف الصلوۃ قال قولوا اللہم صل علی محمد الحدیث امام سخاوی رح نے قول بدیع
مین لکھا ہے کہ مراد اس سلام سے جسکی نسبت صحابہ نے اپنا علم ظاہر کیا سلام
تشہد ہے یعنے السلام علیک ایہا النبی حیث قال ہو المراد بقولہم السلام علیک
فقد عرفناہ فکیف الصلوۃ علیک فاعلمہم ایاہ فی التشہد من قولہم السلام علیک
ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فیکون المراد بقولہم فکیف نصلی علیک ای بعد التشہد
قالہ البیہقی اس سے ظاہر ہے کہ صحابہ کے نزدیک یہ سلام انشاے تحیت تھا
اسلئے کہ سلموا کے امتثال مین اسکو قرار دیا تھا اور امتثال کے لئے انشا کی ضرورت
ہے حکایت مفید نہین ہوسکتی۔ پانچوین دلیل یہ ہے کہ امام سخاوی رح نے لکھا ہے
کہ سلام عرض کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کئی مواقع مین واجب ہے ایک
تشہد اخیر مین امام شافعی رح کے نزدیک دوسرا نام مبارک آپکا سنکر تیسرا
جب قبر شریف کے پاس حاضر ہووے حیث قال فی القول البدیع ولیعلم انہ
یرتقی درجۃ التسلیم علیہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الوجوب فی مواضع الاول فی

التشہد الاخیر نص علیہ الشافعی الثانی ما نقلہ الحلیمی انہ یجب التسلیم علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم کلما ذکر وفی الشفاء نقلاً عن القاضی ابی بکر بن بکر نزلت ہذہ الآیہ
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامر اللہ اصحابہ ان یسلموا علیہ وکذلک من بعدہم
امروا ان یسلموا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند حضورہم قبرہ وعند ذکرہ
چھٹی دلیل شیخ عابد سندہی رح نے طوالع الانوار شرح در مختار مین لکھا ہے
کہ السلام علیک ایہا النبی کے معنی کو مقصود بالذات سمجھے اور بطور انشا سلام
عرض کرے کما قال ویقصد بالفاظ التشہد معانیہا حال کون تلک الالفاظ مراد
لہ ای مقصودۃ لنفسہ علی وجہ الانشاء کانہ یحیی اللہ تعالی ویسلم علی نبیہ صلی اللہ
علیہ وسلم بقولہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فان قیل کیف شرع
ہذا اللفظ وہو خطاب بشر مع کونہ منہیا فی الصلوۃ اجیب عن ذلک باجوبۃ اچھے
ساتوین دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری شریف مین ہے عن عبداللہ بن سخبرۃ ابو معمر
قال سمعت ابن مسعودؓ یقول علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکفی بین کفیہ
کما یعلمنی السورۃ من القرآن التحیات للہ والصلوۃ والطیبات السلام علیک
ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان
لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ وہو بین ظہرانینا فلما قبض قلنا السلام
یعنی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ روایت ہے ابو معمر سے کہ ابن مسعودؓ
سے مین نے سنا ہے کہ کہتے تھے سکھایا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
التحیات مذکور اپنے دونون ہاتھون مین میرا ہاتھ لیکر جیسا کہ کوئی سورہ قرآن کا
سکھاتے ہین اوس حالت مین کہ حضرت ہم مین تشریف رکھتے تھے پھر جب حضرت

نے انتقال فرمایا تو کہا ہم نے السلام یعنے علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی ابن حجر رح
فتح الباری میں لکھا ہے ورد فی بعض طرق حدیث ابن مسعودؓ ما یقتضی المغایرۃ
بین زمانہ صلی اللہ علیہ وسلم وما بعدہ فی الخطاب ففی الاستیذان من صحیح البخاری
من طریق ابی معمر عنہ بعد ان ساق حدیث التشہد قال وہو بین اظہرنا فلما قبض
قلنا السلام یعنی علی النبی واخرجہ ابو عوانۃ فی صحیحہ وابو نعیم والبیہقی من طرق
متعددۃ بلفظ فلما قبض قلنا السلام علی النبی وکذلک رواہ ابو بکر بن شیبۃ قال
السبکی فی شرح المنہاج بعد ان ساقہ مسندا الی ابی عوانۃ وحدہ ان صح عن الصحابۃ
ہذا دل علی ان الخطاب فی السلام بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر واجب انتہی
قلت قد صح بلا ریب وقد وجدت لہ متابعا قویا قال عبد الرزاق انا ابن جریج
اخبرنی عطاء ان الصحابۃ کانوا یقولون والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حی السلام
علیک ایہا النبی فلما مات قالوا السلام علی النبی واسنادہ صحیح واما ما روی سعید
بن منصور من طریق ابی عبیدۃ بن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم علمہ التشہد فذکرہ قال فقال ابن عباس انما کنا نقول السلام علیک
اذا کان حیا فقال ابن مسعود ہکذا علمناہ وہکذا نعلم فظاہرہ ان ابن عباس
قالہ بحثا وان ابن مسعودؓ لم یرجع الیہ لکن روایۃ ابی معمر اصح لان ابا عبیدۃ لم
یسمع عن ابیہ والاسناد الیہ مع ذلک ضعیف۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ صحابہ
رضی اللہ عنہم اس سلام کو بطور انشا کہا کرتے تھے اسی وجہ سے بعض صحابہ نے
اپنے اجتہاد سے لفظ خطاب وندا کو بدل دیا اور السلام علی النبی کہنا شروع کیا
کیونکہ اگر یہ سلام بطور حکایت ہوتا تو بدلنے کی کچھ ضرورت نہ تھی پس ثابت ہوا

کہ یہ سلام انشا ہے نہ حکایت۔ اب یہان یہ بات معلوم کرنا چاہیئے کہ بعد وفات شریف
کے اگر صحابہ کا خطاب وندا کو بدلنا ثابت ہو تو سبب اوسکا یہ معلوم ہوتا ہے
کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماے عالم ابدی ہوئے اور
صحابہ نے مسند خلافت الہی کو وجود عنصری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
خالی پایا عالم آنکھون مین تیرہ وتاریک ہوگیا غم والم کی یہانتک نوبت
پہنچی کہ بعضون سے دیوانون کےسے حرکات صادر ہونے لگے بات بات
پر یاد اشفاق ومراحم مربیانہ ایک مصیبت برپا کئے دیتے تھے باوجودیکہ بلال
اذان کے ثوابون سے خوب واقف تھے اور اسی کام پر مامور تھے مگر اس
صدمہ نے اونکو اس فضیلت عظمی سے باز رکہا تھا کیونکہ جب نام مبارک زبان
پر آجاتا تو نقشہ حضوری کا آنکھون کے سامنے پہر جاتا تھا پہر اس حالت جانکا
کا بیان کیا ہوسکے کہ جسکی وجہ سے ایسی فضیلت عظمی کے طرف مبادرت نہین
کرسکتے تھے ہرچند صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنھون نے اونہین آزاد کیا تھا حکم
بھی فرمایا مگر جب بھی نہو سکا حالانکہ امتثال امر اونکا اونہین دو طور سے ضرور
تھا ایک بحیثیت آقائی دوسرے خلافت کہ کسی مسلمان کو انحراف اون کے
امر سے جائز نہتھا۔ لیکن کیا کرسکتے غم کا تسلط کچھ اسقدر ہوگیا تھا کہ دل ہی قابو مین
نہتھا اور یہی وجہ تھی کہ آخر معذور رکھے گئے چنانچہ کنز العمال مین منقول ہے عن محمد
بن ابراہیم بن الحارث التیمی قال لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن
بلال ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یقبر فکان اذا قال اشہد ان محمدا رسول اللہ
انتحب الناس فی المسجد فلما دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر اذن

فقال ان کنت انما اعتقتنی لله فخلنی ومن اعتقتنی له فقال ما اعتقتک الا لله فقال
انی لا اوذن لاحد بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فذاک الیک فاقام حتی
خرجت بعوث الشام فسار معهم حتی انتهی الیها ابن سعد ترجمہ روایت ہے
محمد ابن ابراہیم سے کہ جب وفات فرمائی رسول الله صلی الله علیہ وسلم اذان
کہی بلال رضؓ نے اسوقت کہ ہنوز حضرت دفن نہین کئے گئے تھے جب اونہون نے
اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا مسجد شریف مین کہرام مچگیا کسی سے ضبط گریہ نہوسکا
اور بے اختیار آوازین بلند ہوگئین پہر بعد دفن کے جب صدیق اکبرؓ نے
بلالؓ کو اذان کا حکم دیا عرض کیا کہ اگر آپ نے اللہ کے واسطے مجہے آزاد کیا ہے
تو مجہے اللہ کے حوالہ کر دیجیے فرمایا مین نے صرف اللہ کے واسطے تمہین آزاد کیا ہے
کہا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اب کسی کا موذن نہونگا فرمایا تمہین
اختیار ہے پہر اقامت کی مدینہ منورہ مین چند روز اور جب شام کے طرف لشکر
روانہ ہوا تو اسکے ہمراہ چلے گئے اور وہین رہے انتہی اور بعض صحابہ نے
وفات شریف کی خبر سنتے ہی دعا کی کہ الہی اب ہمین نابینا کر دے کہ بعد اپنے
حبیب کے کسی کی صورت نہ دیکہین کما فی المواہب اللدنیہ وذکر ابن الطاہر ایضا
ان عبد اللہ بن زید ہذا کان یعمل فی جنتہ لہ فاتاہ ابنہ فاخبرہ ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم توفی فقال اللہم اذہب بصری لا اری بعد حبیبی محمدا احدا فکفت بصرہ ا ھ
عمی واقع مین اس مصیبت کی کچہہ انتہا نہین سواری مبارک کے جانور پر اس
صدمہ کا وہ اثر ہوا کہ متحمل نہ ہوسکا آخر خود کشی کی چنانچہ محدثین رح نے اوسکی
تصریح کی ہے جب جانور کا یہ حال ہو تو اون جانبازان خستہ جگر کا کیا حال ہوا

ہوگا جنکو محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عالم سے اور جان سے زیادہ تر
تھی۔ مگر ہر آسودہ حال کو اس حالت کی کیا خبر اوسکو تو وہی لوگ جانین جو مذاق
محبت سے واقف اور فراق کے صدمے اٹھا چکے ہون الحاصل بکمال غم و
الم کے سبب سے اوائل میں بعض صحابہ نے خطاب کو ترک کردیا پھر جب وہ حالت
بسبب امتداد زمانہ کے فرو ہوگئی بسبب تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پھر اوسی طور پر بصیغہ خطاب وندا پڑھنا شروع کیا چنانچہ صحابہ و تابعین کا عمل
اسی پر رہا اور آجتک وہی جاری ہے اثبات اس دعوی کا کئی وجوہ سے ہوسکتا
ہے۔ وجہ اول یہ ہے کہ بروایت متعددہ ثابت ہے کہ حضرت صدیق اکبر و عمر
فاروق اور عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم بر سر منبر علی رؤس الاشہاد اپنے
خلافتون مین تعلیم التحیات کی بلفظ السلام علیک ایہا النبی کیا کرتے تھے
اور یہ تعلیم کچھ ایسی نتھی کہ کسی پر پوشیدہ رہ سکے پھر اگر کسی کو ندا و خطاب مین
کلام ہوتا ضرور کہدیتے کیونکہ صحابہ کی شان سے بعید ہے کہ کسی مسئلہ کو خلاف
واقع سنکر خاموش رہ جائین خصوصًا ایسا مسئلہ کہ جسمین آخری زمانہ والون کے
خیال کے مطابق شرک کا اندیشہ ہے امام زیلعی نے شرح کنز مین لکھا ہے وعن جماعۃ
من اہل النقل ان تشہد ابن مسعودؓ اصح ما روی فعلیہ عمل اکثر اہل العلم من الصحابۃ
والتابعین حتی قال ابن عمر کان ابو بکر الصدیقؓ یعلمنا التشہد علی المنبر کما یعلم الصبیان
فی الکتاب فذکر تشہد ابن مسعودؓ یعنے بروایت ابن عمرؓ ثابت ہے کہ صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ بر سر منبر تعلیم تشہد ابن مسعودؓ کی کیا کرتے تھے جیسا کہ مکتبون مین
لڑکون کو تعلیم کیا کرتے ہین یہ تشہد وہ ہے جسمین السلام علیک ایہا النبی موجود ہے

اسلئے کہ محدثین وفقہا جب تشہد ابن مسعودؓ کی کہتے ہین تو مراد اوس سے وہ تشہد ہوتی
ہے جو مرفوع ہے یعنے جسکی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کما ہو الظاہر
عند اہل العلم وعن عبد الرحمن بن عبد القاری انہ سمع عمر بن الخطابؓ وہو علی المنبر
وہو یعلم الناس التشہد یقول قولوا التحیات الزاکیات للہ الطیبات الصلوات
للہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان
محمداً عبدہ ورسولہ مالک والشافعی عب والطحاوی ک ق کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت
ہے عبد الرحمن ابن عبد القاری سے کہ عمر بن خطابؓ سے مین نے سنا ہے کہ التحیات
مذکور بر سر منبر تعلیم کرتے تھے روایت کیا اسکو امام طحاوی رح نے شرح معانی
الآثار مین عن سعید بن جبیر وطاؤس عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یعلمنا التشہد کما یعلمنا القران فکان یقول التحیات المبارکات الصلوا
الطیبات للہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحدیث وعن ابن
جریح قال سئل عطاء وانا اسمع عن التشہد فقال التحیات المبارکات الصلوۃ للہ
ثم ذکر مثلہ قال لقد سمعت عبد اللہ بن الزبیر یقولہن علی المنبر یعلمہن الناس ولقد سمعت
عبد اللہ بن عباس یقول مثل ما سمعت ابن الزبیر یقول قلت فلم یختلف ابن الزبیر
وابن عباس فقال لا یعنے کہا عطار رح نے کہ سنا مین نے عبد اللہ بن زبیر سے کہ
بر سر منبر التحیات مذکور کی تعلیم کیا کرتے تھے اور وہی التحیات عبد اللہ بن
عباسؓ سے بھی سنی ہے انتہی ملخصاً جب اس قسم کے مجمعون مین جسمین ہزارہا صحابہ
ہوتے تھے خلفا نے تشہد بصیغہ خطاب تعلیم کیا اور کسی نے اوسکا انکار نکیا
تو ثابت ہوا کہ صحابہ کا اجماع اسی پر تھا۔ اب بعد ثبوت اجماع کے ضرورت

نہ رہی کہ افراد صحابہ کا بھی عمل بیان کیا جاوے مگر تبرعاً چند اکابر صحابہ کا عمل بھی
بیان کیا جاتا ہے تا طالبین حق کو کسی قسم کا اشتباہ باقی نہ رہے۔ ابن عباس رض
کا عمل اور تعلیم کرنا بصیغۂ خطاب ابھی معلوم ہوا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے بھی اسی قسم کی التحیات ثابت ہے کما فی الموطا للامام محمد رح قال مالک رح
اخبرنا عبد الرحمن بن قاسم عن امہ عن عائشۃ رض انہا کانت تتشہد فتقول التحیات
الصلوات الزاکیات للہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان
محمداً عبدہ ورسولہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا و
علی عباد اللہ الصالحین السلام علیکم اسی طرح ابن عمر رض سے مروی ہے کما فی الموطا
للامام محمد قال مالک اخبرنا نافع عن ابن عمر انہ کان یتشہد فیقول بسم اللہ التحیات
للہ الصلوات للہ والزاکیات للہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین الحدیث اور شرح معانی الآثار میں امام
طحاوی رح نے روایت کی ہے عن مجاہد قال کنت اطوف مع ابن عمر رض بالبیت
وہو یعلمنی التشہد یقول التحیات للہ الصلوات الطیبات السلام علیک ایہا
النبی ورحمۃ اللہ قال ابن عمر وزدت فیہا وبرکاتہ یعنے مجاہد کہتے ہیں کہ سکھایا
مجھکو ابن عمر رض نے حالت طواف کعبہ میں تشہد مذکور۔ اسی طرح معاویہ اور سلمان
فارسی اور ابو حمید رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ مولانا مولوی محمد عبد الحی صاحب
لکھنوی مرحوم نے تعلیق الممجد میں لکھا ہے ومنہم معاویۃ اخرج الطبرانی فی الکبیر
مثل تشہد ابن مسعود ومنہم سلمان اخرج الطبرانی والبزاز مثل تشہد ابن مسعود
وقال فی آخرہ قلہا ولا تزد فیہا حرفاً ولا تنقص منہا حرفاً واسنادہ ضعیف ومنہم

ابو حمید اخرج الطبرانی عنہ مرفوعاً مثلہ یعنے یہ حضرت ابن مسعودؓ کی تشہد پڑھا کرتے
اور روایت کیا کرتے تھے اور کہا سلمان فارسیؓ نے نہ اس سے زیادہ کرو نہ کم
اور ایسا ہی ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے عن ابی المتوکل قال سالت ابا سعید
عن التشہد فقال التحیات الصلوات الطیبات للہ السلام علیک ایہا النبی
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ و
اشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ وقال ابو سعید کنا لا نکتب شیئاً الا القرآن والتشہد
ش کذا فی کنز العمال۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ خود ابن مسعودؓ تابعین کو اسی التحیات
کی تعلیم کیا کرتے تھے جسکی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی کما روی
ابن الہمام فی فتح القدیر۔ قال ابو حنیفہ رح اخذ حماد بن سلیمان بیدی وعلمنی
التشہد وقال حماد اخذ ابراہیم بیدی وعلمنی التشہد وقال ابراہیم اخذ علقمۃ بیدی
وعلمنی التشہد وقال علقمۃ اخذ عبد اللہ بن مسعودؓ بیدی وعلمنی التشہد وقال
عبد اللہ اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی وعلمنی التشہد کما یعلمنی السورۃ
من القرآن وکان یاخذ علینا بالواو واللام یعنے سکھایا ابن مسعودؓ نے علقمہ کو التحیات
ہاتھ پکڑ کر جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو سکھایا تھا اس سے ظاہر ہے
کہ صرف چند روز صیغہ خطاب و ندا کو انھون نے بدلا تھا تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر
اس تغیر مین لحاظ خطاب و ندا کا تھا تو یہ سبب قبل انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے بھی موجود تھا اس لئے کہ صحابہ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غائب
بھی ہوتے تھے پس اس تقدیر پر لازم آتا ہے کہ حالت غیبت مین بصیغہ خطاب
وندا پڑھتے ہون حالانکہ یہ بات کسی سے مروی نہین بلکہ خود اس حدیث مین

مصرح ہے کہ بعد وفات شریف کے خطاب بدلا گیا پس معلوم ہوا کہ علت تغیر کی
ندا وخطاب نتھا بلکہ صدمہ وفات شریف کا تھا۔ پس ان وجوہ سے یہ بات
معلوم ہوئی کہ اول تو جملہ صحابہ نے صیغہ ندا کو بدلا ہی نہین اور بعضون نے جو بدلا
سبب اوسکا یہ تھا کہ بعد وفات شریف کے خطاب وندا جایز نہین ۔ اور بعد
چندروز کے بدلنے والے بھی بحسب تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بصیغہ خطاب
پڑھتے اور تعلیم کیا کرتے تھے شیخ عابد سندھی رح نے المواہب اللطیفہ فی شرح
مسند ابی حنیفہ رح مین اس مسئلہ مین نہایت ہی لطیف وچست بحث کی ہے
چونکہ مناسب مقام ہے اس لئے بعینہ اونکی عبارت نقل کیجاتی ہے ۔ وہی ہٰذہ
لا شک ان الشارع صلی اللہ علیہ وسلم علمہم لفظ التشہد وقد اشتمل علی الخطاب ولم
ینقل لہم انہم یخالفون بذلک اللفظ بعد وفاتہ مع ان الموجب فی الاتیان بلفظ
الغیبۃ کان موجودا فی زمانہ صلی اللہ علیہ وسلم لغیبتہم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فی الاسفار والمغازی والسرایا وغیر ذلک ولم ینقل عن احد منہم انہ کا تشہد بلفظ
الغیبۃ فی تلک الحالات علی ان عمر رضی اللہ عنہ علم الناس التشہد علی المنبر فی
ایام خلافتہ فعلمہم بلفظ الخطاب کما اخرجہ مالک فی الموطا عن عبد الرحمن بن عبد القاری
وکذلک رواہ القاسم بن محمد عن تشہد عائشۃ الذی کانت تتشہد بہ وذلک لاشک
فیہ انہ بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکذلک ما رواہ نافع ان ابن عمرؓ کان
یتشہد وفیہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وکل ہذا عند مالک فی الموطا
وکان ابو موسی یعلم ہٰذا ایضاً کما اخرجہ النسائی وعلم ابن عمر عبد اللہ بن باطی بذلک
عند ابی داؤد وعلم سلمان ابا راشد کذلک کما اخرجہ الطبرانی فی الکبیر والبزار

فهذا کله صریح فی انهم حملوا الفاظ التشهد علی سبیل التعبد ولم یجعلوه مخصوصاً بزمان دون زمان فغایتہ ما یفهم من فعل ابن مسعودؓ فیما اخرجه البخاری وغیره وفی فعل الصحابة الذین حکی عنهم عطاء ان یکون اجتهاداً منهم لانه بتوقیف من الشارع صلی اللہ تعالی علیه وسلم مع انه لا مجال للاجتهاد فی مقابلة ما عینه الشارع صلی اللہ تعالی علیه وسلم علی ان خبر عطاء لا یفهم من سمع من الصحابة بلفظ الغیبة وغالب ما یروی عن عطاء عن موالاء المذکورین من الصحابة وقد اسمعناک من امرهم انهم کانوا یتشهدون الا بلفظ الخطاب واللہ اعلم ومن وقف علی خلاف ما حررته مویداً ببرهان فلیفد جزاه اللہ خیرا خلاصه اوسکا یه هے که اسمین کچهه شک نهین کے آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم نے وه التحیات تعلیم فرمائے تهے جسمین صیغه خطاب هے اور یه نه فرمایا که بعد وفات شریف کے وه لفظ بدلدیا جاوے - اور سبب صیغه غائب کا خود حضرت کے زمانه مین موجود تها کیونکه صحابه سفر وغیره کی وجه سے غائب هوا هی کرتے تهے - پهر کسی سے یه منقول نهین که اوس حالت مین صیغه خطاب کو ترک کیا هو اور عمر فاروق اور عائشه صدیقه اور ابن عمر اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنهم کا تعلیم کرنا اور پڑهنا بصیغه خطاب بعد وفات شریف کے ثابت هے پس اس سے ظاهر هے که الفاظ تشهد صحابه کے نزدیک تعبدی تهے که خصوصیت اوسکو کسی زمانه کے ساتهه نهین - اور بعض صحابه نے جو اوسکو بدل دیا تها تو وه اونکا اجتهاد تها شارع علیه السلام کا اسمین امر نهین باوجودیکه مقابله مین تعیین شارع کے اجتهاد کو دخل نهین پهر کها شیخ عابد رحمة اللہ علیه نے اگر کوئی شخص اس تحریر کے خلاف پر مطلع هو تو چاهیے

کہ پیش کرے بشرطیکہ موید بالبرہان ہوا نہیں۔ احادیث مذکورہ بالا سے یہ بات ثابت ہے کہ صحابہ کبار بعد وفات شریف کے التحیات بصیغۂ ندا و خطاب پڑھا کرتے اور علی رؤس الاشہاد تعلیم کیا کرتے تھے اور خاص ابن مسعودؓ کو اس التحیات کی تعلیم مین نہایت اہتمام تھا کہ ایک ایک حرف کی کمی و زیادتی پر مواخذہ کیا کرتے تھے چنانچہ قریب مین معلوم ہو گا۔ اور امام ترمذی نے بعد حدیث التحیات ابن مسعودؓ کے لکھا ہے کہ عامہ اہل علم صحابہ و تابعین کا اسی پر عمل تھا اور یہی قول سفیان ثوری اور ابن مبارک اور امام احمد وغیرہم کا ہے۔ اور کہا کہ امام شافعی رح نے تشہد ابن عباسؓ کو اختیار کی ہے۔ اوسمین بھی صیغہ خطاب وندا کا موجود ہے۔ اور یہ بھی مضمون سابق سے مستفاد ہوا کہ ائمہ اربعہ رح کی معمول بہ وہ التحیات ہے جسمین صیغہ خطاب وندا کا ہے اور علماے مذاہب اربعہ رح کا عمل الی یومنا ہذا اسی پر جاری ہے چنانچہ حنابلہ سے ابن تیمیہ رح نے منتقی الاخبار مین ندا و خطاب والی تشہد کو ذکر کیا اور ابومعمر کی روایت سے اغماض کیا بلکہ کتاب المحرر مین جو فقہ مین لکھی ہے اسی تشہد کا امر کیا ہے جسمین خطاب موجود ہے حیث قال ثم یتشہد فیقول التحیات للہ الصلوات الطیبات السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ الخ حتی کہ خود امام بخاری رح نے ترک خطاب کو پسند نہین کیا اسلئے کہ التحیات کے ابواب مین ابن مسعودؓ کی اس حدیث پر استدلال کیا جسمین اونکا وہ قول نہین اور جسمین وہ قول ہے اوسکو کتاب الاستیذان مین مصافحہ کے باب مین ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ قول ابن مسعودؓ کا امام بخاری رح کے

نزدیک بھی معمول بہ نہین اب یہ دیکھنا چاہئیے کہ مقصود ابن مسعودؓ کا اس قول سے کیا ہے جو بخاری مین بروایت ابی معمر مذکور ہے علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکفی بین کفیہ کما یعلمنی السورۃ من القرآن التحیات للہ الخ وہو بین ظہرانینا فلما قبض قلنا السلام یعنی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ظاہر کرنا مقصود ہے کہ بعد وفات شریف کے بھی صحابہ التحیات مین حضرت پر وہی سلام عرض کیا کرتے تھے جو سابق سے مین تھا یعنے السلام علیک ایہا النبی۔ تا خدشہ حاضرین کا ندا وغیرہ کے باب مین بنظر فعل صحابہ کے دفع ہوجاوے۔ اور یہ بات مطابق واقع کے ہے کہ صحابہ کا فعل ایسا ہی تھا کما مر انفاً اس توجیہ پر الف لام قلنا السلام مین عہد کا ہوگا بس مطلب یہ ہوا کہ جب انتقال فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہم نے التحیات مین وہی سلام جو اوپر مذکور ہے۔ اور قرینہ اسپر یہ ہے کہ فلما قبض کے جواب مین صرف السلام پر اکتفا کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس سلام کی خبر مخاطب کو دینا منظور ہے۔ اور اگر خطاب بدلنے کا اخبار منظور ہوتا تو صرف السلام پر اکتفا نہ کرتے بلکہ غیبت کی تصریح کر دیتے۔ اور اگر لفظ السلام کو مقولہ قلنا کا بتائیے تو لازم آتا ہے کہ صرف السلام کہتے ہون بغیر ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ظاہر البطلان ہے۔ پھر مزید توضیح اور تعیین کیلئے سلام کی تفسیر کی باعتبار مسلم علیہ کے حیث قال قلنا السلام یعنی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے کہ التحیات مین مسلم علیہ تین ہین بس مطلب اوسکا یہ ہوا کہ بعد وفات شریف کے ترک نہین کیا ہم نے سلام کو بلکہ کہا ہم نے وہ سلام

یعنے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بلفظ السلام علیک ایہا النبی کہا کرتے تھے اور اسی کی موید ہے وہ روایت جو عبارت فتح الباری مین اوپر مذکور ہوئی کہ کہا عبداللہ بن عباسؓ نے ابن مسعودؓ سے کہ السلام علیک ایہا النبی ہم اوسوقت کہتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے مقصود یہ کہ بعد وفات شریف کے سلام کیسا کہنا چاہئیے کہا ابن مسعودؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہمکو اور ویسا ہی تعلیم کیا کرتے ہین ہم انتہی اس تقریر سے ابن عباسؓ کو سکوت حاصل ہوگیا اسی وجہ سے آپکا بصیغہ خطاب پڑہنا اور تعلیم کرنا روایات مذکورہ بالا سے ثابت ہے۔ اگرچہ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ روایت ابو معمر کی (جسمین قول عبداللہ بن مسعود فلما قبض قلنا السلام ہے) صحیح ہو اور یہ روایت مناظرہ ضعیف ہے مقصود اس سے یہ کہ معارضہ کی وجہ سے روایت ابی معمر کو جو بخاری مین ہے ترجیح ہوگی۔ مگر اسوجہ سے کہ اسکی معارض نہین بلکہ معاضد ہے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا تو ضعف اسکا کچھ مضر نہوگا بلکہ احد الاحتمالین کی ترجیح جو دوسرے قرائن سے ہو چکی ہے اسکی تائید کے لئے کافی ہو سکتی ہے کیونکہ قطعاً موضوع نہین جو بالکل بیکار کیجاوے غایۃ مافی الباب یہ ہے کہ یہ روایت ایک احتمال کے معارض ہے پھر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ معارضہ ضعیف کا صحیح کے ساتھ ہو کیونکہ اگر صحیح و قوی ہے تو اسناد ہے نہ وہ احتمال۔ اور اسی طرح یہ روایت بھی اسکی موید ہے عن الاسود قال کان عبداللہ یعلمنا التشہد کما یعلمنا السورۃ من القرآن فیاخذ علینا الالف والواو رواہ ابن النجار

کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے اسود سے کہ ابن مسعودؓ تشہد ہمکو ایسا سکھاتے تھے جیساکہ سورہ قرآن کا سکھاتے ہین کہ الف و واوین گرفت وگیر کیاکرتے تھے اور ابھی علقمہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ الف و لام مین مواخذہ کرتے تھے اور امام محمد رح نے موطا مین لکھا ہے قال محمد فکان عبد اللہ بن مسعودؓ یکرہ ان یزاد فیہ حرف او ینقص منہ حرف ترجمہ مکروہ سمجھتے تھے ابن مسعودؓ تشہد کے ایک حرف کی کمی وزیادتی کو وجہ اس اہتمام کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی التحیات کی تعلیم کا اونکو امر فرمایا جسکو بکمال اہتمام مثل بیعت لینے کے ہاتھ مین ہاتھ لیکر سکھاتے تھے کما قال الشیخ عابد السندھی رح فی طوالع الانوار قال الزیلعی انہ صلی اللہ علیہ وسلم امر ابن مسعود ان یعلمہ الناس فیما رواہ احمد والامر للوجوب ولا ینزل من الاستحباب اور بروایت متفق علیہ جو منتقی الاخبار سے لکھی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو فرمایا اذا قعد احدکم فی الصلوٰۃ فلیقل التحیات للہ الحدیث اس سے ظاہر ہے کہ ہمیشہ کے لئے یہ التحیات ہے اب رہی یہ بات کہ ابو عوانہؒ اور ابو نعیم اور بیہقی اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے قول ابن مسعودؓ کو بغیر لفظ یعنی کے روایت کیا ہے اس طور پر فلما قبض قلنا السلام علی النبی تو جائز ہے کہ کوئی راوی لفظ یعنی کو بھول گیا ہو یا زائد سمجھکر ترک کردیا ہو کیونکہ روایت بالمعنی محدثین کے نزدیک درست ہے امام سیوطی رح نے مسالک الحنفا مین لکھا ہے وقد وقع فی الصحیحین روایات کثیرۃ من ہذا النمط فیہا لفظ تصرف فیہ الراوی وغیرہ اثبت منہ کحدیث مسلم عن انس فی نفی

قرائۃ البسملۃ و قد اعلہ الامام الشافعی رضی اللہ عنہ بذالک و قال ان الثابت
من طریق آخر نفی سماعہا ففہم منہ الراوی نفی قرائتہا فرواہ بالمعنی علی ما فہمہ
فاخطاء اور یہ ظاہر ہے اس لئے کہ جب یہی روایت بخاری شریف مین موجود
ہے تو ضرور ہے کہ فضیلت بخاری کی ملحوظ رہے۔ اور سوائے اوس کے
قاعدہ مسلمہ ہے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے کما قال النووی فی مقدمۃ مسلم
زیادات الثقۃ مقبولۃ مطلقاً عند الجماہیر من اہل الحدیث و الفقہ و الوصول
اس اعتبار سے بھی لفظ یعنی معتبر ہوا۔ اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ لفظ یعنی
غلط ہے جب بھی کچھ نقصان نہین۔ کیونکہ وجوہات مذکورہ بالا سے جب
الف ولام السلام کا عہدی ٹھیرا تو علی النبی مع متعلق صفت اسکی ہوجاگی
اور مطلب اس عبارت کا یہ ہوگا کہ بعد انتقال کے کہا ہمنے وہی سلام جو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ اگر کہا جاوے کہ یہ تاویل ہے مفہوم ظاہر عبارت
یہ ہے کہ جملہ السلام علی النبی مقولہ قلنا کا ہے۔ تو ہم کہین گے کہ یہ تاویل کچھ
نئی بات نہین جس سے استبعاد ہو ظاہر ہے کہ جب نصوص آپسمین معارض
ہوتے ہین تو حتی الامکان کسی ایک مین تاویل کیجاتی ہے اور یہان بھی یہی ہوا
اس لئے کہ اگر یہ قول ظاہر پر چھوڑا جاوے تو کئی قباحتین لازم آتی ہین
ایک بلا دلیل نسخ عموم اوقات کا جو باحادیث صحیحہ ثابت ہے۔ دوسری
ترجیح اجتہاد کی مقابلہ مین نص کے جو جائز نہین کما قال الشیخ عابد رح فی المواہب
اللطیفہ ولا مجال للاجتہاد فی مقابلۃ ما عینہ الشارع صلی اللہ علیہ وسلم ادائے
فی التشہد۔ تیسرا تناقض اس لئے کہ خود ابن مسعودؓ سے خلاف اوس کے

مروی ہے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا الحاصل ان اسباب سے یہان تاویل کی ضرورت ہے۔ اب رہا قول ابن عطا کا جسکو فتح الباری مین نقل کیا ہے کہ صحابہ بعد وفات شریف کے السلام علی النبی کہا کرتے تھے سو اوسکا جواب یہ ہے صحابہ کا فعل اور تعلیم احادیث مذکورۂ بالا سے ثابت ہے کہ کسی نے خطاب و ندا کو ترک نہین کیا مگر بات یہ ہے کہ عطا رح نے ابن مسعودؓ کے ظاہر قول کا مطلب بیان کر دیا جو بروایت ابی عوانہ مروی ہے ورنہ کسی اور صحابی سے اس قسم کی بات مروی نہین الحاصل قطعاً یہ بات ثابت نہین ہو سکتی کہ تمام صحابہ تو کیا خود عبد اللہ بن مسعودؓ نے بھی خطاب و ندا کو بعد وفات شریف کے ترک کیا ہو ہذا ما تیسر لی و ہو ولی التوفیق والتوقیف

نادرہ ندائے غائب کے مسئلہ مین جب استدلال السلام علیک ایہا النبی کے ساتھ کیا جاتا ہے تو بعض لوگ اوسکا جواب دیتے ہین کہ یہان ندا مقصود نہین بلکہ یہ حکایت ہے مخاطبہ شب معراج کی پھر جب اون سے پوچھا جاوے کہ کیا اس حدیث کو مانتے ہو تو کہتے ہین اگر وہ حدیث مانی جاوے تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش پر جانا ثابت ہوتا ہے حالانکہ سدرۃ المنتہی سے اوس طرف جانے مین کوئی حدیث صحیح یا حسن محدثین کے پاس ثابت نہین۔ یہ عجیب بات ہے اگر نماز کی التحیات کو حکایت اسکی قرار دین تو چاہیئے کہ محکی عنہ کو اپنے قواعد کے موافق ثابت کرین یا مان لین اور اگر محکی عنہ کا انکار ہے تو حکایت کا نام نہ لین اسکے کیا معنی کہ حکایت مین تو وہ زور و شور اور محکی عنہ سے بالکل انکار کیا اسکو الف لیلہ کی

حکما ہنت سمجھی ہے جسمین محکی عنہ سے کچھ بحث نہین۔ **الحاصل** ہر مسلمان کو چاہئیے
کہ نماز مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف متوجہ ہو کر سلام عرض کرے اور
شک نہ کرے کہ اسمین شرک فی العبادۃ ہوگا۔ کیونکہ جب شارع کے طرف سے
اسکا امر ہوگیا تو اب جتنے خیالات اسکے خلاف مین ہون وہ سب بیہودہ اور
فاسد سمجھے جائینگے۔ اور اسمین تعلل ایسا ہوگا جیسے ابلیس نے آدم علیہ السلام
کے سجدہ مین تعلل کیا تھا۔ اب یہ بات معلوم کرنا چاہئیے کہ جب اس سلام کا یہ
رتبہ ہوا کہ ایک حصہ عبادت محضہ یعنے نماز کا اسکے لئے خاص کیا گیا تو دوسرے
اوقات مین ہم لوگون کو کس قدر اہتمام و ادب چاہئیے۔ ہرچند عوام الناس
اس قسم کے امور سے مرفوع القلم ہین کیونکہ اونکو تو اسی قدر کافی ہے کہ جتنا شارع
نے ضروری بتایا اتنا کردیا۔ مگر اہل عقل و تمیز کو چاہئیے کہ ایسے امور مین غور و فکر
کرین اور ادب سیکہین۔ العاقل تکفیہ الاشارہ الغرض جب کسی وقت خاص
مین سلام عرض کرے تو چاہئیے کہ کمال ادب کے ساتھ کھڑا ہوا اور دست بستہ
ہو کر السلام علیک یا سیدنا رسول اللہ السلام علیک یا سیدنا سید الاولین والآخرین
وغیرہ صیغہ جنمین حضرت کی عظمت معلوم ہو عرض کرے اب یہان شاید کوئی
شخص یہ اعتراض کرے کہ قیام مین تشبیہ بالعبادت ہے اور وہ جایز نہین
تو جواب اوسکا یہ ہے کہ جب عین عبادت مین یہ سلام جایز ہوا تو تشبیہ بالعبادت
مین کیون نہو۔ اگر کہا جاوے کہ قوموا للہ قانتین سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام
خاص اللہ تعالی کے واسطے چاہئیے تو ہم کہینگے کہ بیشک نماز کا قیام خاص
اللہ تعالی کے واسطے ہے اور اگر مطلق قیام کی اسمین تخصیص ہوتی تو لفظ للہ

کی ضرورت نہ تھی خلاصہ یہ کہ اس آیۃ شریفہ سے نماز کا قیام فرض ہوا نہ یہ کہ انحصار
قیام کا اسمین ثابت ہوا اگر یہی بات ہوتی تو کوئی قیام درست ہی نہوتا حالانکہ
جمہور محدثین و فقہا کے نزدیک علاوہ اور قیامون کے کسی کے اکرام کے
واسطے کھڑا رہنا بھی درست ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ کو حافظ ابن حجر عسقلانی رح
نے فتح الباری مین بشرح و بسط لکھا ہے ماحصل اوسکا یہ ہے۔ احکام قیام کے
مختلف ہین۔ ایک وہ کہ جیسے امرا و سلاطین مثلاً بیٹھے ہوتے ہین اور خدام
و اتباع اون کے تعظیماً روبرو کھڑے رہتے ہین یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔
دوسرا وہ کہ جیسے کوئی سفر سے آوے یا کوئی خوش خبری یا تہنیت آنیوالے کو
دینا ہو ایسے مواقع مین قیام بالاتفاق جائز ہے۔ تیسرا کسی کے اکرام کیواسطے
کھڑا رہنا جسکو ہمارے محاورہ مین تعظیم کہتے ہین یہ صورت مختلف فیہ ہے
ابن قیم اور ابو عبد اللہ ابن الحاج کے پاس ناجائز ہے۔ اور امام مالک اور
عمر بن عبد العزیز اور امام بخاری اور مسلم ابو داؤد بیہقی طبرانی ابن بطال
خطابی منذری تورپشتی اور امام نووی رحمہم اللہ کے اقوال سے اس کا جواز
ثابت ہے۔ مانعین کے دلائل یہ ہین (۱) عن معاویۃ قال قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم من احب ان یتمثل لہ الرجال قیاماً وجبت لہ النار۔ ترجمہ فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص دوست رکھے اس بات کو کہ لوگ اوسکے لئے
کھڑے رہا کرین تو واجب ہے اسکے واسطے دوزخ (۲) بخاری اور ابو داؤد
اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ ابن زبیر اور ابن عامر بیٹھے ہوئے تھے کہ
نکلے معاویہ پس قیام کیا ابن عامر نے اور بیٹھے رہے ابن زبیر کہا معاویہ نے

ابن عامر سے بیٹھے جاؤ کہ سنا ہے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
من احب ان یتمثل له الرجال قیاما فلیتبوأ مقعده من النار یعنی جو شخص دوست رکھے
کہ لوگ کھڑے رہا کریں اوسکے لیے تو چاہئے کہ وہ شخص گھر اپنا دوزخ مین
بنالے انتہی (۳۰) عن انس قال انما هلك من كان قبلكم بانهم عظموا ملوكهم
بان قاموا وهم قعود رواه الطبرانی ترجمہ روایت انس سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے ہلاک ہوے اسی وجہ سے کہ
تعظیم کی اونہون نے پادشاہونکی اس طور سے کہ کھڑے رہتے تھے وہ اور سلاطین
بیٹھے رہتے تھے انتہی ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قیام اکرام درست نہین
امام نووی رح نے اسکا جواب دیا ہے کہ مقصود اس سے زجر ہے اون لوگونکو
جو کبر و نخوت کی وجہ سے چاہتے ہین کہ لوگ اونکے واسطے کھڑے رہین پھر خواہ
لوگ کھڑے ہون یا نہون صرف یہ دوست رکھنا قیام کا ممنوع ہے۔ اور اس
سے قیام کی ممانعت نہین معلوم ہوتی۔ ابن الحاج رح نے اس جواب کو رد کیا
ہے کہ معاویہ کا قیام سے منع کرنا دلیل بین ہے نفس قیام کے منع ہونے پر
ابن حجر رح نے اسکا کچھ جواب نہین دیا حالانکہ امام نووی رح کے طرف سے
اسکا یہی جواب ہو سکتا ہے کہ معاویہ نے اس موقع مین جو حدیث من احب
ان یتمثل له الرجال قیاما پڑھی مقصود اس سے یہ نہ تھا کہ نفس قیام کی ممانعت
ظاہر کرین بلکہ معلوم کرانا اس بات کا منظور تھا کہ مثل سلاطین امم سابقہ کے
لوگون کا قیام مجھکو پسند نہین اسلئے کہ لغت مین مثول کے معنی دیر تک کھڑے
رہنے کے ہین نہ صرف اٹھنا چنانچہ صحاح جوہری مین مثل بین یدیه مثولا ای

انتصب قائماً اس موقع مین اس حدیث کے ساتھ استدلال کرنا دلیل ہے اسپر
کہ اپنا ابرائے ذمہ ادنہین مقصود تھا کیونکہ اس حدیث مین وعید اوس شخص
کے واسطے ہے جسکو لوگون کا کہڑا رہنا اچھا معلوم ہو۔ اگر نفس قیام سے منع
کرنا منظور ہوتا تو کوئی ایسی دلیل لاتے جس سے اس فعل کی ممانعت معلوم ہو
مثل لاتقوموا کما یقوم الاعاجم کے۔ اور طبرانی کی حدیث مذکور مین اسقسم
کا قیام ہے جو بالاتفاق ممنوع ہے۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے خود اپنے لئے قیام کو منع فرمایا۔ امام نووی رح نے اوسکا جواب
یہ دیا ہے کہ یہ منع کرنا فتنہ کے خوف سے تھا کہ کہین تعظیم مین شدہ شدہ افراط
نہو جاے اسی واسطے لاتطرونی بھی فرمایا ہے ورنہ خود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعض وقت قیام فرمایا اور کبھی جو بعضون نے قیام بھی کیا ہے
اوس سے منع نہین فرمایا۔ اور کسی موقع مین قیام کا امر فرمانا بھی ثابت ہے
اور سوا اسکے اس منع مین یہ بھی ملحوظ ہو گا کہ بعد رسوخ محبت وعقیدت
کے تکلفات عرفیہ کی ضرورت نہین۔ پانچوین دلیل یہ ہے کہ امام مالک رح
سے اسکا انکار منقول ہے کہ کسی شخص کے واسطے کوئی اٹھے اور کہڑے رہے
جبتک کہ وہ نہ بیٹھے اگرچہ آنیوالا کسی کام مین مشغول رہے۔ اگرچہ ابن حجر رح
نے اسکا جواب نہین دیا مگر ظاہر ہے کہ نفس قیام کا انکار اس سے ثابت
نہین ہوتا چھٹی دلیل عن ابی امامۃ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
متوکیا علی عصی فقمنا لہ فقال لاتقوموا کما یقوم الاعاجم بعضہم لبعض ترجمہ
روایت ہے ابی امامۃ سے کہ برآمد ہوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس

حالت مین کہ ٹیکا دیئے ہوے تھے عصا پر پس کہڑے ہو گئے ہم لوگ فرمایا کہ مت کہڑے ہو جیسے عجمی ایک دوسرے کے واسطے کہڑے ہوتے ہین انتہی طبرانی رح نے اس استدلال کا جواب دیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف اور مضطرب السند ہے اور اسمین ایک راوی غیر معروف ہے۔ اور مجوزین قیام کی دلیلین یہ ہین۔

(۱) یہ حدیث جو بخاری شریف مین ہے عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت بنو قریظة علی حکم سعد بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہ وکان قریبا منہ فجاء علی حمار فلما دنی من المسجد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للانصار قوموا الی سیدکم ترجمہ روایت ہے ابی سعیدؓ سے کہ جب اترے بنی قریظہ حکم پر سعدؓ کے بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو سعد بن معاذ کی طرف جو قریب تھے پس حاضر ہوئے وہ سوار ہو کر جب مسجد کے نزدیک پہنچے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے کہ کھڑے رہو اور جاؤ اپنے سردار کے طرف انتہی۔ ابن الحاج نے اسپر اعتراض کیا ہے۔ کہ سعد مجروح تھے جب بسبب طلب حاضر ہوے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے کہ اٹھو مقصود یہ کہ سواری سے اونکو اتار لو جیسا کہ لفظ الی سیدکم سے معلوم ہوتا ہے اگر اکرام مقصود ہوتا لسیدکم فرماتے۔ تورپشتی رح نے اسکا جواب دیا کہ الی مین لام سے زیادہ مقصود پر دلالت ہے اس لئے کہ اسکا مطلب یہ ہوا کہ اٹھوا ور جاؤ اونکے طرف جس سے کمال درجہ کا اکرام ظاہر ہوا ور اسپر قرینہ یہ ہے کہ قوموا الی سیدکم ارشاد ہوا اور یہ ایسا ہے جیسا ترتب حکم کا کسی وصف پر ہوتا ہے جو مشعر بعلیت ہو پس یہ ارشاد گویا اس معنی مین ہوا کہ سیادت کی وجہ سے اونکا اکرام کرو اگر

اونکو اٹھانا مقصود ہوتا تو کسی ایک دو کو مامور فرماتے۔ اور تخصیص انصار سے شاید یہ معلوم کرانا منظور ہو کہ ہر شخص اپنے سردار کے ساتھ تکریم پیش آوے دوسری دلیل یہ حدیث ہے جسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان جالسا یوما فاقبل ابوہ من الرضاعۃ فوضع لہ بعض ثوبہ فجلس علیہ ثم اقبلت امہ فوضع لہا ثوبہ من الجانب الآخر ثم اقبل اخوہ من الرضاعۃ فقام فاجلسہ بین یدیہ ترجمہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے کہ والد رضاعی آپ کے حاضر ہوئے آپنے اپنی چادر مبارک اونکے لئے بچھائی پھر حاضر ہوین والدہ آپنے چادر مبارک کی دوسری جانب اونکیلئے بچھائی پھر حاضر ہوئے آپکے رضاعی بھائی پس اٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بٹھایا اونکو روبرو اپنے انتہی۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام بھی ثابت ہے ابن الحاج نے کہا کہ اس سے قیام متنازع فیہ ثابت نہین ہوتا کیونکہ اگر اکرام مقصود ہوتا تو والدین بطریق اولی مستحق تھے بلکہ یہ اٹھنا توسیع محل کیلئے تھا۔ اگرچہ ابن حجر رح نے اسکا جواب نہین دیا مگر بادنی تامل معلوم ہو سکتا ہے کہ لفظ حدیث مین قام فاجلس بین یدیہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہی جا پر تشریف رکھے اور اونکو روبرو بٹھلایا اس صورت مین توسیع محل کی کچھ ضرورت ہی نتھی اور اگر ضرورت بھی تھی تو ہٹ جانا کافی تھا قیام کی ضرورت نتھی رہا یہ کہ والدین کے واسطے قیام نہ فرمایا۔ اول تو نفی قیام کی تصریح نہین جا سکے کہ قیام بھی فرمایا ہو اور اگر نفی ثابت بھی ہو جائے۔ جب بھی انہین کا

اکرام بڑہا ہے کہ اسلئے کہ خاص چادر مبارک انکے لئے خلاف عادت بچھائی
مین کمال درجہ کی خصوصیت و اکرام ظاہر ہے اور برادر رضاعی کے لئے
صرف قیام فرمایا الحاصل قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکے آنیکے
وقت ثابت ہے اور ظاہر الفاظ سے یہ بات بھی قابل تسلیم ہے کہ قیام صرف
انکے آنے پر مرتب ہوا۔ نہ تنگی محل سے کیونکہ حدیث مین اقبل اخوہ فقام ہے
اگر تنگی محل کی وجہ سے ہوتا تو اقبل اخوہ وکان المکان ضیقا فقام کہا جاتا
وہذا القدر یکفی للناظر۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ فتح مکہ کے روز عکرمہ یمن کے طرف
بھاگ گئے تھے اونکی بی بی نے اونہین مسلمان کرکے خدمت مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر کی حضرت اونکو دیکھتے ہی کمال خوشی سے
اٹھ کھڑے ہوے۔ اسی طرح جب جعفرؓ حبشہ سے حاضر ہوے اٹھ کھڑے ہوے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ جعفرؓ کے آنے سے مجھکو
زیادہ خوشی ہوئی یا فتح خیبر سے۔ اور حضرت عائشہؓ فرماتے ہین کہ زید بن حارثہؓ
جب مدینہ منورہ مین آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف
رکھتے تھے اونہون نے دروازہ ٹھوکا اور حضرت کھڑے ہوگئے اور گلے لگایا
ابن الحاج نے ان دلائل کا جواب دیا ہے کہ یہ قیام متنازع فیہ نہین۔ اس لئے کہ
قدوم کے وقت یا تہنیت وغیرہ کے واسطے قیام بالاتفاق درست ہے۔

چوتھی دلیل عن ابی ہریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحدثنا فاذا قام
قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل رواہ ابوداؤد ترجمہ روایت ہے ابوہریرہؓ
سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگون کے ساتھ باتین کیا کرتے تھے

پہر جب اٹھتے تو ہم لوگ سب اٹھ کہڑے ہوتے اور ٹہرے رہتے یہانتک کہ حضرت
محل مبارک ہین داخل ہو جاتے انتہی ابن الحاج نے اسکا جواب دیا ہے کہ یہ
اٹھنا اکرام کے واسطے نہ تھا بلکہ اس غرض سے تھا کہ ہر شخص جانیوالا چلا جائے
ابن حجر رح نے کہا کہ ٹہرنے کی وجہ یہ تھی کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یاد
فرمالین تو حاضر ہونے ہین توقف نہو۔ پانچوین دلیل امام نووی رح نے ان
احادیث سے استدلال کیا ہے جنمین مہمانون کا اکرام اور بڑہ دن کی توقیر کی
تاکید ہے۔ اور تنزیل الناس منازلہم یعنے ہر ایک کے ساتھ اوسکے مرتبہ کے
موافق سابقہ کرنیکا امر دار دہے الحاصل ان عمومات سے بہی قیام کا جواز
ثابت ہو سکتا ہے۔ ابن الحاج رح نے اسکا جواب دیا ہے کہ اگرچہ ان عمومات
ہین قیام داخل تھا مگر جب صراحۃً اسکی نہی ہو گئی تو اب اسکے حکم سے خارج
ہو گیا۔ ابن حجر رح نے اوسکا کچھ جواب نہین دیا لیکن ظاہر ہے کہ قیام متنازع فیہ
کی نہی کا ثبوت غیر مسلم ہے اور جس قیام کی نہی ثابت ہوی وہ متنازع فیہ
نہین تھا عرفت آنفاً۔ چھٹی دلیل ابن بطال رح نے اس حدیث کے ساتھ
استدلال کیا ہے عن عائشۃؓ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا
رای فاطمۃؓ ابنتہ قد اقبلت رحب بہا ثم قام الیہا فقبلہا ثم اخذ بیدہا حتے
یجلسہا فی مکانہ رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ وصححہ وابن حبان والحاکم
ترجمہ روایت ہے عائشہؓ کہ جب دیکھتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ
رضی اللہ عنہا کو کہ آتی ہین مرحبا فرماتے پہر کہڑے ہوتے اون کے طرف
اور بوسہ لیتے پہر ہاتھ پکڑ کے اپنی جاے پر اون کو بٹھلاتے۔ ابن الحاج رح نے

کہا کہ شاید اپنی جاے پر بٹھلانیکے واسطے حضرت اوٹھتے ہون خصوصاً اس موقع مین
کہ جہان تنگی مکان بھی ہو اور معلوم ہے کہ اس زمانہ مین مکانات نہایت تنگ
تھے اس صورت مین یہ قیام متنازع فیہ نہوگا۔ اگرچہ ابن حجر رح نے اسکا جواب
نہین دیا مگر ظاہر ہے کہ اپنی جاے پر بٹھانیکے واسطے قیام کی ضرورت نہین
صرف ہٹ جانا کافی ہے اور اگر تنگی مکان کی وجہ سے یہ اٹھنا تھا تو لازم آتا
ہے کہ اونکو بٹھلا کر حضرت کہین اور تشریف لیجاتے ہون حالانکہ یہ بالکل خلاف
واقع ہے۔ قطع نظر اسکے لفظ قام الیہا سے قیام اکرام سمجھا جاتا ہے ورنہ لفظ الیہا کی
ضرورت نتھی ابن حجر رح نے اس بحث کو امام غزالی رح کے قول پر ختم کیا اور اسیکو
پسند کیا کہ قیام علی سبیل الاعظام مکروہ ہے اور علی سبیل الاکرام جائز حیث قال وقال
الغزالی رح القیام علی سبیل الاعظام مکروہ وعلی سبیل الاکرام لایکرہ وہذا تفصیل حسن انتہے
ما قال ابن حجر رح فی الفتح ملخصاً مع زیادۃ لبعض الاجوبۃ۔ یہان یہ بھی سمجھ رکھنا چاہیئے کہ مستحق
اکرام کیلئے قیام درست ہے مگر جس شخص کیلئے قیام کیا جاوے اوسکو چاہیئے کہ عجب اور
کبر سے بچے اور اپنے کو مستحق اسکا نہ سمجھے جیسا کہ امام بیہقی رح نے لکھا ہے القیام علی وجہ الاکرام
جائز کقیام الانصار لسعد وطلحۃ لکعب ولا ینبغی لمن یقام لہ ان یعتقد استحقاقہ
لذلک ذکرہ فی فتح الباری۔ ساتوین دلیل عن عائشۃ قالت ما رایت احداً کان
اشبہ سمتاً وہدیاً ودلاً وفی روایۃ حدیثاً وکلاماً برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
فاطمۃ کانت اذا دخلت علیہ قام الیہا فاخذ بیدہا واجلسہا فی مجلسہ وکان اذا
دخل علیہا قامت الیہ فاخذت بیدہ فقبلتہ واجلستہ فی مجلسہا رواہ ابو داؤد
کذا فی المشکوۃ ترجمہ روایت ہے حضرت عائشہؓ سے کہ کہا نہین دیکھا مین نے

کسی کو جو زیادہ تر مشابہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طریقہ مین اور روش مین اور نیک خصلتی مین اور ایک روایت مین ہے بات کرنے اور کلام کرنے مین فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یعنے (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ان امور مین بہت ہی مشابہ تھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ) جس وقت داخل ہوتی تھین فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت کے پاس کھڑے ہو جاتے اور متوجہ ہوتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون کے طرف اور بوسہ لیتے دنکی پیشانی دونون آنکھون کے درمیان مین اور بٹھاتے اونکو اپنی جگہ - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جاتے اونکے وہان کھڑی ہو جاتین اور بوسہ لیتین دست مبارک کا اور بٹھلاتین اپنی جگہ روایت کی اسکو ابو داؤد نے انتہی اس حدیث سے قیام فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے ثابت ہے آٹھوین دلیل ذکر السہمی فی الفضائل وکذا اوردہ الطبرانی بسند حسن عن ابن عباس عن امہ ام الفضل ان العباس اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما راہ قام الیہ وقبل ما بین عینیہ ثم اقعدہ عن یمینہ ثم قال ہذا عمی فمن شاء فلیباہ بعمہ فقال العباس نعم القول یا رسول اللہ قال ولم لا اقول ہذا انت عمی وصنو ابی وبقیۃ آبائی ووارثی وخیر من اخلف من اہلی کذا فی المواہب والزرقانی ترجمہ عباس رضی اللہ عنہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے حضرت اونکو دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوے اور دونون آنکھون کے مابین بوسہ دیکر اپنے سیدھے طرف اونکو بٹھلایا - عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقوم الرجل من مجلسہ الا لبنی ہاشم رواہ الخطیب کذا فی کنز العمال

ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ اٹھے کوئی شخص اپنی جاے
سے کسی کے واسطے سواے بنی ہاشم کے انتہی یعنے اکرام بنی ہاشم اور سادات
کا ضروری ہے اگرچہ اوروں کے واسطے اٹھنا بظاہر اس سے ممنوع معلوم
ہوتا ہے لیکن اتنا تو ضرور ہی ثابت ہوا کہ جو لوگ مستحق اکرام فقط بنی ہاشم
ہی کیون نہون ان کے واسطے اٹھنا درست ہے۔ دسوین دلیل عن ابان
عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقومن احدکم من مجلسہ
الا للحسن والحسین او ذریتہما رواہ ابن عساکر ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے نہ اٹھے کوئی تمہارا اپنی جاے سے کسی کے واسطے سواے حسن اور حسین
رضی اللہ عنہما اور انکی اولاد کے انتہی۔ گیارھوین دلیل عن ابی امامۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقوم الرجل من مجلسہ لاخیہ الا بنی ہاشم
لا یقومون لاحد رواہ الطبرانی والخطیب کذا فی کنز العمال ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ اٹھے ہر شخص اپنی جاے سے اپنے بھائی کے واسطے مگر بنی ہاشم
کہ کسی کے واسطے نہ اٹھین انتہی اس سے تو پوری تصریح جواز کی ہو گئی بلکہ
استحباب ثابت ہوا کیونکہ ادنی درجہ یہ ہے کہ امر سے استحباب ثابت ہو کما قال
الشیخ عابد السندی رح فی طوالع الانوار الامر للوجوب فلا تنزل عن الاستحباب۔
ابن حجر ہیتمی رح فتاواے حدیثیہ مین لکھا ہے کہ قیام نہ کرنا اندنون مین سبب
عداوت اور فتنہ کا ہے اسلئے اب وہ واجب ہے کما قال بعض ائمتنا فی
القیام قال ان ترکہ الآن صار علما علی القطیعۃ ووقوع الفتنۃ فیجب فعلا لذلک
سواے اس قیام کے جنازہ کو دیکھکر قیام کرنا بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے

کما ورد عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم الجنازۃ
فقوموا لہا الحدیث رواہ الجماعۃ الا ابن ماجہ ترجمہ روایت ہے ابی سعیدؓ
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھو تم جنازہ کو تو اٹھ
کھڑے رہو روایت کی اسکو بخاری مسلم امام احمد بن حنبل نسائی ابو داؤد
اور ترمذی رح نے انتہی وعن ابن عمر عن عامر ابن ربیعۃ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال اذا رایتم الجنازۃ فقوموا لہا حتی یخلفکم او یوضع رواہ الجماعۃ
ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھو تم کسی جنازہ کو تو کھڑے
ہوجاؤ اسکے لیئے یہانتک تمہارے پیچھے ہوجاوے وہ یا رکھا جائے۔
روایت کی اسکو بخاری مسلم امام احمد ابو داؤد نسائی ترمذی ابن ماجہ نے انتہی
وعن سہل بن حنیف وقیس ابن سعد انہما کانا قاعدین بالقادسیۃ فمر علیہما
بجنازۃ فقاما فقیل لہما انہا من اہل الارض ای من اہل الذمۃ فقالا ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرت بجنازۃ فقام فقیل لہ انہا جنازۃ
یہودی فقال الیست نفساً متفق علیہ ترجمہ روایت ہے کہ سہل بن حنیف
اور قیس بن سعد قادسیہ مین بیٹھے ہوے تھے کہ چند لوگ جنازہ لیکر ادہر
سے گذرے پس وہ دونون اوسکو دیکھکر کھڑے ہوگئے لوگون نے کہا کہ
یہ جنازہ ذمی کا ہے اونہون نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے روبرو سے ایک جنازہ گذرا آپ کھڑے ہوگئے کسی نے عرض کیا کہ یہ
جنازہ یہودی کا ہے فرمایا کیا نہین ہے وہ نفس روایت کی اوسکو بخاری
اور مسلم اور امام احمد بن حنبل رح نے انتہی۔ ذکر کیا ان تینون حدیثون کو

ابن تیمیہ رح نے منتقی الاخبار مین وعن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا مرت بکم جنازۃ فقوموا لہا فانما تقومون لمن معہا من الملئکۃ
طب کذا فی کنز العمال ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب گذرے
تم پرسے کوئی جنازہ تو کھڑے ہوجاؤ اسلئے کہ کھڑے ہوتے ہو تم ان فرشتون
کے لئے جو اوس کے ساتھہ ہین روایت کی اسکو طبرانی نے انتہی وعن ابی موسیٰ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مرت علیکم جنازۃ مسلم او یہودی
او نصرانی فقوموا لہا فانا لیس لہا نقوم انما نقوم لمن معہا من الملئکۃ حم طب
کذا فی کنز العمال فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کبھی گذرے تمہارے
روبرو سے جنازہ مسلمان کا یا یہودی و نصرانی کا تو کھڑے ہوجاؤ اوسکیلئے
کیونکہ ہم اسکے واسطے نہین کھڑے ہوتے بلکہ اون فرشتون کے لئے کھڑے
ہوتے ہین جو اوس کے ساتھہ ہین روایت کیا اسکو امام احمد نے اور طبرانی
نے ابن قیم رح نے زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا قیام اور ترک قیام دونون ثابت ہین اسلئے بعضون نے کہا ہے کہ قیام منسوخ ہے
اور بعضون نے کہا کہ قیام سے یہان استحباب قیام اور اوسکے ترک سے
جواز ترک مقصود تھا اور یہی قول بہتر ہے ادعائے نسخ سے حیث قال وصح
انہ صلی اللہ علیہ وسلم قام للجنازۃ لما مرت بہ وامر بالقیام لہا وصح عنہ انہ قعد
فاختلف فی ذلک فقیل القیام منسوخ والقعود اخر الامرین وقیل بل الامران
جائزان وفعلہ بیان للاستحباب وترکہ بیان للجواز وہذا اولی من ادعاء النسخ انتہی
الحاصل ان احادیث سے جنازہ کے واسطے بھی قیام ثابت ہوگیا خواہ

جنازہ کا اکرام اسمین ملحوظ ہو یا فرشتونکا اور لام والی کا جھگڑا ابھی یہان طے
ہوگیا جو ابن الحاج نے قوموا الی سیدکم مین کیا تھا اسلیئے کہ ان احادیث مین
صراحۃً قوموا لہا وارد ہے اسی طرح قیام فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا زیارت قبور کے وقت ثابت ہے چنانچہ میان شیخ مظہر صاحب نقشبندی
دہلوی مہاجر نے الدر المنظم فی القیام تجاہ قبر المکرم مین لکھا ہے اخرج الحافظ الحجۃ
ابو زید عمر بن شعبۃ عن الحسن قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی
بقیع الغرقد فقام فقال السلام علیکم یا اہل القبور الحدیث وعنہ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال علی اہل البقیع فقال السلام علیکم یا اہل القبور من
المومنین الحدیث ترجمہ روایت ہے حسن رح سے کہ تشریف لیگئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بقیع مین اور کھڑے ہوے اہل بقیع پر اور فرمایا السلام علیکم
یا اہل القبور انتہی ملخصاً الحمد للہ اس تقریر سے کئی قیام شرعاً ثابت ہوگئے
اب یہ نہین کہنا ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرنیکے
وقت کھڑے رہنے مین تشبہ بالعبادت ہے اور وہ جائز نہین بلکہ جب جنازہ
وغیرہ کے واسطے عموماً قیام ضرور ہوا تو یہان بطریق اولی ضرور ہوگا خصوصاً
مواجہ شریف وغیرہ مین کہ نہایت ادب کے ساتھ قیام چاہئے۔ چونکہ یہ موقع
ادب کا ہے اسلیئے چند آیات واحادیث و آثار یہان لکھے جاتے ہین تا معلوم
ہو کہ دین مین ادب کی کس قدر ضرورت ہے پہلے یہ بات معلوم کرنا چاہئے
کہ جبتک کسی کی عظمت دل مین نہین ہوتی اوس سے ادب نہین کیا جاتا اسلیئے
حق تعالی نے عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تعظیم عموماً لازم فرمائی

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ترجمہ البتہ بھیجا ہے آپکو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاہد کر (اپنی امت کے احوال اور جملہ انبیا کی تبلیغ رسالت پر قیامت کے روز گواہی دین) اور خوشخبری دینے والے اور ڈرانیوالے تا تم لوگ ایمان لاؤ اللہ تعالی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مدد کرو اور شریف و مفخم سمجھو اور تعظیم و توقیر کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر درمنثور مین لکھا ہے قولہ تعالی إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ الایہ اخرج عبد بن حمید وابن جریر عن قتادة إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا قال شاہدا علی امتہ وشاہدا علی الانبیاء انہم قد بلغوا ومبشرا یبشر بالجنة من اطاع اللہ وَنَذِيرًا ینذر النار من عصاہ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ قال بوعدہ وبالحساب وبالبعث بعد الموت وَتُعَزِّرُوهُ قال تنصرہ وَتُوَقِّرُوهُ قال امر اللہ تعالی بتسویدہ وتفخیمہ وتشریفہ وتعظیمہ وکان فی بعض القرأة ویسبحوا اللہ بکرة واصیلا واخرج عبد الرزاق وعبد بن حمید وابن جریر عن قتادة وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ اے تعظموہ واخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ وتعزروہ وتوقروہ یعنی التعظیم یعنی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی طرح امام بغوی رح نے تفسیر مین لکھا ہے وتعزروہ تعینوہ وتنصروہ وتوقروہ اے تعظموہ وتفخموہ وہذہ الکنایات راجعة الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر اسیاق آیۃ شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مبعوث کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعظیم و توقیر آپکی ایک مقصود اصلی ہے جسکو حق تعالی نے ایمان کے ساتھ لام کے تحت مین بیان فرمایا اور

دوسرے مقام میں فرمایا فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ترجمہ پس جو لوگ ایمان لائے اون پر یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تعظیم کی اونکی اور مدد دی اونکو اور پیروی کی اوس نور کی کہ اتار اگیا ہے اون کے ساتھ یہی لوگ نجات پانیوالے ہین انتہیٰ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے نجات بھی ممکن نہین کیونکہ اہل بلاغت جانتے ہین کہ ترکیب اُولٰٓئِكَ هُمُ المفلحون حصر کے لئے ہے یعنے رستگاری اور نجات خاص اونہین لوگونکو ہے جنمین یہ سب صفات موجود ہون اسی وجہ سے عظمت اور ہیبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ کے دلون پر کچھ ایسی مستولی تھی کہ باوجود اس خلق عظیم کے جس سے جانی دشمن حلقہ بگوش اور وحشی صفت بیگانے مانوس ہوجاتے تھے اور باوجود اس کمال عشق و محبت کے صحابہ آنکھ بھر کے چہرۂ مبارک کو نہین دیکھ سکتے تھے۔ اور کسی مین یہ جرٲت نتھی کہ کوئی بات یا مسئلہ بے تکلف پوچھ لے۔ اجنبی جہان دیدہ لوگ صحابہ کی تعظیم و توقیر اور خدمت گذاری کو جب دیکھتے بلا تصنع آپس مین کہتے کہ اس قسم کی تعظیم نہ کسی بادشاہ کی ہوتی دیکھی نہ کسی اور کی چنانچہ مواہب اللدنیہ مین مذکور ہے قال عروۃ ای قوم واللہ لقد وفدت علی الملوک و وفدت علی قیصر و کسری والنجاشی واللہ ان رایت ملکا قط یعظمہ اصحابہ ما یعظم اصحاب محمد محمدا (صلی اللہ علیہ وسلم) واللہ ان تنخم نخامۃ الا وقعت فی کف رجل منہم فدلک بہا وجہہ وجلدہ واذا امرہم ابتدروا امرہ واذا توضأ کادوا

یقتلون علی وضوئه واذا تکلم خفضوا اصواتهم عنده وما یحدون النظر الیه تعظماله

ترجمہ کہا عروہ نے اے قوم قسم ہے خدا تعالی کی کہ مین نے بہت پادشاہون کے دربار دیکھے ہین اور قیصر و کسری اور نجاشی کی پیشگاہ مین گیا۔ مگر جس قدر کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اونکی تعظیم کرتے ہین کسی بادشاہ کی تعظیم ہوتی نہین دیکھی۔ خدا کی قسم جب وہ ناک چھنکتے ہین آب بینی لوگون کی ہتیلیون مین گرتا ہے جسکو وہ لوگ اپنے منہ اور جسم پر ملتے ہین اور جب وہ وضو کرتے ہین تو اوس پانی پر جو گرتا ہے اصحاب کا اسقدر ہجوم ہوتا ہے کہ شاید نوبت جدال و قتال کی پہونچ جائے۔ اور جب وہ کسی کام کا حکم کرتے ہین تو امتثال کیلئے ہر شخص پیش قدمی کرتا ہے اور جب وہ بات کرتے ہین تو آواز اون لوگونکی پست ہو جاتی ہین اور بوجہ تعظیم کے کوئی نگاہ جما کے اونکو دیکھ نہین سکتا انتہی

اور زرقانی نے شرح مواہب مین لکھا ہے قال عمرو بن العاص ماکان احد احب الی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا اجل فی عینی منہ وماکنت اطیق ان املأ عینی منہ اجلالا لہ حتی لو قیل لی صفہ ما استطعت ان اصفہ اخرجہ مسلم فی حدیث طویل ترجمہ عمرو بن عاصی کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی سے مجھکو محبت نتھی اور نہ کسی کی عظمت اور بزرگی حضرت سے زیادہ میری آنکھون مین تھی اجلال کی وجہ سے آنکھ بھر کے حضرت کو دیکھ نہین سکتا اگر حلیہ مبارک کوئی مجھسے پوچھے تو مین بیان نہ کر سکونگا روایت کیا اسکو مسلم نے وفی الشفا للقاضی عیاض وفی حدیث طلحہ رضی اللہ عنہ ان اصحاب رسول اللہ علیہ وسلم قالوا لاعرابی جاہل سلہ عمن قضی نحبہ وکانوا

یہابونہ ویوقرونہ فسالہ فاعرض عنہ اذ طلع طلحۃ رضی اللہ عنہ فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہذا ممن قضی نحبہ قال علی القاری فی شرحہ رواہ الترمذی
وحسنہ عن طلحۃ ترجمہ روایت ہے طلحہؓ سے کہ صحابہ نے ایک جاہل اعرابی سے
کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھ کہ من قضی نحبہ سے کون مراد ہے
اعرابی کے واسطے کی یہ وجہ تھی کہ صحابہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہیبت ووقار کا ایسا غلبہ تھا کہ ایسی بات خود پوچھ نہین سکتے تھے اوس نے
پوچھا لیکن حضرت نے کچھ جواب نہ دیا اسی عرصہ مین طلحہؓ حاضر ہوے حضرت نے
فرمایا یہ انہین لوگون سے ہین جنھون نے اپنی موت کو پوری کر چکا انتہی
واقع مین مقربان بارگاہ نبوی ہی کے دل اس عظمت کو جانتے تھے جس سے
نگاہین پست ہوے جاتی تھین اور لبون تک بات نہین آسکتی تھی بیچارے
جنگلیون کو اس سے کیا علاقہ وہان تو سادگی کچھ اس بلا کی ہے کہ جو بات دل
مین آگئی زبان پر آگئی ادب اور بے ادبی کو کون پوچھتا ہے قال البراء
بن عازبؓ کما روی ابو یعلی لقد کنت ارید ان اسال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عن الامر فاوخر سنتین من ہیبتہ کذا فی الشفا ترجمہ براؓ کہتے ہین کہ
کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مین پوچھنا چاہتا تو ہیبت مجھ پر
کچھ اسقدر غالب ہوتی کہ دو سال تک نہ پوچھ سکتا انتہی اس سے یہ بھی معلوم
ہوا کہ سوائے تعظیم اختیاری کے جس کا امر حق تعالی نے کیا ہے من جانب اللہ
بھی عظمت وہیبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلون پر صحابہ کے مستولی
تھی اور کیون نہو یہ عظمت وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

پہچاننے اور سجدہ کرنے لگے - اسی طرح جانور بھی سجدہ کیا کرتے تھے کما فی المواہب اللدنیہ والزرقانی عن انسؓ قال کان اہل بیت من الانصار لہم جمل یسنون علیہ وانہ استصعب علیہم فمنعہم ظہرہ وان الانصار جاؤا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا انہ کان لنا جمل نسنی علیہ وانہ استصعب علینا ومنعنا ظہرہ وقد عطش النخل والزرع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ قوموا فقاموا فدخل الحائط والجمل فی ناحیتہ فمشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ فقالت الانصار یا رسول اللہ قد صار مثل الکلب الکلب وانا نخاف علیک صولتہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس علی منہ باس فلما نظر الجمل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل نحوہ حتی خر ساجدا بین یدیہ فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بناصیتہ اذل ما کان قط الحدیث رواہ احمد والنسائی باسناد جید ترجمہ روایت ہے انسؓ سے کہ کسی انصاری کے یہان ایک اونٹ تھا جس سے زراعت کو پانی دیا کرتے تھے ایک بار وہ سرکش ہوگیا اور ایسا بگڑا کہ کوئی شخص اسکے پاس نہین جاسکتا تھا وہ انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور واقعات بیان کرکے عرض کیا کہ زراعت ور نخلستان سوکھ جارہے ہین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ اس باغ مین تشریف لیگئے جہان وہ اونٹ تھا اوسکی طرف بڑھے - انصاری نے عرض کیا - یا رسول اللہ یہ اونٹ مثل دیوانہ کتے کے ہوگیا ہے ہمین خوف ہے کہ کہین آپ پر حملہ نہ کرے فرمایا مجھے اس سے کچھ اندیشہ نہین - جب اونٹ نے حضرت کو دیکھا خود آگے بڑھکر سجدہ مین گرا - حضرت اسکی پیشانی کے بال

پکڑ لئے اور وہ ایسا مسخر و مطیع ہوگیا کہ شاید ہی کبھی ہوا ہو انتہی۔ والضبانی المواہب

عن جابرؓ ان جملاجاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما کان قریبا منہ خر الجمل

ساجداً الحدیث وفی آخرہ فقالوا یارسول اللہ نحن احق ان نسجد بک من البہائم

فقال لاینبغی لبشران یسجد البشر رواہ الدارمی والبزار والبیہقی واللفظ لہ۔

ترجمہ روایت ہے جابرؓ سے کہ ایک اونٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر حضرت کو سجدہ کیا۔ جب دیکھا صحابہ نے کہ جانور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا کرتے ہین تو عرض کیا یارسول اللہ ہم تو ان سے زیادہ مستحق ہین کہ یہ خدمت و تعظیم بجا لائین اور آپ کو سجدہ کیا کرین فرمایا کسی بشر کو سزاوار نہین کہ بشر کو سجدہ کرے انتہی ان احادیث سے ظاہر ہے کہ عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیوانات کے دل مین بھی اسقدر تھی کہ آپکو سجدہ کیا کرتے تھے۔ اور فرشتون نے جو آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا اسمین بھی تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملحوظ تھی کہ نور مبارک آپکا ان کی پیشانی مین تھا چنانچہ ابن حجر ہیثمی رح نے در منضود مین لکھا ہے امرہم بالسجود لادم انما ہو لاجل ما کان بجبہتہ من نور نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم قالہ الرازی۔ اور مواہب اللدنیہ مین لکھا ہے وقد کان حظ آدم من رحمتہ سجود الملئکۃ لہ تعظیما لہ اذ کان فی صلبہ ونوح خروجہ من السفینۃ سالماً وابراہیم کانت النار علیہ برداً وسلاماً اذ کان فی صلبہ کما افاد عیاضؒ فی قصیدتہ ترجمہ آدم علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے یہ حصہ پہونچا کہ فرشتون نے اونکو سجدہ کیا اس لئے کہ حضرت انکی صلب مین تھے اور نوح علیہ السلام جو کشتی سے صحیح و سالم اترے

اور ابراہیم علیہ السلام پر آگ جو سرد ہو گئی حضرت ہی کی رحمت کا اثر تھا اسلئے کہ حضرت ان حضرات کے صلب مین تھے یہ بات عباسؓ کے اس قصیدہ سے معلوم ہوتی ہے جسکو انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پڑہا اور حضرت سن کر خوش ہوے۔ یہ قصیدہ اس کتاب کے شروع مین لکہا گیا ہے۔ اور بروایت انس بن مالک اور نبیط بن شریط یہ بات بھی بہ احادیث مرفوعہ ثابت ہو گئی کہ ہمنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوزخ مین نجائیگا جس سے تمام اہل محشر پر عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بخوبی ظاہر ہو جائے گی اور آدم علیہ السلام کے بیان سے اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ فرشتون کے پاس حضرت کی وہ عظمت ہے کہ ہمیشہ ذکر آپکا کیا کرتے ہین۔ اس قسم کی کئی حدیثین مذکور ہوئین اور بہت سی انشاء اللہ تعالی آیندہ لکھی جائینگی۔ خلاصہ ان سب کا یہ ہو کہ عناصر سے لے کر اجسام اور جمادات سے لیکر ملکوت اور زمین سے لیکر آسمان اور ازل سے لیکر ابد تک ہر چیز عظمت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہی دیرہی ہے اب رہے جن وانس۔ یہ ہمارے معرض امتحان مین کچھ ایسے پڑے ہین کہ نہ انکو اس قسم کے امور کا مشاہدہ ہے کہ جسکی بدولت واقعی حالات پر مطلع ہون نہ ایسی عقل رسا کہ جس سے حقایق اشیا اور مدارج وجود کو معلوم کر سکین۔ اگر غافل ہین تو بھی وہ ہین سوائے انکے ہر چیز یاد الہی مین مصروف ہو کما قال تعالے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ یعنے ہر چیز اللہ تعالی کی تسبیح اور حمد مین مصروف ہے تم نہین اوسکو سمجھتے ہو۔ جب خود اپنے پروردگار سے غفلت کرنے اور مالک حقیقی کے حقوق کو ضائع کرنے مین انہون نے

کوتاہی نکی تو دوسرے ابواب کس شمار مین - با این ہمہ انکو جس ذریعہ سے توحید پہونچائی گئی - اسی ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان بھی معلوم کرائی گئی - چنانچہ ابتدا ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند شیث علیہ السلام کو اسکی خبر دی پہر یہ خبر وراثۃً بنی آدم مین شائع ہوتی رہی اور اگر کبھی بے دینی نے اوسکو چھپا دیا تو انبیا علیہم السلام اوسکی تجدید کرتے رہے جسکا حال انشاء اللہ تعالی آیندہ معلوم ہوگا یہانتک کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم مین تشریف فرما ہوے - حضرت نے بھی ارشاد حق تعالی کا لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ لِتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وغیرہ عموماً پہونچا دیا اب اگر اسپر بھی کوئی شخص نہ مانے مختار ہے کسی کا جبر نہین کہ خواہ مخواہ مان ہی لے مگر عاقل کو چاہیے کہ پہلے اس اختیار کے انجام کو سوچ لے - حق تعالی فرماتا ہے فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا ترجمہ پہر جو کوئی چاہے مانے اور جو چاہے نہ مانے - ہم نے رکھی ہے ظالمون کے واسطے آگ موجود انتہی - تمام قرآن کو نہ ماننا اور ایک آیت کو نہ ماننا سزا مین دونون برابر ہین - حق تعالی فرماتا ہے اَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّونَ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ترجمہ کیا ایمان لاتے ہو تم تھوڑی آیتون پر اور نہین مانتے تھوڑی آیتین پہر کچھ سزا نہین ہے اوسکی جو کوئی تم مین یہ کام کرتا ہے مگر رسوائی دنیا کی زندگی مین اور قیامت کے دن پہونچائے جاوین سخت سے سخت عذاب مین اور

اللہ تعالیٰ بیخبر نہین ہے تمہارے کام سے انتہی **الحاصل** اگر عام جن وانس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو نہ مانین تو انہین کا نقصان ہوگا اس سے عظمت
مین حضرت کے کسی قسم کا دہبہ نہین آسکتا۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ باوجود اتنے
معجزات اور کھلی کھلی دلیلون کے کیا سبب تھا کہ کفار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
عظمت مین کلام رہا کیا۔ بات یہ ہے کہ ہر نفس کی جبلت مین یہ بات رکھی ہوئی ہے
کہ کسی نہ کسی طرح اپنے ہمجنس پر اپنی تعلی اور بڑائی ہو۔ چنانچہ لڑکون تک یہ بات
دیکھی جاتی ہے کہ اگر ان کی ہم جنس کسی لڑکے سے انہین اچھا کہے تو خوش
اور برا اسے کہئے تو ناخوش ہوتے ہین بلکہ رونے لگتے ہین۔ چونکہ مرتبہ رسالت کا
کفار کے ذہنون مین نہایت جلیل القدر تھا اور تصدیق رسالت مین انبیا
کی ہر طرح اون پر فضیلت ثابت ہوتی تھی جس سے وہ اپنی کسر شان سمجھے تھے
اسلیئے نفوس پر اون کے یہ امر نہایت شاق ہوا اور کہنے لگے اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ
مِثْلُنَا یعنے تم تو ہم جیسے بشر ہی ہو کچھ فرشتہ نہین جو فضیلت تمہاری مانی جائے
حالانکہ ابتدائے دعوت انبیا کی صرف توحید کی طرف تھی جس کے کفار بھی مقر تھے
چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ترجمہ اگر پوچھین آپ کہ کون پیدا کیا آسمانون اور زمین کو تو
البتہ کہین گے اللہ۔ وقال اللہ تعالیٰ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ
ترجمہ اگر پوچھین آپ انسے کہ کون پیدا کیا انکو البتہ کہین گے اللہ۔ وقال تعالیٰ
قُلْ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ
ترجمہ کہئے کہ آؤ طرف ایک بات کے جو برابر ہے تم مین اور ہم مین کہ نہ عبادت

کرین ہم سوائے اللہ تعالی کے انتہی۔ خلاصہ یہ کہ جو بات اون کے مسلمات سے تھی
اوسکو ماننا بھی اون کے نفوس پر شاق تھا کیونکہ اس سے رسالت کی تصدیق
سمجھی جاتی تھی۔ پہر اگر کوئی طالب حق عاقبت اندیش انبیا کی طرف مائل ہوتا تو
اسکو بھی عار دلاتے کہ یہ تو مثل تمہارے کہانا کہاتے ہین پانی پیتے ہین بازارون
مین چلتے پہرتے ہین کچھ فرشتے نہین جو انکی تمیز فضیلت ہو اپنے ہم جنس کی اطاعت
کرنا بڑی ذلت کی بات ہے کما قال تعالی حکایۃ قَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ
یَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ترجمہ اور کہنے لگے یہ کیا رسول ہے
کہ کہانا کہاتا ہے اور پہرتا ہے بازارون مین انتہی ایضا فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ
كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ
وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَأَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ترجمہ تب بولے سردار جو منکر تھے اس قوم
کے یہ کیا ہے ایک آدمی ہے جیسے تم۔ چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تم پر اور اگر اللہ تعالے
چاہتا تو اتارتا فرشتے انتہی ایضا وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا
وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ
مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۝ وَلَئِنْ
أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ۝ ترجمہ اور بولے سردار اوسکی
قوم کے جو منکر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو جنکو آرام دیا تھا ہم نے
دنیا کی زندگانی مین اور کچھ نہین یہ ایک آدمی ہے جیسے تم۔ کہانا کہاتا ہے
جس قسم سے تم کہاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو۔ اور اگر اطاعت کی
تم نے اپنے برابر کے آدمی کی تو تم بیشک خراب ہوے انتہی الحاصل

خود بینی اور خودسری نے انہین اندھا بنادیا تھا۔ کسی نے یہ نہ سمجھا کہ اگر خدا تعالے
کسی خاص بشر کو اپنے فضل سے سب پر فضیلت دیدے تو کونسا نقصان لازم
آجائیگا چنانچہ خود انبیا نے اس قسم کا جواب بھی دیا کما قال تعالی قالت لھم
رُسُلُھُم اِن نَحنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثلُکُم وَلٰکِنَّ اللہَ یَمُنُّ عَلیٰ مَن یَّشَاءُ مِن عِبَادِہٖ
ترجمہ کہا اونکو اون کے پیغمبروں نے کہ ہم ہی بشر ہین جیسے تم لیکن اللہ تعالی
فضل کرتا ہے جس پر چاہتا ہے مگر یہ جواب کب مفید ہوسکتا تھا وہان تو مہار
اختیار کی نفس امارہ کے ہاتھ تھی۔ پھر اوسکو کون ضرورت تھی جو خواہ مخواہ
اپنی خاص صفت تعلی کو چھوڑکر ذلت اختیار کرے۔ یہ تو انہین کا کام تھا
جنہون نے پہلے پہل نفس پر ایک ایسا حملہ کیا کہ زمام اختیار کو اس کے
ہاتھ سے چھین لیا۔ پھر اوسکی اصلاح کے درپے ہوے۔ اور ماشاء اللہ خوب ہی
اصلاح کی۔ یا تو وہ تھا کہ نبی کے مقابلہ مین اوسکو ذلت ناگوار ہوتی تھی یا
یہ حالت ہوئی کہ اپنے جنس والے ہر ادنی و اعلی کے مقابلہ مین ہمسری کا دعوی
نہین چنانچہ حق تعالی اونکی صفت مین فرماتا ہے اَذِلَّۃٍ عَلَی المُؤمِنِینَ
جب عموماً مومنین کے ساتھ یہ حالت ہو تو خیال کرنا چاہیے کہ خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونکا کس قسم کا معاملہ ہوگا۔ ایک بات تو ابھی معلوم
ہوئی کہ سب صحابہ حضرت کو سجدہ کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ اگر کسی کو عقل سلیم
اور فہم مستقیم حاصل ہو تو سمجھ سکتا ہے کہ کس قدر عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی صحابہ کے پیش نظر ہوگی جس نے اس کمال تذلل کو جو سجدہ کرنے مین ہے آسان
کردیا تھا اب سمجھنا چاہیے کہ اسقدر عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ کے

دلون مین کیونکر متمکن ہوئی حالانکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بموجب ارشاد حق تعالی فرمادیا قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ وجہ اسکی یہی معلوم ہوتی ہے کہ ان حضرات نے جب دیکھا کہ کفار کو آیہ شریفہ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَمُنُّ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ کے مضمون کی طرف بالکل توجہ نہین اور صرف دعوی ہمسری مین خراب ہوے جاتے ہین اسلیئے برخلاف انکے اس آیت کے مضمون کو اپنا پیش رو بنایا اور اسمین اسقدر استغراق حاصل کیا کہ گویا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کو سنا ہی نہین یہی وجہ تھی کہ انھون نے سجدہ پر آمادگی ظاہر کی اور حضرت کو پھر بشریت کا مضمون یاد دلانے کی گویا ضرورت ہوئی۔ چنانچہ فرمایا کہ بشر کو بشر کا سجدہ کرنا مناسب نہین جیسا کہ ابھی معلوم ہوا۔ مولانا روم فرماتے ہین ؎

شاہ دین را منگر اے نادان بطین	کین نظر کردہ است ابلیس لعین
نیست ترکیب محمد لحم و پوست	گرچہ در ترکیب ہر تن جنس اوست
گوشت دارد پوست دارد استخوان	ہیچ این ترکیب را باشد ہمان
کاندران ترکیب باشد معجزات	کہ ہمہ ترکیب ہا گشتند مات

اس قسم کی عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسی صحابہ کے دلون مین تھی ایک مدت تک مسلمانون کے دل مین رہی جس کا حال انشاء اللہ تعالی آیندہ لکھا جائے گا۔ مگر افسوس ہے کہ چند روز سے پھر وہی مساوات کا خیال آخری زمانہ کے بعض مسلمانون کے سرون مین سمایا۔ اور گویا یہ فکر شروع ہوئی کہ وہ سب باتین تازہ ہوجائین کبھی اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ مین خوض ہوتا ہے کبھی کہا جاتا ہے کہ ہم لوگون کو حضرت نے بھائی کہا ہے

اسلئے حضرت بڑے بھائی ہین۔ اب اس خیال نے یہانتک پہونچادیا کہ وہ آیات و
احادیث منتخب کیجاتی ہین جن سے اون کے زعم مین منقصت شان ہو۔ اور وہ
احادیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ تواضع کچھ فرمایا ہے اپنی دانست
مین اونکو کسر شان کے باب مین قرار دیکر شائع کیجاتی ہین۔ ہمنے مانا کہ نقلاً اور عقلاً
ہر طرح سے اس مسئلہ مین زور لگایا جائیگا لیکن یہ دیکھنا چاہئے کہ انتہا اسکی کہان ہوگی
ہم یقین سمجھتے ہین کہ آخر یہ حضرات بھی مسلمان ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے مرتبہ کو اس سے تو ہرگز کم نہ بیان کرینگے کہ جسقدر کفار سمجھے تھے یعنی بَشَرٌ مِّثْلُنَا
مگر معلوم نہین اس سعی کا کیا نتیجہ ہوگا اتنی بات تو کافرون سے پوچھنے مین حاصل
ہوجاتی ہے اسمین نہ قرآن کی ضرورت ہے نہ حدیث کی۔ اب اس کے ساتھ
یہ بھی دیکھ لیا جاے کہ ہم لوگ جو آیات و احادیث سے استدلال کرکے بیان عظمت
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبالغہ کرتے ہین انتہا اسکی کہان ہوگی۔
یہ بات ہر جاہل سے جاہل جانتا ہے کہ حضرت مخلوق اور بشر ہین اور حق تعالی
خالق ہے۔ اب انتہا اس مبالغہ کی یہی ہوگی کہ حضرت کا مرتبہ قریب مرتبہ مسجودیت
کے سمجھا جائیگا وہ بھی اسوجہ سے کہ ایک عالم آپ کو سجدہ کیا کرتا تھا۔ اور صحابہ
بھی سجدہ کرنیکے لئے مستعد ہوگئے تھے۔ غرض اس مبالغہ کی حد وہ ہوگی جو صحابہ
کی حسن عقیدت تھی۔ اب ہم سے یہ نہین ہوسکتا کہ جس راہ کو صحابہ مدت العمر طے
کیا کئے۔ اور جس مقام پر عمر بھر سر لگائے رہے جہان سے انہین فتح باب ہوا
اوس مقام کو چھوڑ دین اور اس راہ مین رجعۃ القہقری کرکے وہ راستہ چلین جو
کفار کی حد اعتقاد کو یعنے اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا کو پہونچادے جہان سے

کفار پڑہ نہین سکتی شعر ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ؛ کین رہ کہ تو میروی بترکستان ست
کسی بزرگ نے ہم لوگون کے اعتقاد کی شرح ایک چہوٹے سے جملہ مین نہایت ہی
مبسوط کی ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ یقین ہے کہ اس تقریر سے
اہل انصاف پر دونون راستے اور اونکی انتہا اور حسن و قبح ہر ایک کی منکشف
ہوگئی ہوگی۔ طالب راہ حق کو چاہیئے کہ جب کسی کو اپنا راہبر بنائے تو پہلے
اس امر کی بخوبی تحقیق کرلے کہ کونسی راہ لیجائیگا۔ اگر بیچارے جاہل کوتاہی نظر سے
دریافت نہ کرسکین تو معذور رہین مگر اہل امتیاز انداز کلام اور طرز بیان سے
معلوم کرسکتے ہین کہ وہ شخص کس راہ کی آمادگی کر رہا ہے۔ مثلاً کسی نے وہ حدیث
پڑہی جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متاخرین کو اپنا بھائی فرمایا ہے
یہان ایک تو وہ شخص ہوگا کہ مارے شرم کے سر نہ اٹھا سکے گا کیونکہ اگر کوئی
اچھی طرح آنکھین ملکے اپنی حالت کو دیکھے تو معلوم ہو کہ کسقدر آلودہ عصیان ہے
اسی کتاب مین بخاری شریف کی روایت سے ثابت ہوچکا ہے کہ صحابہ جب کبھی اپنے
احوال پر نظر ڈالتے نفاق کا خوف آجاتا معلوم نہین کہ باوجود ان سچی بشارتون کے
کس چیز نے انہین اس خوف مین ڈال رکھا تھا جب اون حضرات کا یہ حال ہو تو
پھر کس کا منہ ہے جو کچھ دعوی کرسکے غرض کہ بھائی سمجھنا تو کہان ایسے خیالات
کبھی تو نسبت غلامی سے بھی خجالت پیدا کئے دیتے ہین چنانچہ کسی بزرگ نے کہا ہے
ع نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم۔ منشا اوسکا اگر دیکھیئے تو صرف یہی ہے کہ
نقشہ اپنے سارے اعمال کا آنکھون کے سامنے کھینچ گیا ہے جس سے ندامت کے
پورے پورے آثار دل مین نمایان ہین اور قریب ہے کہ دروازہ توبہ کا کھل جائے

اور کبھی اشفاق و مراحم شفیع المذنبین کا تصور ادائی شکریہ مین مصروف کردیتا ہے
کہ ہم جیسے ہیچ مین قابلیت نہین - مگر شان رحمۃ للعالمین ہے کہ اس درجہ قدر افزائی
کی - ایسے آقاے مہربان پر قربان ہونا چاہئے کہ ہم جیسے غلامون کو بھی یاد کیا
اور اس سرفرازی کے ساتھ جو دوسرون کو نصیب نہین - الحاصل اوس
حدیث شریف کے ذکر کے وقت اس شخص کی کچھ کیفیت ہی اور رہے اور روہ
نورانیت کے آثار مرتب ہین جو عموماً اعمال پر غالباً مرتب ہو سکین - اس قسم
کے قدر افزائیون کا لطف وہی لوگ جانتے ہین جنکو بارگاہ نبوی کے ساتھ
خاص قسم کی نسبت ہے - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے ایک بار
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ ادا کرنیکے لئے اجازت چاہی حضرت نے
اجازت دیکر فرمایا اے بھائی اپنی دعا مین ہمین نہ بھولیو وہ کہتے ہین کہ یہ ارشاد
مجھین اسقدر اثر کیا کہ اگر تمام روے زمین میری ملک ہو جاے تو ان الفاظ
کے مقابلہ مین میرے پاس وہ کچھ چیز نہین کما فی کنز العمال عن عمر رضی اللہ عنہ
قال استاذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی العمرۃ فاذن لی قال لا تنسنا اخی
من دعائک او قال اشرکنا یا اخی فی دعائک کلمۃ ما احب ان لی بہا ما طلعت
علیہ الشمس ط و ابن سعد حم د ت حسن صحیح ہ ع والشاشی ص ق بظاہر یہ ارشاد
حضرت کا کوئی ایسی بڑی بات نہین صرف دعا کرنے کو فرمایا تھا مگر اوس کی
وقعت کا اندازہ عمر رضی اللہ عنہ کا ہی دل کر سکتا تھا کہ تمام روے زمین کی
سلطنت ایک طرف تھی اور اوس مختصر سی کلمہ کی شان دلربائی ایک طرف
غرض کہ اوس حدیث مذکور بالا کو سنکر ایک شخص کے دل کی وہ حالت ہوگی جو

خارج از بیان ہے اور ایک شخص وہ ہوگا کہ اسی حدیث شریف سے یہ بات نکالیگا کہ اخوۃ امر اضافی ہے تقدم و تاخر زمانہ کے اعتبار سے اگر فرق ہے تو بڑے چھوٹے کا ہے یعنے حضرت بڑے بھائی ہوے اور ہم چھوٹے بھائی نعوذ باللہ من ذلک ایسے شخص کو اس حدیث شریف سے اسی قدر حصہ ملا کہ سرمین ہمسری سمائی اور یہ خیال بڑہتا چلا یہانتک کہ رفتہ رفتہ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ تک پہنچادیا۔ اب یہ شخص اس دہن مین ہوگا کہ جہان خود پہونچا ہے اورونکو بھی وہین پہونچادے۔ شاید اسکے خیال مین یہ کبھی نہ آیا ہوگا کہ ہم کہان اور شان رحمۃ للعالمین وسید المرسلین کہان۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ اکثر اکابر وسلاطین خادمون اور غلامون کو بھائی کہدیا کرتے ہین بلکہ خود احادیث مین وارد ہے کہ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہین۔

لیکن اگر بادشاہ کے کہنے سے یا اوس حدیث سے خدام اور غلام اپنے آقا کو بھائی کہنے لگین تو ظاہر ہے کہ نہایت بے ادب اور احمق سمجھے جائین گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باوجود اس قرابت کے جو اظہر من الشمس ہے اپنے کو حضرت کی غلامی سے ساتھ منسوب کیا ہے چنانچہ مستدرک مین حاکم نے روایت کیا ہے عن سعید بن المسیب قال لما ولی عمر بن الخطاب خطب الناس علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس انی قد علمت انکم تونسون منی شدۃ وغلظۃ وذلک انی کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکنت عبدہ وخادمہ کان کما قال اللہ تعالے بالمومنین رحیما فکنت بین یدیہ کالسیف المسلول الا ان یغمدنی او ینہانی عن امر فاکف والا اقدمت علی الناس لمکان لینتہ ہذا حدیث صحیح الاسناد ترجمہ روایت ہے

سعید بن مسیبؓ سے کہ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسند نشین خلافت ہوئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ پڑھا کہ آپ لوگ جو مجھمین شدت اور
سختی دیکھتے ہو اوسکا سبب یہ ہے کہ مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
غلام اور خادم تھا چونکہ حضرت رحیم تھے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے وَکَانَ
بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْماً اور لوگ حضرت کی نرمی کی وجہ سے جرأت کرتے تھے اس سبب سے مین حضرت کے
روبرو مثل شمشیر برہنہ کے رہتا اگر میان کرتے اور منع فرمادیتے تو باز رہتا تھا
ورنہ پیش قدمی کرتا کہا حاکم نے کہ یہ حدیث صحیح ہے انتہی۔ اگر کسی قرابت کا
اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درست ہوتا تو البتہ والد اور یدر بزرگوا
کہنے کے لئے ایک وجہ تھی کیونکہ ازواج مطہرات کو حق تعالی نے امہات المومنین
فرمایا ہے کما قال اللہ تعالی وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ اس صورت مین حضرت
سب کے والد ٹھہرے جسکی وجہ سے یہ شرافت ازواج مطہرات کو حاصل ہوئی۔
باوجود اسکے حق تعالی نے اس قرابت کی بھی نفی فرمادی کما قال اللہ تعالے
مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ
وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْماً ترجمہ نہین ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ
کسی کے تمہارے مردون مین لیکن رسول ہین اللہ تعالی کے اور ختم کرنیوالے ہین
تمام نبیون کے انتہی۔ دیکھئے باوجود قرینہ قطعیہ کے حضرت کا والد ہونا ناگوار ہے
تو اخوۃ کی نسبت دی کیونکر گوارا ہوگی۔ ارباب بصیرت سمجھتے ہونگے کہ وَکَانَ اللّٰہُ
بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْماً مین حضرت کے علو شان کی طرف کیسا لطیف اشارہ ہے
اسوجہ سے کہ لٰکِنْ جو استدراک کے لئے آتا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوۃ

نفی ہین کسی قسم کا توہم پیدا ہوتا تھا جو اس سے دور کیا گیا اور یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے باپ نتھے یہان توہم کا کوئی محل نہین - رہا کسی
متبنی کے باپ ہونا تو اسمین بھی کوئی توہم نہین ہوسکتا کیونکہ متبنی لینے والیکو
بھی عرف مین باپ کہا کرتے تھے پھر جب صراحۃً اسکی نفی ہوگئی تو معلوم ہوگیا
کہ یہ اطلاق شریعت مین درست نہین اسمین توہم کو کیا دخل جو وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ
سے دفع کیا جارہا ہے اور ان صفات کی تصریح سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ
توہم حضرت کے منصب رسالت سے متعلق ہے تا ابوۃ و رسالت مین مناسبت
ہو ورنہ اسکی یہ مثال ہوگی مَا کَانَ زَیْدٌ اَبَا عَمْرٍو لٰکِنَّہٗ کَاتِبٌ بات یہ معلوم
ہوتی ہے کہ ہر شخص کے نزدیک اپنے باپ کی وہ وقعت ہوا کرتی ہے عالی سے
عالی ادسی کا مرتبہ سمجھا کرتا ہے اس سبب سے یا اَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ وغیرہ
اسباب سے صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بجائے والد سمجھتے ہون گے
جب حق تعالی نے فرمایا کہ حضرت کسی کے باپ نہین تو اب ایک قسم کا توہم
پیدا ہوا کہ پھر کیا سمجھنا چاہیے ارشاد ہوا لکن اللہ کے رسول اور خاتم انبیا ہین
پھر یہان یہ شبہ پیدا ہوا کہ مخلوقات مین باپ سے زیادہ اور کیا رتبہ ہوگا -
تو گویا اسکے جواب مین ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالی ہر چیز کو جانتا ہے کہ باپ کا
کس قدر رتبہ ہے اور رسول اللہ کا کسقدر مطلب یہ ہوا کہ ان دونون مرتبون
مین کوئی نسبت نہین - پہلے خیال کو چھوڑ دو اور حضرت کو انہین مراتب کے
ساتھ متصف سمجھو اور فرق مراتب کو اللہ تعالی پر سونپ دو - وہی ہر چیز کو
جانتا ہے تمہاری عقلین ان امور مین نہین پہونچ سکتین - ہذا ما ظہر لی واللہ اعلم

بمراده - ابن قیم رح نے مسئلہ مساوات مین جو تقریر لکھی ہے وہ قابل دید ہے
انھون نے زاد المعاد مین لکھا ہے فہذه خلقه وہذا اختیاره وربک یخلق ما یشاء
ویختار وما ابین بطلان رای یقتضی بان مکان البیت الحرام مساو لسائر الامکنة
وذات الحجر الاسود مساویة لسائر حجارة الارض وذات رسول الله صلی الله
علیه وسلم مساویة لذات غیره وانما التفضیل فی ذلک بامور خارجة عن الذات
والصفات القائمة بها وہذه الاقاویل وامثالها من الجنایات التی جناها
المتکلمون علی الشریعة ونسبوها الیها وهی بریة ولیس معهم اکثر من اشتراک
الذوات فی امر عام وذلک لا یوجب تساویها فی الحقیقة لان المختلفات قد تشترک
فی امر عام مع اختلافها فی صفاتها النفسیة وما سوی الله بین ذات المسک
وذات البول ابدا ولا بین ذات الماء وذات النار ابدا والتفاوت البین
الذی بین الامکنة الشریفة واضدادها والذوات الفاضلة واضدادها اعظم
من ہذا التفاوت بکثیر فبین ذات موسی وفرعون اعظم ما بین المسک والرجیع
وکذلک بین نفس الکعبة وبین بیت الشیطان اعظم من ہذا التفاوت ایضا
بکثیر فکیف یجعل البقعتان سوا فی الحقیقة والتفضیل باعتبار ما یقع ہناک من
العبادات والاذکار والدعوات انتہی ترجمہ بعضون کی راے ہے کہ مکان
بیت الحرام مساوی تمام مکانات کے ہے اور حجر اسود تمام پتھرون کے
مساوی ہے اور ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اورون کے مساوی ہے
اور تفضیل باعتبار ان امور کے ہی جو ذات سے خارج ہین اگرچہ متکلمین نے
اوسکو شریعت کی طرف منسوب کردیا ہے لیکن شریعت اوس سے بالکل بری ہے

اون کے نزدیک کوئی دلیل نہین سواے اسکے کہ ایک امر عام مین سب فانتین
شریک ہین - مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ حقیقتین سب کی مساوی ہوجائین
کیونکہ بہت سی مختلف چیزین ایک امر عام مین شریک ہین - باوجود اس کے
خاص خاص حقیقتین ہر ایک کی مختلف اور باہم ممتاز ہین جس سے اونمین پورا
امتیاز ہوگیا ہے - حق تعالی نے ذات مشک اور ذات بول کو کبھی برابر
نہین کیا - اور نہ پانی کی ذات اور آگ کی ذات کو - اور جو تفاوت شریف
اور متبرک مقامات اور اون کے اضداد مین ہے - اور افضل ذاتون اور
اون کے اضداد مین ہے اس سے بھی بدرجہا زیادہ ہے - کیونکہ موسی علیہ السلام
اور فرعون مین یا نفس کعبہ اور شیطان کے گہر مین جو تفاوت ہے بدرجہا
اوس سے زیادہ جو مشک اور نجاست مین ہے - پہر جو کہا جاتا ہے کہ نفس کعبہ
اور دوسری جگہ حقیقت مین برابر ہین اور بزرگی کعبہ کی صرف اسی وجہ سے ہے
کہ وہان عبادات اور اذکار اور دعائین ہوتی ہین سو یہ کیونکر ہوسکے حق تعالے
فرماتا ہے وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ یعنے پیدا کرتا ہے رب آپ کا جو
چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے انتہی **خلاصہ** اسکا یہ ہوا کہ ہر چند بعض صفات
دو چیزون مین برابر پائی جاوین اور محسوس ہون اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دونون
ایکسان ہوجائین بلکہ جس ذات کو کسی قسم کی خصوصیات عطا ہوین اور حق تعالے
اوسکو برگزیدہ کرچکا ہے وہ دوسری کے برابر کبھی نہوسکے گی بلکہ دونون کی حقیقتون
مین کچھ ایسا فرق ہوگا کہ گویا اونمین کچھ مناسبت ہی نہین - اب ان بیوقوفونکو
جنہون نے اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہکر انبیا علیہم السلام کے ساتھ ہمسری کا

خیال جما یا تھا اگر اندھے نہ کہین تو کیا کہین۔ کیونکہ اونہون نے نہ اپنے آپکو دیکھا نہ انبیا علیہم السلام کو۔ مولانائے روم فرماتے ہین۔

آنچنان کہ ہست می بینیم ما	یا قوی چون امی کردوے انبیا
نقش حامند ھُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ	گفت یزدان کہ تَرٰھُمۡ یَنۡظُرُوۡنَ

مولانا رح نے مضمون اس آیہ شریفہ کا لکھا ہے وَتَرٰھُمۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَیۡكَ وَھُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ ترجمہ تفسیر روح البیان مین لکھا ہے کہ سلطان محمود غازی رح شیخ ابوالحسن خرقانی رح کی خدمت مین حاضر ہوا اور پوچھا کہ بایزید بسطامی کے حق مین آپ کیا کہتے ہین کہا شیخ نے وہ وہ شخص ہین کہ جس نے اونہین دیکھا ہدایت پائی اور سعادت کو پہونچا۔ سلطان نے کہا یہ کیا بات ہے ابوجہل نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا شیخ نے کہا کہ اوسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکھا بلکہ محمد بن عبداللہ یتیم ابی طالب کو دیکھا تھا اگر حضرت کو دیکھتا بیشک شقاوت سے نکل جاتا دلیل اسکی قرآن شریف مین موجود ہے وَتَرٰھُمۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَیۡكَ وَھُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ پس معلوم ہوا کہ یون دیکھ لینا مفید نہین۔ جسپر آثار مرتب ہوتے ہین وہ دیکھنا ہی کچھ اور ہے شعر برائے دیدن روئے تو چشم دیگرم باشد ؛ کہ این چشمے کہ من دارم جمالت را نمی شاید ؛ غرض کہ جنھون نے حضرت کو دیکھا ہے اور خیال ہمسری جمایا ویسون کے حسب حال یہ شعر ہے۔ در خلائق سنگ چمخماق الوده پیش حاجیے ؛ گفت دانی کیستم ہمسنگ کعبہ بودہ ام۔ ابن قیم رح نے جو اعتبار حقایق کا کیا ہے یہی مذہب اہل تحقیق کا بھی ہے چنانچہ مولانائے جامی رح فرماتے ہین شعر

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی		ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد

تقریر دور جا پڑی - کلام اسمین تھا کہ عام جن و انس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی عظمت کو نہین مانتے ادنی تامل سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اس سے نفس عظمت
مین کوئی نقصان نہین آتا - کیونکہ جملہ عالم مین یہ عظمت جب مسلم ہو چکی تو چند عوام
کالانعام کس شمار مین - البتہ اس موقع مین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا
حال معلوم کرنا ضرور ہے کیونکہ افضل ترین امت ہونے پر انکے خود حضرت نے
گواہی دی ہے اگرچہ اس باب مین احادیث بہت وارد ہین مگر یہان ایک حدیث
ذکر کیجاتی ہے جسکو دیلمی رح نے فردوس مین ذکر کیا ہے عن انس ع قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل نظر فی قلوب العباد فلم تجد قلبا انقی من قلوب
اصحابی ولذلک اختارہم فجعلہم صحابا فما استحسنوا فہو عند اللہ حسن و ما استقبحوا
فہو عند اللہ قبیح ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالی نے کوئی
قلب میرے صحابہ کے قلوب سے پاکیزہ تر نہین دیکھا اسلئے انکو میری صحابیت
کے لئے پسند فرمایا جو کچھ وہ اچھا سمجھین وہ اللہ تعالی کے نزدیک اچھا ہے اور
برا سمجھین وہ اللہ کے نزدیک برا ہے - انکا حال کسی قدر ابھی معلوم ہوا اور
آئندہ بھی انشاء اللہ معلوم ہوگا کہ کیسی عظمت حضرت کی انکے دلون مین تھی
اور کس درجہ آداب کی رعایت رکھتے تھے - باوجود اسکے اگر کسی سے بمقتضائے
بشریت یا سادگی سے کوئی ایسی حرکت ہو جاتی جسمین شائبہ بے ادبی کا ہوتا
ساتھ ہی کلام الہی مین تنبیہ اور زجر و توبیخ نازل ہوتی جس سے سب متنبہ اور
ہوشیار ہو جاتے - چنانچہ کسی صحابہ نے بلند آواز سے حضرت کے روبرو کچھ

بات کہی۔ غیرت الہی نے جوش کیا اور یہ عتاب نازل ہوا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ترجمہ اے ایمان والو اونچی نہ کرو اپنی آوازین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اور مت آواز بلند کرو اونپر بات کرنے مین جیسی بلند آواز کرتے ہو ایک دوسرے پر کہین اکارت ہو جائین عمل تمہارے اور تمکو خبر نہو انتہی۔ جب یہ آیہ شریفہ نازل ہوئی حضرت صدیق اکبرؓ نے قسم کہائی کہ اب حضرت سے ایسی آہستہ بات کرونگا جیسے کوئی راز کی بات کہتا ہے۔ اور حضرت عمرؓ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بات اسقدر آہستہ کیا کرتے تھے کہ دوبارہ پوچھنے کی ضرورت ہوتی تھی جیسا کہ حدیث شریف مین ہے

وروی کما اخرجہ من طریق طارق بن شہاب ان ابا بکر رضی اللہ عنہ لما نزلت ہذہ الایۃ قال لا اکلمک بعدہا الا کاخی السرار وان عمرؓ کان اذا حدثہ حدثہ کاخی السرار ماکان یسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یستفہمہ کذا فی الشفاء وشرحہ لعلی القاری

اور تفسیر درمنثور مین ہے واخرج احمد وعبد بن حمید والبخاری ومسلم وابو یعلی فی معجم الصحابۃ وابن المنذر والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل عن انس قال لما نزلت یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الی قولہ وانتم لا تشعرون وکان ثابت بن قیس بن شماس رفیع الصوت فقال انا الذی کنت ارفع صوتی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبط عملی انا من اہل النار وجلس فی بیتہ حزینا فتفقدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانطلق بعض القوم الیہ فقالوا فقدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک قال انا الذی ارفع صوتی فوق

صوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجہروا لہ بالقول حبط عملی وانا من اہل النار فاتوا النبی

صلی اللہ علیہ وسلم فاخبروہ بذلک فقال بل ہو من اہل الجنۃ فلما کان یوم یمامۃ

قتل ترجمہ روایت کی بخاری اور مسلم وغیرہ نے کہ جب نازل ہوئی یہ آیہ کریمہ

یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا ثابت بن قیس بن شماس نے کہا کہ میری ہی

آواز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر بلند ہوتی تھی۔ کیونکہ وہ بلند آواز

تھے۔ اب میرے اعمال حبط ہو گئے اور میں دوزخی ہو گیا اس غم میں گھر سے کئی روز

باہر نہیں نکلے۔ یہانتک کہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا

کہ وہ کہاں ہیں۔ تب چند صحابہ اون کے گھر گئے اور یاد فرمائی کا حال بیان

کر کے پوچھا کہ تم حاضر کیوں نہیں ہوتے کہا میری ہی آواز حضرت کی آواز سے

بلند ہوا کرتی ہے جس سے میرے اعمال حبط ہیں اور ٹھکانا دوزخ ہے۔ صحابہ

نے یہ واقعہ حضرت سے کہا ارشاد ہوا یہ بات نہیں وہ جنتی ہیں چنانچہ جنگ یمامہ

میں وہ شہید ہوئے انتہی۔ اور ایک روایت یہ ہے واخرج ابن جریر والطبرانی

والحاکم وصححہ وابن مردویہ عن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس قال لما نزلت ہذہ

الآیۃ یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول

قعد ثابت فی الطریق یبکی فمر عاصم بن عدی بن عجلان فقال ما یبکیک یا ثابت

قال ہذہ الآیۃ اتخوف ان تکون فی نزلت وانا صیت رفیع الصوت فمضی عاصم

بن عدی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ خبرہ قال اذہب فادعہ لی

فجاءہ فقال ما یبکیک یا ثابت قال انا صیت اتخوف ان تکون ہذہ الآیۃ نزلت

فی فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تعیش حمیدا وتدخل الجنۃ قال رضیت

ولا ارفع صوتی ابداً علی صوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فانزل اللہ ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ الآیۃ ترجمہ روایت کی ابن جریر اور حاکم وغیرہ نے محمد بن قیس بن شماس سے کہ جب نازل ہوئی آیۃ شریفہ یا ایہا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم تو ثابت بن قیس پر نہایت صدمہ ہوا یہانتک کہ راستہ مین بیٹھ گئے اور زار زار رونے لگے کہ ہارے سب اعمال اکارتھ گئے۔ اس حالت مین کہین عاصم ابن عدی کا اودھر سے گذر ہوا پوچھا کیون روتے ہو اے ثابت کہا کہ مجھے خوف ہے کہ یہ آیت میری ہی باب مین نازل ہوئی ہے کیونکہ میری ہی آواز بلند ہے عاصم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتمین حاضر ہوکر اونکا واقعہ بیان کیا حضرت نے فرمایا اونکو میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ حاضر ہوے حضرت نے براہ شفقت پوچھا کہ کس چیز نے تمکو رلایا۔ کہا یارسول اللہ میری آواز بہت بلند ہے ڈرتا ہون مین کہ شاید یہ آیت میرے ہی باب مین نازل ہوئی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم راضی نہین اس بات پر کہ عیش وزندگی تمہاری پسندیدہ ہو اور قتل کئے جاؤ تم اچھی حالتمین اور جنت مین داخل ہوجاؤ کہا راضی ہون مین یارسول اللہ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز بلند نکرونگا انتہی۔ غور کرنیکی جا ہے کہ صرف اتنی بے ادبی کہ بات کہنے مین آواز بلند ہوجاے اوسکی یہ سزا ٹھیرائی گئی کہ صحابہ کے تمام اعمال اور عمر بھر کی جان فشانیان حبط اور اکارتھ ہوجائین جن کے ایک عمل کے برابر ہماری ساری عمر کے اعمال نہین ہوسکتے چنانچہ صحیح حدیثون مین وارد ہے کہ اگر کوئی شخص کوہ احد کے برابر سونا خیرات کرے

تو صحابی کے ایک مد بلکہ آدھی مد کے برابر نہین ہو سکتا جس کا وزن پاو سیر سے کچھ زیادہ ہوتا ہے - پھر اس سزا کو دیکھئے تو یہ وہ سزا ہے جو کافرون کے واسطے مقرر ہے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے اُولٰئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ وَفِی النَّارِ ھُمْ خَالِدُوْنَ - اب یہ معلوم کرنا چاہئے کہ منشا اسکا کیا تھا - یہ بات ظاہر ہے کہ حلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ بلند آواز سے بات کرنا تو کیا کافرون نے دندان مبارک کو شہید کردیا اور اقسام کے اذیتین پہونچائین مگر کچھ نہ کہا بلکہ اور دعائین دین کما فی الشفا وروی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما کسرت رباعیہ وشج وجہہ یوم احد شق ذلک علی اصحابہ شدیدا وقالوا لو دعوت علیہم فقال انی لم ابعث لعانا ولکن بعثت داعیا ورحمۃ اللہم اہد قومی فانہم لایعلمون انتہٰی قال القاری رح فی شرحہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان مرسلاً وآخرون موصولاً - اور تواضع کی یہ کیفیت تھی کہ باوقعت دست بوسی سے منع فرمادیا اس ارشاد کے ساتھ کہ یہ طریقہ عجمیون کا ہے کہ اپنے سلاطین کی دست بوسی کیا کرتے ہین اور مین ایک شخص تمہین مین کا ہون کما فی الشفا عن ابی ہریرۃ دخلت السوق مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاشتری سراویل وقال للوزان زن وارجح وذکر القصہ قال فوثب الی ید النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقبلہا فجذب یدہ وقال ہذا تفعلہ الاعاجم بملوکہا ولست بملک انما انا رجل منکم - اور اگر کوئی تعظیم کے لئے اٹھنا چاہتا تو منع فرمادیتے کما فی الشفا عن ابی امامۃ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوکیا علی عصا فقمنا لہ فقال لاتقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہم بعضا حالانکہ خود احادیث

سے عموماً اجازت اس قیام کی ابھی ثابت ہوئی اور احادیث سے دست بوسی
بلکہ پابوسی بھی ثابت ہے انشاء اللہ تعالی کسی موقع مین اوسکا بھی ذکر آجائیگا
الحاصل اس قسم کی صدہا حدیثین ہین جن سے ظاہر ہے کہ حضرت کی سی تواضع
اور اخلاق دوسرے سے ممکن نہین - اور کیونکر ہوسکے حضرت کے وہ اخلاق
تھے جنکی تعریف حق تعالی فرماتا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ یعنے یقیناً
آپ بہت بڑے خلق پر ہو - اور خوش خلقی کا جزو اعظم یہی صفت ہے کیونکہ
یہ بات تو تجربہ سے بھی ظاہر ہے کہ جسمین تواضع نہین ہوتی وہ شخص خوش خلق
نہین ہوتا اور جس شخص کے اخلاق درست ہوتے ہین اوسمین تواضع ضرور
ہوتی ہے غرض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور خوش خلقی کی وجہ
سے وہ آداب جو حضرت کے ساتھ متعلق ہین مسلمانون کو شرعاً معلوم ہونیکی
کوئی صورت نتھی سوائے اسکے کہ خود حق تعالی اپنے کلام پاک مین بیان فرماوے
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس آیہ شریفہ مین ایک ادنی سی بات کو ذکر فرمایا کہ اگر
کوئی شخص حضرت کے روبرو پکار کے بات کرے اوسکی تمام کی کرائی محنتین
اور سارے اعمال اکارتھہ اور برباد ہو جائینگے - اب عاقل کو چاہئے
کہ اسپر قیاس کرلے کہ جب ادنی سی بے ادبی اور گستاخی کا انجام یہ ہو تو اور
گستاخیون کا کیا حال ہوگا - یہان اور ایک بات سمجھ رکھنا چاہئے کہ اتنی سی
گستاخی کی جو اسقدر سخت سزا ٹھیرائی گئی اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
کوئی درخواست نتھی بلکہ منشا اوسکا صرف غیرت الہی تھا کہ اپنے حبیب کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان کسی قسم سے نہونے پائے اسی وجہ سے صحابہ ہمیشہ

خائف وترسان رہتے تھے کہ کہین ایسی حرکت کوئی صادر نہو جس سے غیرت الہی
جوش مین آجائے۔ پہر جب حضرت اس عالم سے تشریف لیگئے تو کیا ہو سکتا ہے
کہ حضرت کی محبوبیت یا غیرت کبریائی مین کوئی فرق آگیا ہو نعوذ باللہ من ذلک
کوئی مسلمان اسکا قائل ہوگا کیونکہ صفات الہیہ مین کسی قسم کا تغیر ممکن نہین۔
پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ آیہ موصوفہ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ
کو ہمیشہ پیش نظر رکہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظاہر اور باطن
مین ایسا مودب رہے جیسے صحابہ تھے۔ اور یہ نہ سمجہے کہ صرف حضرت کے روبرو
ادب کی ضرورت تھی اب نہین اسلئے کہ حق تعالی اپنے حبیب کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کا ہمیشہ حامی ہے الحاصل بلند آواز سے حضرت کے روبرو بات
کرنیوالونکی وہ سزا ٹہیری جو مذکور ہوئی۔ اور جو لوگ کمال ادب کے ساتھ دبی آواز
سے بات کیا کرتے تھے اونکی یہ سرفرازی ہوئی جو ارشاد ہوتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ
یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ
قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ترجمہ جو لوگ دبی آواز سے
بولتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہی ہن وہ جن کے دلونکو
آزمایا ہے اللہ تعالی نے واسطے پرہیزگاری کے۔ انہین کے لئے مغفرت
اور بخشش ہے اور ثواب ہے بڑا انتہی۔ سبحان اللہ کس قدر رحمت اور فضل الہی
مودبون کے لئے موج زن ہے کہ اگرچہ گناہگار ہون علاوہ مغفرت گناہ کے
بہت بڑے ثواب کا وعدہ دیا جارہا ہے۔

شعر

آنرا کہ ہست فیض ابد آیدش بدست		سرمایہ ادب بکف آور کہ این متاع

اس آیہ شریفہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ادب ہرکس وناکس کو نصیب نہین ہوسکتا۔ یہ دولت اون لوگون کے حصہ مین رکھی ہے جن کے دل امتحان الٰہی مین پورے اترے اور جنہین کامل طور پر صلاحیت تقویٰ کی موجود ہے اور حقتعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ترجمہ جو لوگ پکارتے ہین آپکو حجرون کے پیچھے سے یقیناً اکثر اون کے عقل نہین رکھتے اور اگر صبر کرتے وہ جب تک کہ نکلتے آپ اونکی طرف تو اونکو بہتر تھا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے مہربان انتہیٰ اس آیہ شریفہ مین جن لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برآمد ہونے کا انتظار نہ کرکے پکارنا شروع کیا اونکی نسبت ارشاد ہوتا ہے کہ وہ بے عقل ہین اب یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا اون کے دماغون مین کچھ فتور تھا جسکی وجہ سے اونکو مجنون کہا جائے یا اور کوئی بات ہے یہ تو کسی کتاب مین نہ ملیگا کہ وہ چند دیوانہ تھے جو اتفاق کرکے آئے اور گڑبڑ کرکے چلے گئے بلکہ کتب احادیث وتفاسیر سے ثابت ہے کہ بہت بڑے ہوشیار اور ساری قوم کے مدبر لوگ منتخب ہوکر اس غرض سے آئے تھے کہ شعر وسخن مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر اور خطیب پر سبقت لیجائین اور ذہن وذکاوت کی داد دین باوجود اسکے بیوقوف بنائے جارہے ہین اس سے معلوم ہوا کہ منشا اوسکا کچھ اور ہے۔ بات یہ ہے کہ جب تک کسی کی عقل سلیم مین کجی نہین ہوتی بزرگون کی برابری کا دعویٰ نہین کرتا اگر کچھ بھی عقل ہو تو آدمی سمجھ سکتا ہے کہ برگزیدگان حق کے ساتھ برابری

کیونکر ہو سکے گی اسلئے کہ یہ تو صرف حق تعالی کے فضل پر منحصر ہے۔ الحاصل بیوقوفی کا
اطلاق اس جماعت پر اسی وجہ سے ہوا کہ بارگاہ رسالت مین بے ادبی سے پیش آئے
اگر کہا جائے کہ جایز ہے کہ کفر کی وجہ سے یہ اطلاق ہوا ہو جس سے عقل معاد
کی نفی ہو گئی۔ تو ہم کہین گے کہ اس آیہ شریفہ مین کفر کا کہین ذکر نہین بلکہ یہ حکم
ان لوگون پر ہوا جو متصف اس بے ادبی کے ساتھ تھے اور علم بلاغت کے اصول
مین مصرح ہے کہ ایسے موقعون مین وصف مسند الیہ کو تاثیر اور دخل ہوا کرتا ہے
چنانچہ ابن تیمیہ نے بھی صارم مسلول مین لکھا ہے قلنا لاریب انہ لابد لکل
صفۃ تاثیر فی الحکم والا فالوصف العدیم التاثیر لایجوز تعلیق الحکم بہ کمن قال
من زنی واکل جلد پس ثابت ہوا کہ اس حکم مین کفر کو دخل نتھا بلکہ مدار اوسکا
اسی بے ادبی پر ہے جو مذکور ہوئی الحاصل حماقت اور بیوقوفی بے ادبونکی
نص قطعی سے ثابت ہے تفسیر روح البیان مین لکھا ہے کہ صحابہ کا یہ حال تھا
کہ اگر حضرت کو پکارنا منظور ہوتا تو ناخنون سے دروازہ کو ٹھوکتے اور
یہ لوگ کہین سے آئے ہوئے تھے ابو عثمان مغربی رح کہتے ہین کہ بزرگون اور
اولیاء اللہ کی خدمت مین براہ ادب پیش آنا آدمی کو مدارج علیا تک پہنچاتا ہے
چنانچہ ایک جماعت علما کا یہ حال تھا کہ اگر کسی بزرگ کی خدمت مین جاتے
تو بیٹھے رہتے جبتک کہ وہ خود نکلتے ابو عبیدہ قاسم بن سلام کہتے ہین کہ
مین نے کسی عالم کا دروازہ نہین ٹھوکا بلکہ جب جاتا بیٹھ رہتا جبتک وہ
خود نکلتے کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ
انتہی ملخصا من التفسیر۔ سبحان اللہ علمائے حقانی کی رائے کیا ہی صائب ہوتی ہے

بزرگون کے ادب کرنیکو بھی اس آیہ شریفہ سے استنباط کیا ہرچند حدیث شریف
مین لم یوقر کبیرنا وغیرہ سے بھی اس موقع مین استدلال ہوسکتا تھا مگر جب استناد
خود آیتہ شریفہ پر ہوسکا تو نورٌ علی نور ہوگیا بہرحال معلوم ہوا کہ اس آیہ شریفہ سے
عموماً بزرگان دین کی تعظیم اور اونکا ادب مستفاد ہوسکتا ہے۔ مگر یہ بات
شاید ہر ایک کے سمجھ مین نہ آئیگی اس فہم کے لئے وہ لوگ خاص ہین جنکی طبیعتین
ادب کے ساتھ مناسبت رکھتی ہین وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ وَهُوَ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْن

اور بعض لوگ کبھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بحسب عرف وعادت صرف
نام کے ساتھ پکارتے اون کو ادب سکھایا گیا کہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ
بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ترجمہ مت ٹھیراؤ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم
کا بلانا درمیان اپنے اوسکے برابر جو بلاتا ہے تم مین ایک کو ایک انتہی تفسیر درمنثور
مین روایت ہے۔ اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابونعیم فی الدلائل عن
ابن عباسؓ فی قولہ لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا قال کانوا
یقولون یامحمد یا اباالقاسم فنہاہم اللہ عن ذلک اعظاماً لنبیہ فقالوا یانبی اللہ
یارسول اللہ واخرج ابونعیم فی الدلائل عن ابن عباس فی قولہ تعالی لاتجعلوا دعاء
الرسول الخ یعنے کدعاء احدکم اخاہ باسمہ ولکن وقروہ وعظموہ وقولوا لہ یارسول اللہ
یانبی اللہ واخرج ابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم
عن مجاہد فی الآیۃ قال امرہم ان یدعوہ برسول اللہ فی لین وتواضع ولایقولوا یامحمد
فی تجہم واخرج عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم عن قتادۃ
فی الآیۃ قال امر اللہ ان یہاب نبیہ وان یبجل وان یعظم وان یفخم ویشرف ترجمہ

بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف نام اور کنیت کے ساتھ پکارتے تھے
جیسے کوئی اپنے بھائی کو پکارتا ہے پس منع فرمایا حق تعالیٰ نے اس سے مقصود یہ
کہ عجز و نیاز کے ساتھ یا رسول اللہ اور یا نبی اللہ کہکے پکارا کرین جس سے
عظمت و شرف اور تعظیم و توقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر ہو آگے
انتہی ملخصاً۔ الحاصل حق تعالیٰ کو اتنی بات بھی ناگوار ہے کہ اپنے حبیب کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شخص نام لیکر پکارلے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ خود حق تعالےٰ
نے بھی تمام قرآن شریف مین حضرت کو نام کے ساتھ کہین خطاب نہ فرمایا بلکہ
جب خطاب کیا یا ایہا النبی وغیرہ صفات کمالیہ ہی ذکر کئے جس سے
صاف ظاہر ہے کہ کمال درجہ کی عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معلوم
کرانا حق تعالیٰ کو منظور ہے۔ ورنہ وہی حضرت آدم اور دوسرے انبیائے
اولو العزم علیہم السلام ہین کہ جنکو باوجود اس جلالت شان کے نام ہی کے
ساتھ برابر خطاب ہوا کیا جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہے **شعر**

یا آدم است با پدر انبیا خطاب		یا ایہا النبی خطاب محمد است

یہان سے ایک بات اور بھی معلوم ہوئی کہ قرآن شریف مین گویا ایک قسم کا
التزام نعت نبوی کا کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ ظاہر ہے کہ مقصود ندا سے یہی
ہوتا ہے کہ منادا اپنی ذات سے ندا کرنیوالے کی طرف متوجہ ہو تو چاہئے کہ
ندا ان الفاظ کے ساتھ ہو جو منادی کی ذات پر دلالت کرین۔ اس مقصود کے
پورا کرنے مین علم یعنے نام درجہ اول مین سمجھا جائیگا کیونکہ اصلی غرض اوس سے
یہی ہے کہ ذات پر دلالت کرے۔ پھر کسی خاص صفت کے ساتھ ندا جو جایز ہے

اسکی یہی وجہ ہوگی کہ اوس سے ذات پر دلالت ہو جاتی ہے جو اس مقام مین مقصود بالذات ہے۔ ورنہ معنی وصفی جو زائد علی الذات اور مقتضی مغایرت ہین اسکو ندا کے ساتھہ جو مقتضی تعیین ہے کوئی مناسبت نہین۔ بہرحال منادی کا علم ذکر نہ کرکے اوصاف جو ذکر کئے جاتے ہین وہان دو مقصود پیش نظر ہوتے ہین ایک توجہ منادی کی دوسری توصیف اگرچہ باعتبار ندا کے توصیف ایک امر زائد ہے لیکن اسوجہ سے کہ قصداً اوصاف ذکر کئے جاتے ہین توصیف بھی وہان ایک امر مستقل اور مقصود بالذات ہو جاتی ہے۔ اب اس تقریر کو ما نحن فیہ پر منطبق کیجئے کہ حق تعالی نے جو اوصاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ندا کے ساتھہ ذکر کئے ہین اگرچہ وہان ندا مقصود بالذات ہی مگر خاص اوصاف ہی کو ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ نعت بھی ایک مقصود اصلی اور مستقل برأسہ ہے ورنہ مثل اور انبیا علیہم السلام کے نام مبارک کے ساتھہ ندا فرماتا پھر جب تمامی قرآن شریف مین یہ التزام کیا گیا تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حق تعالی کو کس قدر نعت شریف کا اہتمام منظور ہے **شعر**

یا اوصافش سید ان کے تو انند ابنیا اورا	کہ تا نعتش بگوید نمیخو اند خدا اورا

دوسرے مقام پر حق تعالی فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا ترجمہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے مت کہو راعنا اور کہو انظرنا انتہی۔ درمنثور مین اس آیت کی تفسیر مین یہ روایتین نقل کی ہین۔ اخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابی صخر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ادبر ناداہ من کانت لہ حاجۃ من المومنین فقالوا ارعنا سمعک فاعظم اللہ رسولہ ان یقال

ذلک واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم والطبرانی عن ابن عباسؓ فی قولہ تعالی لاتقولوا

راعنا قال کانوا یقولون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ارعنا سمعک وانما راعنا کقولک خاطبنا

واخرج ابن جریر وابن المنذر عن السدی قال کان رجلان من الیہود مالک

بن الصیف ورفاعتہ بن زید اذ لقیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالا لہ وہما یکلمانہ راعنا

سمعک واسمع غیر مسمع فظن المسلمون ہذا شئی کان اہل الکتاب یعظمون انبیاءہم

فقالوا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ذلک فانزل اللہ یا ایہا الذین آمنوا لاتقولوا راعنا

الایہ واخرج ابونعیم فی الدلائل عن ابن عباسؓ فی قولہ لاتقولوا راعنا ذلک

انہ سب بلغتہ الیہود فقال تعالی قولوا انظرنا یرید اسمعنا فقال المومنون بعد ہا

من سمعتموہ یقولہا فاضربوا عنقہ فانتہت الیہود بعد ذلک ترجمہ ابن عباسؓ

وغیرہ سے روایت ہے کہ بعض یہود جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام

کرتے تو اثنائے کلام مین لفظ راعنا کہا کرتے تھے جس کے معنی یہ ہین کہ ہمارے

بات کی مراعات کیجئے اور سماعت فرمائیے۔ مسلمانون نے سمجھا کہ شاید یہ کوئی

عمدہ بات ہے اور اہل کتاب اسکو انبیا کی تعظیم مین کہا کرتے ہین اس لئے اوسکا

استعمال شروع کیا۔ مگر اس وجہ سے کہ یہ کلمہ لغت یہود مین دشنام کے محل مین بھی

مستعمل تھا حق تعالی نے اس سے منع فرمادیا۔ پھر تو مسلمانون نے یہ حکم دیدیا

کہ جس سے یہ کلمہ سنو اوسکی گردن ماردو اس کے بعد پھر کسی یہودی نے یہ کلمہ

نہ کہا انتہی ملخصا۔ حاصل یہ کہ ہر چند صحابہ اس لفظ کو نیک نیتی سے تعظیم کے

محل مین استعمال کیا کرتے تھے۔ مگر چونکہ دوسری زبان مین گالی تھی حق تعالے

نے اس کے استعمال سے منع فرمادیا۔ اب یہان ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جس لفظ

مین کنایۃً بھی توہین مراد نتھی بلکہ صرف دوسری زبان کے لحاظ سے استعمال اوسکا ناجائز ٹھیرا تو وہ الفاظ ناشایستہ جسمین صراحۃً کسر شان ہو کیونکر جایز ہون گے اگر کوئی کہے کہ مقصود ممانعت سے یہ تھا کہ یہود اس لفظ کو استعمال نہ کرین تو ہم کہین گے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے مگر اسمین شک نہین کہ نہی صراحۃً خاص مومنین کو ہوئی جن کے نزدیک یہ لفظ محل تعظیم مین مستعمل تھا اسمین نہ یہود کا ذکر ہے نہ اون کے لغت کا۔ اگر صرف یہی مقصود ہوتا تو مثل اور اونکی شرارتون کے اسکا ذکر بھی یہین ہو جاتا۔ صرف مومنین کو مخاطب کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس قسم کے الفاظ نیک نیتی سے بھی استعمال کرنا درست نہین۔ پھر سزا اوسکی یہ ٹھیرائی گئی کہ جو شخص یہ لفظ کہے خواہ کافر ہو یا مسلمان اوسکی گردن مار دیجاوے بالفرض اگر کوئی مسلمان بھی یہ لفظ کہتا تو اسوجہ سے کہ وہ حکم عام تھا بیشک مارا جاتا اور کوئی یہ نہ پوچھتا کہ تم نے اوس سے کیا مراد لی تھی۔ اب غور کرنا چاہئے کہ جو الفاظ خاص توہین کے محل مین مستعمل ہوتے ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استعمال کرنا خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً کس درجہ قبیح ہوگا اگر صحابہ کے روبرو جن کے نزدیک راعنا کہنے والا مستوجب قتل تھا کوئی اس قسم کے الفاظ کہتا تو کیا اوسکے قتل مین کچھ تامل ہوتا یا یہ تاویلات بارده مفید ہو سکتین ہرگز نہین مگر اب کیا ہو سکتا ہے سوا اسکے کہ اوس زمانہ کو یاد کرکے اپنی بے بسی پر رویا کرین۔ اب وہ پرانے خیالات والے پختہ کار کہان جنکی حمیت نے اسلام کے جھنڈے مشرق و مغرب مین نصب کردئے تھے۔ ان خیالات کے جھلملاتے ہوئے چراغ کو آخری زمانہ کی ہوا دیکھ نہ سکی۔ غرض میدان خالی پاکر

جسکا جو جی چاہتا ہے بکمال جرأت کے ساتھ کہدیتا ہے۔ پھر اس دلیری کو دیکھیے
کہ جو گستاخیان اور بے ادبیان جو قابل سزا کے ہین۔ اونہین پر ایمان کی بنا قایم
کیجارہی ہے جب ایمان یہ ہو تو بے ایمانی کا مضمون سمجھنے مین البتہ غور و تامل
درکار ہے۔ اور اس آیت شریفہ مین بھی حق تعالی نے ایک قسم کی تادیب
کی ہے قولہ تعالی مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا اَنْ تَنْكِحُوْا
اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ؕ اِنْ تُبْدُوْا
شَيْئًا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ؕ ترجمہ نہین لایق ہے
تم کو کہ ایذا دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو تم اون کے
ازواج مطہرات کو کبھی بعد اون کے یقینا یہ بہت بڑا گناہ ہے اللہ تعالی کے
نزدیک اگر ظاہر کرو تم کچھ یا چھپاؤ اللہ تعالی سب جانتا ہے انتہی درمنثور مین
لکھا ہے اخرج والبیہقی فی السنن عن ابن عباس قال قال رجل من اصحاب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لو قد مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزوجت عایشۃ او ام سلمۃ
فانزل اللہ تعالی ماکان لکم ان توذوا رسول اللہ الایہ ترجمہ روایت ہے ابن عباس
سے کہ صحابہ مین سے کسی شخص نے کہا تھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال
فرماوینگے تو عایشہ یا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کریگا اوس کے ساتھ ہی
یہ آیہ شریفہ نازل ہوئی مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ آخر تک انتہی
اسمین شک نہین کہ کسی کے وفات کے بعد اوسکی عورتون کے ساتھ نکاح کرنا
عموما جایز ہے۔ اور جنھون نے سادگی سے یہ بات کہی تھی صحابی تھے جنکا نام بھی
بعض روایات مین مذکور ہے اب اونکی نسبت یہ گمان نہین ہوسکتا کہ کسی قسم کا

خیال فاسد کیا ہو باوجود اسکے جو یہ عتاب ہو رہا ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ خیال بھی خالی از بے ادبی نتھا۔ کیونکہ اونہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و عزت کا کچھ خیال نہ کیا اور یہ نہ سمجھا کہ جو بات حضرت کی زندگی میں ہے بعد وفات شریف کے بھی ابدالآباد وہی بات ہے۔ اب اس عتاب کو دیکھئے کہ اوسمین کس قدر تشدد کیا گیا ہے کہ اس قسم کی بات کو صرف دل مین لانا بھی ایک امر خطرناک قرار دیا گیا ہے۔ اسلئے کہ اس موقع مین جو ارشاد ہے (کہ جو کچھ تم ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالی سب جانتا ہے) ظاہر ہے کہ مقصود اس سے تخویف ہے ورنہ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا کہنے کی ظاہرا کوئی ضرورت نہ تھی۔ الحاصل حرام ہونا ازواج مطہرات کا تمامی امت پر بعد وفات شریف کے دلیل واضح اسپر ہے کہ حرمت و تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد وفات شریف کے بھی بحال خود ہے اگر کہا جاے کہ نکاح ازواج مطہرات کا بعد وفات شریف کے اس لئے درست نتھا کہ حضرت زندہ موجود ہین۔ تو ہم کہین گے کہ یہ امر واقعی ہے ہمین بھی اسمین کچھ کلام نہین لیکن اگر صرف یہی وجہ ہوتی تو شہدا کی بیویونکا نکاح بھی درست نہوتا جن کی حیات بھی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کما قال اللہ تعالی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ پس معلوم ہوا کہ نکاح مذکور کی ممانعت اسوجہ سے تھی کہ حرمت و عزت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد وفات کے بھی دلون مین متمکن رہے اور کوئی مسلمان اس قسم کا خیال بھی کرے جسمین کسی قسم کی بے ادبی لازم آجاے اور اس آیۂ شریفہ مین بھی ادب کی تعلیم کیگئی ہے۔ قال اللہ تعالے

یاایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم الی طعام غیر ناظرین اناہ ولکن اذا دعیتم فادخلوا فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستانسین لحدیث ان ذلکم کان یؤذی النبی فیستحیی منکم واللہ لا یستحیی من الحق ترجمہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے مت جاؤ گھر مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر جو حکم ہو کھانیکے واسطے نہ انتظار کرنیوالے اسکے پکنے کا لیکن جب بلائے جاؤ تم تب جاؤ اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ اور مت بیٹھے رہو باتون مین جی لگائے ہوے البتہ یہ کام ایذا دیتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور شرم کرتے ہین وہ تم سے اور اللہ تعالی نہین شرم کرتا ہی حق بات سے انتہی۔ حاصل یہ کہ ایکبار بعض صحابہ کھانا کھانیکے بعد دولتخانہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوڑی دیر ٹھہیرے رہے چنانچہ اس قسم کی عادت بھی ہے۔ انکی وجہ سے نہ حضرت اپنے مشاغل مین مصروف ہوسکے نہ مروت سے کچھ فرما سکے غرض کہ یہ امر کسی قدر باعث گرانی خاطر ہوا ساتھ ہی حق تعالی نے یہ حکم قطعی نازل فرمادیا جس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ جس چیز سے گرانی خاطر مبارک یا کسی قسم کا ملال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوتا ہو حقتعالی کو کمال ناپسند اور نہایت ناگوار ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ شاید بعض لوگ یہ سمجھتے ہونگے کہ قرآن شریف صرف توحید اور احکام معلوم کرانیکے لئے ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے یہی غرض ہے۔ اور قرآن سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے اتباع کی مثال ایسی سمجھی جاتی ہے جیسے کوئی شخص راستہ جاننے والا چلا جارہا ہو تو اوس کے پیچھے پیچھے چلنا منزل مقصود

تک پہنچ جانے کیلئے کافی ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ پیچھے چلنے والیکو ضرور نہین کہ اوسکا ادب بھی کیا کرے - مگر یقین ہے کہ جب ان آیات مین غور و تامل کیا جائیگا تو ضرور یہ بات معلوم ہوجاے گی کہ قرآن شریف علاوہ ان احکام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آداب بھی معلوم کراتا ہے - یا یون کہئے کہ یہ ادب منجملہ ان احکام کے ہے جن کے بیان کی کفالت قرآن شریف کر رہا ہے - اب یہان قیاس کی ضرورت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنی گرانی خاطر کا لحاظ حق تعالی کو اسقدر ہے کہ جن امور ذاتی مین شرم سے کچھ نہ فرماسکین خود اپنے کلام قدیم مین مقصود حضرت کا مع شے زایدہ بیان کرکے ان امور سے زجر فرمادیتا ہے تو وہ سراسر کسر شان کی باتین جن سے طبع غیور کو رنج پہونچے اور باعث ملال و غضب ہون کس قدر غیرت و غضب الہی کو جوش مین لاتی ہونگی - اس حدیث کو دیکھئے کہ بعض لوگ جو عطا و کرم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ظاہر کرتے نہ تھے جس سے کسی قسم کا ملال حضرت کو ہوتا تھا اوسکا اثر یہ ہوا کہ وہ عطیہ انکے حق مین آتش دوزخ بنادیا گیا چنانچہ حاکم رح نے مستدرک مین روایت کیا ہے

عن عمرؓ قال دخل رجلان علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألا فی شئی فدعا لہما بدینارین فاذا ہما یثنیان خیرا فقال صلی اللہ علیہ وسلم لکن فلان ما یقول ذلک ولقد اعطیتہ ما بین عشرۃ الی مائۃ فما یقول ذلک فان احدکم لیخرج بصدقتہ من عندی متابطہا و انما ہی لہ نار فقلت یا رسول کیف تعطیہ وقد علمت انہ لہ نار قال فما اصنع یابون الا ان یسألونی ویابی اللہ لی البخل ترجمہ روایت ہے

عمرؓ سے کہ دو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر کچھ مانگے حضرت نے
اونکو دو دینار منگوا دیے جسپر انہون نے حضرت کی ثنا وصفت کی۔ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو دو ہی دینار پر ثنا کرتے ہین مین نے فلان
شخص کو دس سے سو تک دئے مگر اس نے اس قسم کی ایک بات نہ کہی۔
جو شخص مجھ سے صدقہ لیکر بغل مین دبائے ہوے باہر جاتا ہے وہ اس کے
حق مین آگ ہے عمرؓ کہتے ہین کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر آپ ایسے
لوگون کو کیون دیتے ہو حالانکہ آپ جانتے ہو کہ وہ اون کے حق مین آگ ہے
فرمایا کیا کرون لوگ مجھ سے مانگنا نہین چھوڑتے اور حق تعالی نہین چاہتا
کہ مجھمین بخل پایا جائے انتہی ملخصاً حاکم نے مستدرک مین یہ حدیث اور اسکے
کئی شواہد نقل کئے ہین۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب ادنی گرانی خاطر
اور ملال مین یہانتک نوبت پہونچگئی تو ایذا رسانی کا کیا حال ہوگا دیکھ لیجیے
خود حق تعالی فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ترجمہ جو لوگ ایذا دیتے ہین
اللہ تعالی کو اور اوس کے رسول کو لعنت کی اللہ تعالی نے اونپر دنیا اور
آخرت مین اور تیار کر رکھا ہے اون کے واسطے عذاب رسوائی کا انتہے
اگرچیکہ بظاہر حق تعالی نے اپنی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذارسانی
کی یہ سزا مقرر فرمائی ہے مگر درحقیقت کسکا مجال ہے کہ حق تعالی کو ایذا پہونچاسکے
قال اللہ تعالی لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کُلٌّ لَّہٗ قَانِتُوْنَ اور امام بخاریؒ
کتاب خلق افعال عباد مین نقل کرتے ہین عن حذیفۃؓ قال قال النبی صلی اللہ

علیہ وسلم ان اللہ یصنع کل صانع وصنعتہ وتلا بعضہم عند ذلک واللہ خلقکم وما تعملون فاخبران الصناعات واہلہا مخلوقۃ ترجمہ روایت ہے حذیفہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی پیدا کرتا ہے ہر صانع کو اور اوسکی صنعت کو اور پڑھی بعضون نے یہ آیت وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یعنے اللہ تعالی پیدا کیا تم کو اور جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔ اسمین خبر دی کہ سب کام اور کام کرنیوالے مخلوق ہین انتہی اس صورت مین یہ سزا صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کی ہوئی اور حق تعالی نے جو اپنا نام مبارک اس آیۂ شریفہ مین ذکر فرمایا مقصود اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے چنانچہ بیضاوی شریف مین ہے ان الذین یوذون اللہ ورسولہ بان یرتکبوا مایکرہانہ من الکفر والمعاصی او یوذون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکسر رباعیتہ وقولہم شاعر مجنون ونحو ذلک وذکر اللہ للتعظیم لہ۔ یا یون کہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا حق تعالی کو ایذا دینا ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہین عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اذی شعرۃ منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ رواہ ابن عساکر کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے ایذا پہونچائی میرے ایک بال کو تو اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھکو ایذا دی تو یقیناً اس نے اللہ تعالی کو ایذا دی۔ رہی وہ مثال جس کا مطلب یہ تھا کہ مقصود کو پہونچنے کے لئے صرف ہادی کا اتباع کافی ہے نہ محبت وتعظیم۔ سو یہ مثال یہان بالکل صادق نہین آسکتی

اسلیے کہ اس مثال کی یہ بھی ایک صورت ہوسکتی ہے کہ اگر اس قسم کے ہادی کا
اتباع کرنیوالا دل مین اس سے بغض بھی رکھے مگر پیچھے پیچھے چلے جاے تو بھی
منزل مقصود کو پہونچ جائیگا۔ اور یہان یہ بات بالکل ممکن نہین۔ کیونکہ یہان
بغض تو کیا اگر محبت اور جان نثاری مین کسی قدر کسر رہجاے تو مقصود
تک پہونچنا تو ایک امر دور دراز ہے۔ درست ایمان ہی کے صادق
آنے مین دشواری پڑ جائے گی دیکھ لیجیے خود حضرت کیا فرماتے ہین۔

عن عبد اللہ بن ہشام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم
حتی اکون احب الیہ من نفسہ رواہ احمد ذکرہ فی کنز العمال پس اس سے معلوم ہوا
کہ راہ خدا کا چلنے والا مثل اس شخص کے نہین ہوسکتا جو ضرور ہر کس و ناکس
کے ساتھ ہولے اور کسی گانون کو پہنچ جاے۔ دوسری خرابی اس مثال مین
یہ ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے
صرف اتنا ہی مقصود ہے کہ راستہ معلوم ہوجائے جسکو بیان فرما دیا اب
حضرت سے کچھ غرض اور احتیاج باقی نہین۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے
کیونکہ کوئی آدمی انبیا تک قیامت مین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
مستغنی نہین ہوسکتا جیسا کہ حدیث شفاعت سے جو مشہور اور صحاح مین
وارد ہے ظاہر ہے کہ اوس سختی اور پریشانی کی حالت مین تمام اولین و
آخرین انبیا سے التجا کرینگے کہ کچھ راستہ نکالین مگر کسی سے کچھ نہو سکے گا
آخر سب محتاج اس بات کے ہون گے کہ ہمارے حضرت لب شفاعت ہلادین
چنانچہ یہین سے اونکی سب مشکلین آسان ہونگی۔ اور حرام ہے کہ جنت کا دروازہ

کسی دوسرے کے واسطے کہلے جب تک حضرت وہان تشریف نہ لیجائین چنانچہ
ارشاد ہوتا ہے عن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرمت الجنۃ
علی الانبیاء کلہم حتی ادخلہا وحرمت علی الامم کلہم حتی تدخلہا امتی قط فی الافراد
قال الحافظ ابن حجر فی اطرافہ وہو صحیح علی شرط ک کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت
ہے عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت حرام ہے انبیاؑ
جبتک مین اوسمین داخل نہون اور حرام ہے تمام امتون پر جب تک
میری امت اوسمین داخل نہو اور حافظ ابن حجر رح نے اطراف مین لکہا ہے کہ
یہ حدیث صحیح ہے شرط حاکم پر اب بتائیے کونسا مسلمان اولین وآخرین
سے ہوگا جسکو منزل مقصود تک پہونچنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف احتیاج نہو۔ اس مضمون کی احادیث انشاء اللہ تعالی بحسب موقع آئندہ
لکھی جاوینگی۔ اور اس آیۂ شریفہ مین بھی ایک قسم کی ادب ہی کی تعلیم ہے
قال اللہ تعالی فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ترجمہ
پس قسم ہے آپ کے رب کی کہ اونکو ایمان نہوگا یہانتک کہ حاکم جانین آپ کو
اوس چیز مین کہ جھگڑین آپس مین اور نہ پاوین جی مین تنگی اوس چیز سے کہ
حکم کرین آپ اور مان لیوین فرمان برداری کے ساتھ انتہی یہ بات تو ہر شخص
جانتا ہوگا کہ مقدمہ ہار دینے والے کے دل پر کس قدر صدمہ گذرتا ہوگا
کہ صرف اوس خیال سے بے دریغ روپیہ صرف کرتا اوسپر کچھ دشوار نہین ہوتا
اور بعض وقت غیرت وحمیت والونکو طرف مقابل کے غلبہ اور اپنی مغلوبی

کے وقت جان سے گذر جانا بھی آسان دکھائی دیتا ہے۔ خصوصاً اہل عرب کو
جسکی غیرت وحمیت کے وقائع سے کتابین بھری ہوئی ہین۔ ایسے حمیت والونکو
یہ حکم ہورہا ہے کہ اگر کسی کے خلاف مرضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماوین
جسمین جیت طرف ثانی کی رہی تو بھی لازم ہے کہ اوس حکم کو اس طور سے
مانے کہ دل کی کیفیت بدلنے اور تنگدلی آنے نپائے۔ اور اس کے ساتھ
تصریح اس امر کی بھی کیگئی کہ جہان دل کی کیفیت بدلی تو سمجھ جاؤ کہ ہنوز اوس
دل مین ایمان آیا ہی نہین۔ ہر چند یہ بات سمجھ مین نہ آوے گی کہ باوجود اسکے
کہ تنگدلی کا سبب موجود ہو یعنے حکم خلاف مرضی پایا جائے اور دل کی
کیفیت نہ بدلے یہ کیونکر ہوسکے گا اس لئے کہ یہ مسئلہ قابل تسلیم ہے کہ دل
کی کیفیتین مثل خوشی وغمی وغیرہ آدمی کے اختیار سے باہر ہین۔ لیکن
اسکو یون سمجھنا چاہئے کہ جب کسی کے ساتھ کمال درجہ کی محبت ہوتی ہے
تو اوسکی کوئی بات بری نہین معلوم ہوتی مثل مشہور ہے ضرب الحبیب زبیب
پہر صحابہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال محبت کو مدار ایمان سمجھتے تھے
اونکو حکم عالی سے تنگدلی کیونکر ہوسکتی تھی۔ **الحاصل** یہ آیۂ شریفہ
اہل اسلام کو ایک محک امتحان عطا فرمائی ہے جس سے نقد محبت وایمان
کا امتحان ہو جایا کرے۔ اور ضعیف الایمان لوگون کو اسمین یہ ادب
سکھایا گیا کہ اگر یہ درجہ نصیب نہو تو چاہئے کہ بتکلیف اپنے باطن کو ادب
کے ساتھ آراستہ کیا کرین۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر
ناراضی ظاہر کرنا یا دل مین رکھنا کمال درجہ کی بے ادبی ہے۔ اور اس

آیہ شریفہ مین بھی ادب سکہایا گیا ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا
يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ
اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ترجمہ اور کیون نہ جب تم نے
اسکو سنا تہا کہا ہوتا ہمکو نہین لایق کہ موںہہ پر لائین یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ بڑا
بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ تمکو سمجہاتا ہے کہ پہر نہ کرو ایسا کام کبھی اگر ہو تم ایمان دالے
انتہیٰ۔ منافقون نے حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت ایک ایسی
بات مشہور کی تہی جسکی حکایت بھی مذموم سمجھی جاتی ہے جب ہر طرف اوس کا
چرچا ہونے لگا صحابہ نے بھی اس خبر کو حیرت سے آپسمین ذکر کیا ہر چند آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر مین نہایت حلم کو کام فرمایا مگر حق تعالیٰ کو یہ کب
گوارا تہا کہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموس مین کسی قسم کا
دہبہ مسلمانون کے خیال مین لگے ساتھ ہی غیرت کبریائی جوش مین آئی اور کمال
عتاب سے فرمایا کہ اس خبر کے سنتے ہی تم نے یہ کیون نہین کہدیا کہ یہ بہتان ہے
پہر فرمایا کہ خدا کا فضل تہا کہ تم بچگئے ورنہ سخت عذاب مین مبتلا کئے جاتے چنانچہ
ارشاد ہوتا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ
وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا
وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ترجمہ اگر نہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر دنیا اور
آخرت مین تو البتہ پہونچتا تمکو اس چرچا کرنے مین عذاب بڑا جب لینے لگے تم
اس خبر کو اپنی زبانون پر اور بولنے لگے اپنے موںہہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہین

اور تم سمجھتے ہو اوسکو ہلکی بات اور وہ اللہ تعالی کے پاس بہت بڑی ہے انتہیٰ
اسمین شک نہین کہ جن لوگون نے یہ خبر اوڑا ئی تھی منافق تھے جیسا کہ اس
آئہ شریفہ سے معلوم ہوتا ہے وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْھُمْ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ
جسکی تفسیر مین مفسرین نے لکھا ہے کہ مراد اس سے عبد اللہ بن ابی ابن سلول ہے
جو سرغنہ منافقون کا تھا۔ مگر صحابہ یہ تو جانتے ہی نہ تھے کہ وہ لوگ منافق ہین
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنکو دشمنون کی بھی پردہ دری
منظور نتھی) منافقون کے نام عموماً بتلائے نتھے جس سے سننے والے
جان لیتے کہ منشا اس خبر کا انہین موذیونکا خبث باطن ہے پھر ان حضرات
کے نزدیک کونسی دلیل تھی جس سے اس خبر کی قطعاً تکذیب کردیتے اور اس
عام شہرت کو باطل سمجھتے۔ اگر نفس خبر کو دیکھئے تو شرعاً اور عرفاً ہر طرح سے
محتمل صدق وکذب ہے اور اگر مخبرون کے تعدد اور خبر کی شہرت کا لحاظ
کیجئے تو دوسری جانب کی ترجیح ہوئے جاتی ہے۔ باوجود اس کے کلام الہی
جو زجر و توبیخ کر رہا ہے کہ اوسکی تکذیب مین تامل کیون کیا پھر اوس پر
علاوہ یہ سرزنش کہ خدائے تعالی کا فضل تھا جو بچ گئے ورنہ اس معاملہ
مین سخت عذاب نازل ہوتا اسکی کوئی وجہ ظاہرا معلوم نہین ہوتی سوائے
اسکے کہ پاس ادب مین تساہل کیا گیا مقتضائے ادب اور حسن عقیدت یہی تھا
کہ صاف کہدیتے کہ ازواج مطہرات جنکو ایک خاص نسبت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ حاصل ہے اون کی شان مین ہم ایسا گمان فاسد ہرگز
نہین کرسکتے اس خبر کی تکذیب کے واسطے یہ ایک قرینہ ایسا کافی ووافی تھا

کہ اسکے مقابل اگر ہزار شہرت ہو قابل التفات نہین۔ الحاصل اس معاملہ مین
ایک قسم کی کسر شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لازم آتی تھی۔ اس لئے
ان آیات مین مسلمانون کی تادیب کردیگئی اور اسکے ساتھ یہ بھی ارشاد ہوا
کہ ہمیشہ اس قسم کے امور سے احتراز اور اجتناب کیا کرین چنانچہ ارشاد ہے
يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگرچہ سوائے
اسکے اور بہت آیات ہین جنمین تعلیم ادب کی گئی ہے۔ مگر چونکہ طالب حق کو
اسقدر بھی کافی ہوسکتی ہین اسلئے اسی پر اکتفا کرکے اب چند وہ حدیثین
نقل کیجاتی ہین جن سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرنا ثابت ہے
اگر اہل ادب ان احادیث کو اپنا پیشوا بنالین تو بیشک بلا خوف وخطر
منزل مقصود تک پہونچ سکتے ہین دارقطنی رح نے کتاب المجتبی مین روایت
کیا ہے عن ابی جہیم قال اقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بیر جمل اما
انہ من غائط او بول فسلمت علیہ فلم یرد علی السلام فضرب الحایط بیدہ فمسح بہا
وجہہ ثم ضرب اخری فمسح ذراعیہ الی المرفقین ثم رد علی السلام وفی حدیث
ابن عمر وقال انہ لم یمنعنی ان ارد علیک السلام الا انی لم اکن علی طہور ترجمہ
روایت ہے ابی جہیم سے کہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاجت بشری
سے فارغ ہو کر بیر جمل کی طرف سے تشریف لا رہے تھے مین نے سلام عرض کیا
حضرت نے جواب اوسوقت ندیا پھر تیمم کرکے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ
سلام کا جواب دینے سے کوئی چیز مانع نتھی سوائے اس کے کہ مجھے طہارت
نتھی انتہی ملخصاً ظاہر ہے کہ لفظ وعلیکم السلام کوئی آیت قرآنی نہین جس کے

پڑھنے کیلئے طہارت کا اہتمام کیا جائے اگرچہ حدث اصغر سے طہارت قرأت آیت کے واسطے بھی شرط نہین۔ مگر چونکہ سلام حق تعالی کا نام ہے اسوجہ سے بلا طہارت اوسکو زبان پر جاری کرنے سے تامل فرمایا۔ اور گویا اس سے تعلیم بھی مقصود تھی کہ ایسے امور سے گو اجازت ہو احتراز کرنا اولی اور انسب ہے

اور سنن ابوداؤد مین یہ روایت ہے عن ابن عمر قال اتی نفر من یہود فدعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی القف فاتاہم فی بیت المدراس فقالوا یا اباالقاسم ان رجلا منا زنا بامراۃ فاحکم بینہم فوضعوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسادۃ فجلس علیہا ثم قال ایتونی بالتوراۃ فاتی بہا فنزع الوسادۃ من تحتہ و وضع التورۃ علیہا وقال آمنت بک وبمن انزلک ثم قال ایتونی باعلمکم فاتی بفتی شاب ثم ذکر قصتہ الرجم نحو حدیث مالک عن نافع ترجمہ روایت ہے ابن عمرؓ سے چند شخص قوم یہود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوے اور درخواست کی کہ قف تک تشریف لیچلین (جو ایک مقام مدینہ کے قریب ہے) چنانچہ حضرت بیت مدراس مین تشریف لیگئے اور مسند پر تشریف رکھے جو حضرت کے لئے بچھائے گئی تھی پھر اونہون نے عرض کی کہ ہم مین سے ایک شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا ہی اس باب مین آپ حکم فرمائین کہ کیا سزا دیجائے۔ حضرت نے اونسے توریت منگوائی جب وہ لائی گئی تو حضرت مسند سے علیحدہ ہوکر اوسپر توریت رکھدی پھر فرمایا کہ مین تجھپر اور جس نے تجھکو نازل کیا اوسپر ایمان لایا پھر فرمایا کہ کسی ایسے شخص کو بلاؤ جو تم مین بڑا عالم ہو چنانچہ ایک جوان آیا اور رجم توریت سے

ثابت کر دیا جس کا یہود کو انکار تھا انتہی ملخصاً۔ اس حدیث سے ثابت ہے کہ باوجودیکہ اوس زمانہ مین توریت تحریف و تصحیف سے خالی نتھی مگر حضرت نے اوسکا بھی ادب کیا۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ مین یہ روایت ہے جس کو کنز العمال مین نقل کیا ہے عن جابرؓ قال دخلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ و فی البیت وحول البیت ثلثمائۃ وستون صنما تعبد من دون اللہ فامر بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکبت کلہا بوجوہہا ثم قال جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا ثم دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البیت فصلی فیہ رکعتین فرای فیہ تمثال ابراہیم واسمعیل واسحق قد جعلوا فی ید ابراہیم الازلام یستقسم بہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قاتلہم اللہ ما کان ابراہیم یستقسم بالازلام ثم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بزعفران فلطخہ بذلک التماثیل انتہی ترجمہ روایت ہے جابرؓ سے کہ ہم مکہ معظمہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ داخل ہوے اوس وقت عین کعبہ شریف مین اور اوس کے اطراف تین سو ساٹھ بت تھے جنکی پرستش ہوا کرتی تھی حضرت نے حکم فرمایا جتنے بت تھے سب سرنگون ہوگئے۔ پھر فرمایا جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا اس کے بعد خانہ کعبہ مین تشریف لیگئے اور دو رکعت نماز پڑھکر دیکھا کہ حضرت ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق علیہ السلام کی تصویرین رکھی ہین اور ابراہیم علیہ السلام کی تصویر کے ہاتھ مین تیر دے رکھے ہین جس سے کفار فال دیکھا کرتے تھے اور فرمایا خدا انکو قتل کرے ابراہیم علیہ السلام تو تیرون سے فال نہین لیتے تھے پھر حضرت نے زعفران منگوا کر

تصویرون کو لگا دیا جس سے وہ مشتبہ ہوگئین انتہی۔ ظاہر ہے کہ یہ تصویرین
بھی بتون ہی کے قطار مین تھین جنکی توہین کا حکم ہو چکا تھا اور فی الواقع اون
تصویرون کو اون حضرات سے نسبت ہی کیا تھی وہ تو چند احمقون نے
اپنی طبیعت سے جیسے چاہا بنا لیا تھا۔ مگر اتنی بات تو ضرور تھی کہ نام اون حضرات کا
وہان آگیا تھا جس کے لحاظ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اگر مٹایا
بھی تو معطر زعفران سے ورنہ مٹانیوالی چیزونکی وہان کچھ کمی نتھی سبحان اللہ
کس قدر پاس ادب تھا کہ جہان بزرگون کا نام آگیا پھر وہ چیز کسی درجہ کی
کی باطل ہی کیون نہو مگر اوسکے ساتھ بھی خاص ایک قسم کی رعایت ادب
ہی کیگئی۔ جب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کا رتبہ حق تعالی کے نزدیک
ابراہیم علیہ السلام اور تمام انبیا سے بڑہا ہوا ہے۔ ایسی بے اصل چیز کے ساتھ بلحاظ نام رعایت
ادب کرین۔ تو ہم آخری زمانہ کے مسلمانون کو کس درجہ کا ادب اون آثار
کے ساتھ کرنا چاہئے جن کا بطور واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
منسوب ہونا لاکھون مسلمانون کے عقیدون سے ثابت ہے۔ اگر ہم نے
فرض کیا کہ واقع مین وہ چیزین منسوب بھی نہین۔ مگر آخر نام تو آگیا اوس کا
لحاظ بھی ضرور ہے جیسا کہ اس حدیث سے ابھی ثابت ہوا۔ طرفہ یہ ہے کہ اس
عقیدہ والون کو الٹا مشرک بناتے ہین اگر سلسلہ اس کلام کا بڑہایا جاوے
تو ظاہر ہے کہ انتہا اوسکی کہان ہوگی۔ اور بروایت ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
وغیرہ یہ حدیث صحاح ستہ مین وارد ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا اتیتم الغایط لاتستقبلوا القبلۃ ولاتستدبروہا ببول ولا غایط یعنی بیتاب

پاخانے کے وقت قبلہ کی طرف پیٹ اور موںنھ کرنے سے حضرت نے منع فرمایا
اس سے صرف ادب قبلہ کا پیش نظر تھا چنانچہ یہی بات صراحۃً بھی وارد ہے
کما فی کنز العمال عن سراقہ بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا اتی احدکم الغائط فلیکرم قبلۃ اللہ فلا یستقبلن القبلۃ رواہ حرب بن
اسمعیل والطبری وابو حاتم وعبد الرزاق موقوفاً ومسنداً ترجمہ طبری اور
ابو حاتم اور عبد الرزاق وغیرہم نے روایت کیا ہے کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جاوے کوئی شخص قضاے حاجت کو تو اللہ تعالےٰ
کے قبلہ کی تکریم اور بزرگی کرے اور منہ نکرے اوس طرف اور اوسی مین یہ
روایت بھی ہے عن الحسن مرسلاً قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جلس
یبول قبالۃ القبلۃ فذکر فتحرف عنھا اجلالاً لھا لم یقم من مجلسہ حتی یغفر لہ رواہ الطبرانی
وفیہ کذاب ترجمہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سہواً پیشاب
کے وقت قبلہ کی طرف موںنھ کرے پھر یاد آتے ہی پھر جاے بخیال تعظیم قبلہ
کے تو قبل اوٹھنے کے بخشے جاتے ہین گناہ اوس کے انتہی اگر عقل نارسا سے
کام لیا جاے تو یہ بات کبھی سمجھ مین نہ آئیگی کہ ان حالتون مین قبلہ کی طرف
منہ یا پیٹ کرنا منع کیون ہوا خصوصاً اوس مقام مین جہان سے کعبہ شریف
سیکڑون ہزارون کوس دور ہو۔ اگر اس موقع مین کوئی شخص کہے کہ کعبہ لطف
از قسم جمادات ہے اور اوسکی طرف صرف نماز مین متوجہ ہونا امتثال امر کیلیے
کافی تھا ہمیشہ اوسکی تعظیم دل مین جاے رکھنا اور سواے حالت نماز کے
بھی اوسکا ادب کرنا کیا ضرور تو اوسکا جواب یہ ہے کہ اس قسم کے

امور ہین عامیون کے سمجھ کو کچھ دخل نہین جو لوگ آداب دان ہین اون کی خود طبیعت گواہی دیتی ہے کہ ذوات فاضلہ اور اماکن شریفہ کے ساتھ ہر حالت اور ہر وقت مین خواہ قریب ہون یا بعید مودب رہنا ضرور ہے اور جسکی طبیعت مین یہ بات نہو اگر طالب صادق ہے تو اوسکو اتنا تو ضرور ہے کہ اس قسم کے تعلیمات مین غور اور فکر کیا کرے تا معلوم ہو کہ دین مین ادب کی کس قدر ضرورت ہے کسی بزرگ کامل بالغ النظر نے کہا ہے ۔

ادبوا النفس ایہا الاحباب
مایۂ دولت ابد ادب است
چیست آن داد بندگی دادن
قول و فعل از شنیدن و دیدن
با حق و خلق و شیخ و یار و رفیق
حرکات جوارح و اعضا
خطرات و خواطر و اوہام
دین و اسلام در ادب طلبی است

طرق العشق کلہا آداب
پایۂ رفعت خرد ادبست
بر حدود خدائے استادن
بموازین شرع سنجیدن
رہ سپردن بمقتضائے طریق
راست کردن بحکم دین ہدا
پاک کردن زشوب نفس تمام
کفر و طغیان زشوم بے ادبی است

جب بیت اللہ شریف کو بسبب شرافت اضافت کے یہ رتبہ حاصل ہو کہ ہر نزدیک اور دور والے پر اس قسم کا ادب ضرور ٹھیرایا گیا تو جسکو ذری بھی بصیرت ہو تو سمجھ سکتا ہے کہ خاص حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آداب کی کس قدر ضرورت ہوگی ۔ ہرچند سوائے اس کے اور بہت آیات و احادیث وارد ہین جنہین تعلیم ادب

کی گیگئی ہے مگر چونکہ طالب حق کو اسقدر بھی کافی ہوسکتی ہین اس لئے اسی پر
اکتفا کرکے اب چند آداب صحابہ کے نقل کئے جاتے ہین ۔ اگرچہ ممکن نہین
کہ آداب ان حضرات کے کما ینبغی تحریر مین آسکین اس لئے کہ ادب ایک
کیفیت قلبی کا نام ہے جس سے اقسام کے آثار وافعال ظہور مین آتے ہین
اوسکو بیان کرنا امکان سے خارج ہے مگر ان چند آثار کے بیان کرنے سے
غرض یہ ہے کہ اہل اسلام اون حضرات کی کیفیت قلبی کو پیش نظر رکھکر اوس قسم
کی کیفیت قلبی حاصل کرنیکی کوشش کرین بخاری شریف مین ہے عن سہل
بن سعد الساعدی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذہب الی بنی عمرو بن
عوف لیصلح بینہم فحانت الصلوۃ فجاء المؤذن الی ابی بکرؓ فقال اتصلی
للناس فاقیم قال نعم فصلی ابوبکر فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس
فی الصلوۃ فتخلص حتی وقف فی الصف فصفق الناس وکان ابوبکر لا
یلتفت فی صلوتہ فلما اکثر الناس التصفیق التفت فرای رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فاشار الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امکث مکانک فرفع ابوبکر رضی اللہ عنہ
یدیہ فحمد اللہ علی ما امرہ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلما انصرف
قال یا ابا بکر ما منعک ان تثبت اذ امرتک فقال ابوبکر ما کان لابن ابی قحافۃ
ان یصلی بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مالی رایتکم اکثرتم التصفیق من رابہ شیء فی صلوتہ فلیسبح فانہ اذا سبح التفت
الیہ وانما التصفیق للنساء ترجمہ روایت ہے سہل بن سعد ساعدیؓ سے
کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف مین صلح

کرانیکے واسطے تشریف لیگئے جب نماز کا وقت ہوا موذن نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
سے پوچھکر اقامت کہی اور انہون نے امامت کی اس عرصہ مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہوگئے اور صف مین قیام فرمایا جب مصلیون نے
حضرت کو دیکھا دستکین دینے لگے اس غرض سے کہ صدیق اکبرؓ خبردار ہوجائین
کیونکہ اونکی عادت تھی کہ نماز مین کسی طرف دیکھتے نہ تھے۔ جب صدیق اکبرؓ
نے دستکون کی آواز سنی گوشہ چشم سے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف فرما ہین پیچھے ہٹنے کا قصد کیا حضرتؐنے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی ہی جائے پر
قایم رہو صدیق اکبرؓنے دونون ہاتھ اوٹھائے اور اس نوازش پر کہ حضرت
نے امامت کا امر فرمایا اللہ تعالی کا شکر ادا کیا اور پیچھے ہٹکر صف مین کہڑے ہوگئے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑہے جب نماز سے فارغ ہوے فرمایا
کہ اے ابوبکر جب خود مین نے تمہین حکم کرچکا تھا تو تمکو اپنی جائے پر کہڑے
رہنے سے کون چیز مانع ہوئی عرض کیا یارسول اللہ ابی قحافہ کا بیٹا اس لائق نہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑہکر نماز پڑہائے انتہی ملخصًا۔ اور مسلم شریف
مین ہے عن ابی اسحاق قال سمعت البراء بن عازب یقول کتب علی بن ابی طالبؓ
الصلح بین النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبین المشرکین یوم الحدیبیۃ فکتب ہذا ما کاتب علیہ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا لاتکتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فلو نعلم انک رسول اللہ لم نقاتلک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی امحہ فقال
ما انا بالذی امحاہ فمحاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ الحدیث ترجمہ روایت ہے
براء بن عازبؓ سے کہ علی کرم اللہ وجہہ نے جب وہ صلحنامہ لکھا جو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کفار کے درمیان حدیبیہ کے دن ٹھیرا تھا جسمین یہ عبارت
تھی ہذا ما کاتب علیہ محمد رسول اللہ مشرکون نے کہا کہ لفظ رسول اللہ مت لکھو
کیونکہ اگر رسالت مسلم ہوتی تو پھر لڑائی کیا تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس لفظ کو مٹا دو انہون نے عرض کیا کہ مین
وہ شخص نہین ہون جو اس لفظ کو مٹا سکون حضرت نے خود اوسکو اپنے ہاتھ سے
مٹایا انتہی۔ اب یہان تعمق نظر کی ضرورت ہے کہ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پیچھے ہٹنے سے منع فرمایا اور علی کرم اللہ وجہہ
کو لفظ موصوف مٹانیکا امر فرمایا تھا مگر اون حضرات سے امتثال نہ ہوسکا
حالانکہ حق تعالی فرماتا ہے مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ
فَانْتَھُوْا ترجمہ جو دین تمکو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تو لوا وسکو اور جس چیز سے
منع کرین باز رہو انتہی اور دوسرے محل مین ارشاد ہوتا ہے وَمَا کَانَ
لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ
الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا
ترجمہ اور کام نہین کسی ایمان دار مرد کا نہ عورت کا جب ٹھہراوے اللہ اور اوسکا
رسول کچھ کام کہ اونکو رہے اختیار اپنے کام کا اور جو کوئی بے حکم چلا اللہ کے
اور اوس کے رسول کے سو راہ بھولا صریح چوک کر انتہی یہان ایک خلجان پیدا
ہوتا ہے جس کے دفعیہ کے لئے تعمق نظر درکار ہے وہ یہ ہے کہ اسکا تو انکار ہی
نہین ہوسکتا کہ اُن حضرات سے عدول حکمی عمل مین آئے وہ بھی کس موقع مین کہ
خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس روبرو سے حکم فرما رہے ہین اور اسکا

بھی انکار نہین ہوسکتا کہ اُن حضرات مین گویا سرتابی کا مادہ ہی نہ تھا اس سے بڑھکر انقیاد کیا ہوکہ ایک اشارہ پر جان دینا اون کے پاس کوئی بڑی بات نہ تھی۔ اور یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ یہ عدول حکمی خلاف مرضی خدا ورسول تھی کیونکہ اگر یہ بات ہوتی تو خود حضرت اونکو زجر فرما دیتے بلکہ کوئی آیت نازل ہوجاتی اسلئے کہ ان حضرات کی تادیب کا لحاظ بیش از بیش مرعی تھا اسوجہ سے کہ ایک عالم کے مقتدا ہونیوالے تھے غرض ان تمام امور پر نظر ڈالنے سے پریشانی ہوتی ہے مگر یہ خلجان اس طرح سے دفع ہوسکتا ہے کہ ان حضرات کا پاس ادب جو سچے دل سے تھا وہ کچھ ایسا با فروغ تھا کہ اوسکے مقابلہ مین وہ عدول حکمی قابل التفات نہوئی۔ اگر اس حالت کو خیال کیجئے بشرطیکہ دل مین وقعت وعظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل طور پر ہو تو معلوم ہوگا کہ اون حضرات کے دلونکا اسوقت کیا حال ہوگا۔ اودہر خود بنفس نفیس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم روبرو سے حکم فرما رہے ہین اور ایک طرف سے آیات و احادیث بآواز بلند کہہ رہے ہین کہ خبردار امر واجب الانقیاد سے سرمو انحراف نہ ہونے پائے اور ادہر ادب کا دل پر اسقدر تسلط ہے کہ امتثال کے لئے نہ ہاتھ یاری دیتے ہین نہ پاؤن آخر ان دونون صدیقون کو ادب نے اسقدر مجبور کیا کہ امتثال امر ہو ہی نہ سکا اور انہون نے وہی کیا جو مقتضائے ادب تھا۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب نص قطعی کے مقابلہ مین آخر ادب ہی کی ترجیح ہوئی تو دین مین اوسکو کس قدر باوقعت اور ضروری چیز سمجھنا چاہئے شعر

شد ادب جملہ طاعت محمود		طاعت بے ادب ندارد سود

اسی طرح امام شافعی کا ادب ہے جو امام سیوطی رح نے تنزیہ الانبیا عن تشبیہ الاغنیا
مین امام سبکی رح کی کتاب ترشیح سے نقل کیا ہے کہ امام شافعی رح نے بعض تصانیف
مین وہ قصہ نقل کیا جو کسی شریف عورت نے کچھ چرایا تھا اور حضرت نے
اوس کے قطع ید کا ارادہ فرمایا اور کسی نے سفارش کی پھر وہ حدیث نقل کیا
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسوقت فرمایا کہ اگر فلان عورت بھی (جو
ایک شریفہ تھین) چراتین اون کا بھی ہاتھ قطع کرتا) امام سبکی رح لکھتے ہین
کہ امام شافعی رح کا ادب دیکھو کہ حدیث شریف مین فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام
مصرح ہے اگر بعینہ حدیث نقل کردیتے تو کوئی بے موقع بات نتھی لیکن ازراہ
کمال ادب صراحۃً نام مبارک کو ذکر نہ کیا - سبحان اللہ کیا ادب تھا کہ حالانکہ الفاظ
حدیث کو بعینہ نقل کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے اور وہ نام مبارک جو حدیث شریف مین وارد ہے
لفظ لو کے تحت مین ہے جو محال پر علی سبیل فرض محال آتا ہے مگر با این ہمہ چونکہ
حدیث شریف مین مقام توہین مین وارد تھا اس لئے ادب نے اجازت ندی
کہ اوس نام مبارک کو صراحۃً ذکر کرین گو حدیث شریف مین وارد ہے سچ ہے
جو مقربین بارگاہ ہوتے ہین اونہین کو ادب نصیب ہوتا ہے ہرکس وناکس
مین وہ صلاحیت کہان اور کنز العمال مین یہ روایت ہے قال ابن الاعرابی

روی ان اعرابیا جاء الی ابی بکر فقال انت خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال لا قال فما انت قال الخالفۃ بعدہ ترجمہ روایت ہے کہ ایک اعرابی
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے خلیفہ ہو فرمایا نہین - کہا پھر کیا ہو - کہا خالفہ ہون بعد حضرت کے انتہی

جوہری نے صحاح مین لکھا ہے فلان خالفۃ اہل بیتہ اذا کان لاخیر فیہ یعنے خالفہ
اوس شخص کو کہتے ہین جو کسی گھر کے سب لوگون مین ایسا ہو جسمین کچھ خیر نہو چونکہ
خلیفہ جانشین کو کہتے ہین صدیق اکبرؓ کو ادب نے اجازت نہ دی کہ اپنے آپکو
اس لفظ کے مصداق سمجہین اور اوسکو ایسے طور سے بدلا جسمین مادہ خلافت
باقی رہی اور ادب بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ حالانکہ خلافت آپکی قطع نظر اجماع
کے خود احادیث سے کنایۃً بلکہ صراحۃً ثابت ہے۔ جب صدیق اکبرؓ اپنے کو
حضرت کے خلیفہ کہنے مین تامل کرین تو اب ان لوگون کو کیا کہنا چاہیئے جو
کمال فخر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھائی چارے کی نسبت لگائے
جاتے ہین معلوم نہین کہ اس برابری سے مقصود کیا ہے اگر اپنے کو اودھر
ملانا اور اپنی فضیلت ظاہر کرنا منظور ہے تو وہ خصوصیات کہان جو نہ کسی
نبی مرسل کو نصیب ہوین۔ اور نہ کسی فرشتہ مقرب کو۔ اور اگر تنزل انسان
اور اپنے ساتھ برابر کردینا مطلوب ہے تو اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا کا
مضمون صادق آجائے گا جسکا حال ابھی معلوم ہوا۔ اور پھر اون ازلی
سابقون کو کیا کرینگے جنہون نے ذات والا کو تمامی کائنات سے منتخب کرکے
ابدالآباد کے لئے علوشان اور برتری منزلت کا خاتمہ اور منتہی بنادیا غرض
دونون صورتون مین کوئی ایسی بات نہ نکلے گی جس سے مقصود حاصل ہوسکے
اس صورت مین مثل عمرؓ کے نسبت عبدیت اور غلامی کی کیون نہ چاہئین
جس سے کچھ کام نکلے اور بیہقی رح نے دلائل النبوۃ مین روایت کی ہے

عن ابی الحویرث قال سمعت عبدالملک بن مروان یقول لقباث بن اشیم الکنانی

ثم اللیثی یا قباث انت اکبرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکبر منی وانا اسن منہ ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل ووقفت بی امی علی روث الفیل محیلا اعقلہ

ترجمہ روایت ہے ابی الحویرث سے کہ پوچھا عبد الملک بن مروان نے قباث بن اشیم سے کہ تم اکبر یعنے بڑے ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے تھے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہے تھے اور مین عمر مین زیادہ ہون اسلیے کہ ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عام فیل مین ہے اور مجھے یاد ہے کہ میری والدہ اوسی ہاتی کی لید کے پاس مجھے لیکر کھڑی تھین انتہی ملخصًا اور یہ روایت بھی اسی دلائل النبوۃ مین ہے سال عثمان بن عفان قباث بن اشیم اخا بنی یعمر بن لیث انت اکبر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکبر منی وانا اقدم منہ فی المیلاد ورایت خذق الفیل احضر محیلا ورواہ محمد بن بشار عن وہب ابن جریر فقال خذق الطیر احضر محیلا (قولہ محیلا یقال احالت الدار واحولت اتی علیہ حول وکذلک الطعام وغیرہ فہو محیل ۱۲ صحاح) خلاصہ مضمون اس روایت کا یہ ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی انہین قباثؓ سے اسی قسم کا سوال کیا تھا جو روایت سابق مین ہے اور انہون نے وہی جواب دیا کہ حضرت اکبر تھے اور ولادت میری پیشتر ہے۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی یہی ادب ملحوظ رکھا چنانچہ ابن عساکر اور ابن نجار نے روایت کیا ہے

عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قال قیل للعباس رضی اللہ عنہ انت اکبر

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ہو اکبر منی وانا ولدت قبلہ کر وابن النجار کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ پوچھا کسی نے عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپ اکبر ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا اکبر حضرت تھے لیکن مین حضرت سے پیشتر پیدا ہوا انتہی اور صدیق اکبرؓ نے بھی بکمال ادب سے یہی عرض کیا عن یزید بن الاصم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر انا اکبر او انت قال انت اکبر و اکرم و انا اسن منک حم فی تاریخہ وخلیفۃ بن خیاط کر قال ابن کثیر مرسل غریب جدا کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے یزید بن الاصم سے کہ استفسار فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ مین بڑا ہون یا تم۔ عرض کیا کہ آپ اکبر اور اکرم ہین اور عمر میری زیادہ ہے روایت کیا اوسکو امام احمد بن حنبل نے تاریخ مین اور خلیفہ بن خیاط اور ابن عساکر نے انتہی۔ اب اس ادب کو دیکھئے کہ باوجودیکہ اس موقع مین لفظ اکبر اور اسن دونون کے ایک معنی ہین۔ مگر اس لحاظ سے کہ لفظ اکبر مطلق بزرگی کے معنی مین بھی مستعمل ہوتا ہے صراحۃً اوسکی نفی کردی اور مجبوراً لفظ اسن کو ذکر کیا کیونکہ صراحۃً مقصود پر دلالت کرنے والا سوا اسکے کوئی لفظ نہ تھا۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ جنکی تعظیم خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ادب مین یہ حال ہو تو ہم کو کسقدر ادب کا لحاظ رکھنا چاہیے اور سنن ابی داؤد مین ہے عن عبید بن فیروز قال سالت البراء بن عازبؓ ما لا یجوز فی الاضاحی فقال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم واصابعی اقصر من اصابعہ وانا ملی اقصر من انا ملہ فقال اربع لاتجوز

فی الاضاحی العورا بین عورہا والمریضۃ بین مرضہا والعرجا بین ظلعہا

والکسیر التی لاتنقی الحدیث **ترجمہ** روایت ہے عبید بن فیروز کہتے ہین

کہ براء بن عازبؓ سے مین نے پوچھا کہ کن جانورونکی قربانی درست نہین

کہا کھڑے ہوے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگون مین اور میری انگلیان

چھوٹی ہین حضرت کی انگلیون سے پھر فرمایا کہ چار قسم کے جانور ہین جن کی

قربانی درست نہین ایک وہ جسکی آنکھ پھوٹی ہوا ورجو سخت بیمار ہوا ورجسکا

لنگ ظاہر ہو اور جو نہایت دبلی ہو انتہی **خلاصہ** یہ ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مین پہلے دست مبارک کے اشارہ سے

تعیین فرمادیا کہ چار جانور ہین جنکی قربانی درست نہین پھر انکی تفصیل کی۔

براء بن عازبؓ نے جب اس واقعہ کو بیان کیا۔ ادب نے اجازت ندی

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی حکایت اپنے ہاتھ سے

کرین آخر عذر ظاہر کیا کہ میری انگلیان چھوٹی ہین جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی انگلیون کے ساتھ کچھ نسبت نہین۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ چار کا

اشارہ ہاتھ سے کرنے مین مقصود صرف تعیین عدد ہے ظاہرا نہ اسمین کوئی

مساوات کا شائبہ ہے نہ سوء ادب باوجود اس کے ادب صحابیت نے

دست مبارک کی حکایت کو بھی گوارا نکیا جس سے تشبیہ لازم آجاتی تھی

اب دوسرے آداب کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔ ہر چند اعتراض کی نگاہ

سے دیکھنے والون کو یہان شاید موقع ملجائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے کب فرمایا تھا کہ اس قسم کے آداب کیا کرین۔ مگر جو لوگ منجانب اللہ موفق ہین
صحابہ کے عمل پر کبھی اعتراض نہ کرینگے بلکہ بمقتضاے حدیث شریف اصحابی کالنجوم
کے اون کے عمل کو اپنا مقتدا بنا کر ہر بات مین اس امر کا لحاظ رکھین گے کہ
اس بارگاہ مقدس مین کوئی ایسی نسبت نہ لگائی جائے جس سے کسی قسم کی
بے ادبی لازم آجائے اس مضمون کو کسی بزرگ نے کیا ہی خوش اسلوبی کے ساتھ
ادا کیا ہے **شعر** نسبت خود بسگت کردم وبس منفعلم ٭ زانکہ نسبت بسگ کوے تو
شد بے ادبی ٭ اور کنز العمال مین یہ حدیث ہے عن عثمانؓ قال لقد اختبات عند اللہ
عند اللہ عشرا انی لرابع الاسلام قد زوجنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتیہ
وقد بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی ہذہ الیمنی فما مسست بہا ذکری
ولا تغنیت ولا تمنیت ولا شربت خمرا فی جاہلیۃ ولا اسلام وقد قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من یشتری ہذہ الربعۃ ویزیدہا فی المسجد ولہ بیت فی الجنۃ
فاشتریتہا وزدتہا فی المسجد ش وابن ابی عاصم فی السنۃ ترجمہ روایت ہے
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا انہون نے کہ امانت رکھی ہین مین نے
اللہ تعالی کے پاس دس چیزین اسلام مین مین چوتھا شخص ہون اور میرے
نکاح مین دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک صاحبزادی پھر دوسری
اور جب سے کہ بیعت کی ہے مین نے اور ملایا سیدھا ہاتھ حضرت کے دست مبارک
سے تو پھر کبھی نہ چھیا اوس سے شرمگاہ کو۔ الی آخر الحدیث اور اسی مضمون
کی کئی روایتین کنز العمال مین مذکور ہین۔ اور کنز العمال ہی مین یہ روایت
بھی ہے عن انسؓ قال جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدخل الی بستان فاتی آت

فدق الباب فقال یا انس قم فافتح لہ وبشرہ بالجنۃ وبالخلافۃ من بعدی قلت
یا رسول اللہ اعلمہ فقال اعلمہ فخرجت فاذا ابو بکر قلت لہ ابشر بالجنۃ وبالخلافۃ
من بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم جاء آت فدق الباب فقال یا انس
قم فافتح لہ الباب وبشرہ بالجنۃ وبالخلافۃ من بعد ابی بکر قلت اعلمہ قال اعلمہ
فخرجت فاذا عمر فقلت ابشر بالجنۃ وابشر بالخلافۃ من بعد ابی بکر ثم جاء آت
فدق الباب فقال یا انس قم فافتح لہ الباب وبشرہ بالجنۃ وبالخلافۃ من بعد
عمر وانہ مقتول فخرجت فاذا عثمان قلت ابشر بالجنۃ وبالخلافۃ من بعد عمر
وانک مقتول فدخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ واللہ ما تغنیت
ولا تمنیت ولا مسست ذکری بیمینی منذ بایعتک بہا قال ہو ذاک یا عثمان کر

ورواہ عمر من طریق عبد اللہ بن ادریس ترجمہ روایت ہے انسؓ سے
کہ تشریف لیگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی باغ مین - پس آیا کوئی شخص
اور ٹہونکا دروازہ فرمایا حضرت نے اے انس دروازہ کہولدو اور خوشخبری
دو اونکو جنت کی اور یہ کہ میرے بعد وہ خلیفہ ہونگے مین نے عرض کیا اونکو
یہ بات کہدون یا رسول اللہ فرمایا کہدو جب مین نکلا تو دیکہا کہ ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کہڑے ہین - مین نے وہ بشارت اونکو دی - پہر کسی شخص نے دروازہ
ٹھونکا فرمایا حضرت نے اے انس دروازہ کہولدو اور اونکو جنت کی خوشخبری دو
اور یہ کہ بعد ابی بکرؓ کے وہ خلیفہ ہونگے - مین نے عرض کیا معلوم کرادون اونکو
یا رسول اللہ فرمایا معلوم کرادو - دیکہا تو عمر رضی اللہ عنہ تھے - اون کو بھی
وہ بشارت سنادی - پہر اور کسی نے دروازہ ٹھونکا - فرمایا حضرت نے اے

انس دروازہ کھولدو اور خوشخبری دو اونکو جنت کی اور یہ کہ بعد عمر کے وہ خلیفہ ہونگے اور قتل کئے جائینگے۔ جب مین نکلا تو عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ کھڑے ہین اون سے بشارت اور قتل کا حال ذکر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نے کبھی تغنی کی اور نہ جھوٹی تمنا کی اور نہ کبھی سیدہے ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو چھیا جب سے کہ اوس ہاتھ سے بیعت کی ہے فرمایا حضرت نے یہ وہی بات ہے اے عثمان انتہی۔ اب یہان پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیعت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مین ہاتھ جو دیا تھا اس سے کس قسم کا اثر دست مبارک کا ان کے ہاتھ مین رہگیا تھا جسکی اسقدر رعایت کی گئی۔ باطن کا حال تو وہی لوگ جانین جنکی باریک بین نظرین غوامض شرعیہ مین بلند پرداز یان کرتی ہین۔ لیکن ظاہر مین کوئی ایسی بات معلوم نہین ہوتی جسکو عقل متوسط تسلیم کرلے۔ رہا اعتقاد سے مان لینا وہ دوسری بات ہے۔ اور وہ ہر کسی کو کب نصیب ہوسکتا ہے۔ غرض کچھ بھی سہی کسی مسلمان سے یہ تو نہ ہوسکے گا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر اعتراض کرے اور فعل بھی کیسا جس پر خود شارع علیہ الصلوۃ والسلام کی رضامندی کی مہر لگی ہوئی ہے۔ پھر یہ بھی نہین کہ اس قسم کا خیال صرف انہین کا تھا بلکہ انشاء اللہ تعالے آئندہ تصحیح معلوم ہوجائے گا کہ اس قسم کی باتین اکثر کبار صحابہ و تابعین سے مروی ہین۔ **الحاصل** اگرچہ حقیقت اوسکی معلوم نہ ہوسکے لیکن اعتقاداً ماننا پڑے گا کہ جس چیز کو دست مبارک یا جسم شریف کے لمس سے شرافت حاصل

ہوگئی اوسمین کسی نہ کسی قسم کی فضیلت ضرور آگئی۔ دوسری یہ بات بحث طلب ہے،
کہ شرمگاہ مین کونسی برائی رکھی تھی جسکو وہ متبرک ہاتھ لگانا مذموم سمجھا گیا۔
اکثر احادیث وآثار سے تو ظاہر ہے کہ وہ بھی ایک عضو ہے مثل اور اعضا
کے چنانچہ موطا مین ہے عن قیس بن طلق ان اباہ حدثہ ان رجلا سال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن رجل مس ذکرہ ایتوضؤ قال ھل ھو الا بضعۃ من جسدک
ترجمہ روایت ہے طلق سے کہ پوچھا کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ کیا مس ذکر سے وضو ٹوٹتا ہے فرمایا وہ تو ایک مضغہ ہے تیرے جسد کا
انتہی۔ اسی بنا پر علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین عن علی ابن ابی طالبؓ قال ما ابالی
ایاہ امس او انفی او اذنی کذا فی الموطا للامام محمد رح ترجمہ فرمایا علی رضی اللہ عنہ
نے کہ مجھے کچھ پروا نہین کہ ذکر کو مس کرون یا ناک کو یا کان کو یعنے ان تمام
اعضا کے چھونے کا ایک حکم ہے عن ابراہیم ان ابن مسعودؓ سئل عن الوضوء من
مس الذکر فقال ان کان نجسا فاقطعہ کذا فی الموطا ترجمہ روایت ہے ابراہیم
سے کہ کسی نے پوچھا ابن مسعودؓ سے کہ مس ذکر سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہین کہا اگر
وہ نجس ہے تو کاٹ ڈال انتہی۔ اس مضمون کی اور بہت سی روایتین ہین۔
الحاصل شرعاً مس ذکر مین نجاست کی وجہ سے کوئی کراہت نہین البتہ اگر
کراہت ہے تو طبعی ہے۔ پھر اس کراہت طبعی کو ادب نے وہان اس درجہ
بڑھایا کہ مشابہ بلکہ زیادہ کراہت شرعی سے کر دیا جسکی وجہ سے عمر بھر اس فعل
سے بچتے رہے اس سے معلوم ہوا کہ ادب ایک ایسی چیز ہے کہ اپنا پورا اثر
کرنے مین نہ منتظر امر ہے نہ محتاج نظیر۔ بلکہ اہل ایمان مین وہ ایک قوت راسخہ ہے

جسکو خاص ایمان کے ساتھ تعلق ہے اور منشا اوسکا عظمت و وقعت اوس
شخص یا اس چیز کی ہے جسکے آگے ادب کیا جاوے کرنیوالا اپنے کو کم درجہ اور ذلیل سمجھتا ہے
اور بخاری شریف مین ہے عن ابی رافع عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لقیہ فی بعض طریق المدینۃ وھو جنب فانخنست منہ فذھب فاغتسل
ثم جاء فقال این کنت یا ابا ھریرۃ قال کنت جنبا فکرھت ان اجالسک
وانا علی غیر طہارۃ فقال سبحان اللہ ان المومن لا ینجس ترجمہ ابوہریرہ
کہتے ہین کہ ایک روز مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کے
کسی راستہ مین دیکھا چونکہ جنب تھا چھپ گیا اور غسل کرکے حاضر خدمت
خدمت شریف ہوا فرمایا کہان تھے تم اے ابوہریرہ عرض کیا
کہ مجھے نہانے کی ضرورت تھی اسلئے آپ کے ساتھ بغیر طہارت کے بیٹھنے کو
مکروہ سمجھا فرمایا سبحان اللہ مسلمان نجس نہین ہوتا انتہی ابوہریرہ اس حالت
مین جو الگ ہو گئے اس سے ظاہر ہے کہ کمال درجہ کی عظمت حضرت کی اونکے
دل مین تھی جس نے اونکی عقل کو مقہور کرکے اون کے دل کو اس ادب پر
مجبور کردیا تھا کیونکہ آخر سمجھتے تھے کہ جنابت کا جسم مین سرایت کرنا ایک
امر حکمی ہے حسی نہین جس سے دوسرے کو کراہت ہو اور یہ بھی ظاہر ہے
کہ اوسکا اثر دوسرے تک متعدی نہین ہو سکتا۔ ہرچند آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے مسئلہ شرعیہ بیان فرمادیا کہ مسلمان نجس نہین ہوتا مگر کلام اسمین
ہے کہ اس حالت مین حاضر ہونیکو انہین کونسی چیز مانع تھی۔ اگر نعوذ باللہ
طبیعت مین بیباکی ہوتی تو خیال کرلیتے کہ اس حالت مین مجالست سے

کوئی ممانعت نہین بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی خیال آسکتا تھا کہ جل کر تو دیکھیے
اگر حضرت ہی منع فرما دین تو ایک مسئلہ معلوم ہو جائیگا خصوصًا اوس زمانہ
مین کہ ہر روز نئے نئے مسائل معلوم ہونیکی ضرورت سمجھی جاتی تھی غرض کہ
ادب نے اونکو جرأت کرنے ندیا پھر حضرت نے جو مسئلہ کہ بیان فرمایا
اوس سے یہی مقصود معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ شرعیہ معلوم ہو جائے
اون کے ادب سے اوسمین کچھ تعرض نہین حالانکہ حضرت جانتے تھے کہ
صرف ادب کی وجہ سے وہ حاضر نہ ہو سکے - اگر یہ حرکت اون کی ناگوار
طبع مبارک ہوتی تو بتصریح اس سے زجر فرما دیتے - اور زرقانی رح نے
شرح مواہب اللدنیہ مین یہ حدیث نقل کی ہے روی الطبرانی من طریق الہیثم
ابن زریق عن ابیہ عن الاسلع بن شریک قال کنت ارحل ناقۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فاصابتنی جنابۃ فی لیلۃ باردۃ فاراد صلی اللہ علیہ وسلم
الرحلۃ فکرہت ان ارحل ناقتہ وانا جنب وخشیت ان اغتسل بالماء البارد
فاموت او امرض فامرت رجلا من الانصار فرحلہا ووضعت احجارا فاسخنت
بہا ماء فاغتسلت ثم لحقت برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فقال یا
اسلع مالی اری رحلتک تغیرت فقلت یا رسول اللہ لم ارحلہا رحل رجل
من الانصار قال ولم فقلت انی اصابتنی جنابۃ فخشیت القر علی نفسی فامرتہ
فرحلہا ووضعت احجارا فاغتسلت بہ فانزل اللہ تعالی یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی الی قولہ عَفُوًّا غَفُوْرًا انتہی
ترجمہ اسلع بن شریک کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو

مین کجاوہ باندہا کرتا تھا ایک رات مجھے نہانے کی حاجت ہوئی اور حضرت
نے کوچ کا ارادہ فرمایا اوسوقت مجھے نہایت تردد ہوا کہ اگر تھنڈے پانی
سے نہاؤن تو مارے سردی کے مرجانے یا بیمار ہوجانے کا خوف ہے
اور یہ بھی گوارا نہین کہ ایسی حالت مین خاص سواری مبارک کا کجاوہ اونٹنی
پر باندہون۔ مجبوراً کسی شخص انصاری سے کہدیا کہ کجاوہ باندہے۔
پھر مین چند پتھر رکھکے پانی گرم کیا اور نہاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ سے جاملا۔ حضرت نے فرمایا اے اسلع کیا سبب ہے کہ تمہارے
کجاوہ کو متغیر پاتا ہون مین۔ عرض کیا یارسول اللہ مین نے نہین باندہا
تھا۔ فرمایا کیون ؟ عرض کیا۔ اسوقت مجھے نہانے کی حاجت تھی اور
تھنڈے پانی سے نہانے مین جان کا خوف تھا اسلئے کسی کو باندہنی کیلئے
کہدیا تھا۔ اسلع کہتے ہین کہ اسی کے بعد آیہ شریفہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ الآیہ نازل ہوئی جس سے سفر مین تیمم کرنے کی اجازت
ملی انتہی۔ امام سیوطی رح تفسیر درمنثور مین لکھتے ہین کہ روایت کی اس حدیث
کو حسن ابن سفیان نے اپنی مسند مین اور قاضی اسمعیل نے احکام مین اور
طحاوی نے مشکل الآثار مین اور بغوی اور ماوردی اور دارقطنی اور
طبرانی اور ابونعیم نے معرفت مین اور ابن مردویہ نے اور بیہقی نے
سنن مین اور ضیائے مقدسی نے مختارہ مین انتہی۔ سبحان اللہ کیا ادب تھا
کہ جس کجاوہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے اوسکی
لکڑیون کو حالت جنابت مین ہاتھ لگانا گوارا نہ تھا۔ اگر بچشم انصاف

دیکھا جاوے تو منشا اوسکا محض ایمان دکھائی دیگا جس نے ایسے پاکیزہ خیالات
ان حضرات کے دلون مین پیدا کر دئے تھے ورنہ ظاہر ہے کہ نہ عموماً اس قسم
کے امور کی تعلیم تھی نہ صراحۃً ترغیب وتحریص۔ اب اگر کوئی شخص اپنی نسبت
ایمان تحقیقی کا دعوی کیکے کہے کہ یہ خیالات ایام جہالت کے ہونگے تو مجھے
یقین نہین آتا کہ کوئی شخص ایماندار اس کلام کی طرف التفات کریگا
یا بطیب خاطر جواب دیگا۔ کیونکر ہو سکے کہ چودہوین صدی والا خوش
اعتقادی مین خیر القرون والے صحابیون سے بڑہجاوے۔ پھر اگر کسیقدر
نظر بڑہائی جائے تو معلوم ہو کہ سلسلہ اس الزام کا کہان منتہی ہو گا۔ کیونکہ
جس امر کا ذکر خود شارع علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور مین ہو جاوے اور
اسی کے بعد کلام الٰہی اسی کے مناسب نازل ہو ویسے خیال مین آخری
زمانہ والون کی اصلاح کی نعوذ باللہ اگر ضرورت سمجھی جائے تو دینداری
کے نہایت خلاف ہو گا۔ **الحاصل** جب اُن لکڑیون کا اسقدر ادب کیا گیا
تو معلوم ہوا کہ بزرگان دین کا جس قدر ادب کیا جائے محمود ہے۔ اور
مستدرک حاکم مین یہ روایت ہے عن عبد اللہ بن بریدة عن ابیہ قال کنا

اذا قعدنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم نرفع رؤسنا الیہ اعظاماً لہ
ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولا احفظ لہ علۃ ترجمہ عبد اللہ بن بریدہ
اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ جب ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین حاضر ہوتے تو عظمت کے لحاظ سے کوئی شخص حضرت
کی طرف سر نہ اٹھاتا انتہی کہا حاکم رح نے کہ یہ حدیث صحیح ہے شرط شیخین پر

حضرت کے روبرو تو اس قسم کا ادب ہوتا ہی تھا وہ حضرات حدیث شریف
کے حلقون مین جب بیٹھتے تھے تو اس خضوع و خشوع کے ساتھ سر جھکائے بیٹھے تھے
کہ گویا گردنون پر سر ہی نہین چنانچہ مستدرک ہی مین ہے عن عبد الرحمان
بن قرط قال دخلت المسجد فاذا حلقۃ کانما قطعت رؤسہم واذا رجل یحدثہم
فاذا ہو حذیفۃ قال کان الناس یسألون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن الخیر وکنت اسألہ عن الشر وذکر الحدیث بطولہ۔ ترجمہ عبد الرحمن بن قرط
کہتے ہین کہ ایک بار مین مسجد مین گیا دیکھا کہ ایک حلقہ مین لوگ ایسے سر
جھکائے بیٹھے ہین کہ گویا اونکی گردنون پر سر ہی نہین اور ایک شخص
حدیث بیان کر رہے ہین دیکھا تو وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ ہین انتہی ملخصاً
یعنے سب حدیث شریف سننے والے کچھ ایسے مودبانہ سر جھکائے بیٹھے تھے
کہ گردنون پر سر نہین دکھائی دیتے تھے۔ اب ذرا زمانہ کے انقلاب اور
طبیعتون کی رفتار کو دیکھنا چاہیے کہ بُعد خیر القرون نے اُن حضرات کے
مسلک سے کس قدر دور کر دیا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو کہ معاملہ
بالکل بالعکس ہو گیا ہے۔ اُس زمانہ مین حالانکہ ان امور کی تعلیم عموماً نہ تھی
مگر دل ہی کچھ ایسے مہذب اور مودب تھے کہ اقسام کے آداب اور
طرح طرح کے حسن عقیدت پر دلالت کرنیوالے افعال ایجاد کر لیتے اور
اصول شرعیہ پر انکو منطبق کر دیتے تھے جس کا سمجھنا بھی شاید اس زمانہ مین
بآسانی نہ ہو سکے کیون نہ ہو ان حضرات کے وہ دل تھے جنکو تمام بندون
کے دلون پر فضیلت ہونے کی وجہ سے حق تعالی نے صحابیت کیواسطے

منتخب فرمایا تھا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان اللہ عز وجل نظر فی قلوب العباد فلم یجد قلبا انقی من قلوب
اصحابی و لذلک اختارہم فجعلہم اصحابا فما استحسنوا فہو عند اللہ حسن و ما
استقبحوا فہو عند اللہ قبیح رواہ الدیلمی یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے خدائے تعالی نے تمام بندون کے دلون کو دیکھا تو میرے اصحاب کے
دلون سے پاکیزہ تر کوئی دل نہ پایا اسی واسطے اونکو میرے اصحاب ہونے
کیلئے پسند فرمایا جو کام وہ اچھا سمجھتے ہین وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے
اور جس کو وہ برا سمجھتے ہین اللہ کے نزدیک بھی وہ برا ہے انتہی غرض وہ
ہر قسم کے آداب ایجاد کرتے تھے اور اونپر کوئی اعتراض بھی نہین
کرتا تھا۔ اسلئے کہ اسوقت تک بنیاد بے ادبی کی پڑی نتھی۔ اور اگرچہ
خودسرون نے بنیاد ڈالی بھی تھی جس کا حال انشاء اللہ تعالی قریب معلوم
ہوگا تو اسوجہ سے کہ انکی بد اعتقادیون نے انکو دائرہ اتباع سے خارج
اور دوسرے نام کے ساتھ مشتہر کر دیا تھا۔ اونکی باتین کسی کی سمع قبول
تک پہونچی ہی نہ تھین۔ **الحاصل** خیر القرون کا یہ حال تھا کہ ہر قسم کے
آداب ایجاد کئے جاتے تھے اور اس آخری زمانہ کا یہ حال ہے کہ باوجودیکہ
اُن حضرات نے جن کا اتباع بحسب ارشاد شارع علیہ الصلوۃ والسلام
ضروری ہے اقسام کے آداب تعلیم کرکے اگر کسی سے اس قسم کے افعال
صادر ہوجائین تو ہر طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہونے لگتی ہے
اور صرف اعتراض ہی نہین شرک تک نوبت پہونچادیجاتی ہے حق تعالی

ہم مسلمانون کو ادب نصیب فرماوے ۔ اور قاضی عیاض رح نے شفا مین
لکھا ہے وقال مالک رحمہ اللہ وقد سئل عن ابی ایوب السختیانی رح ما حدثکم
عن احد الاوایوب افضل منه وقال وحج حجتین فکنت ارمقه ولا اسمع منه
غیر انه کان اذا ذکر النبی صلی اللہ علیه وسلم بکی حتی ارحمه فلما رایت منه
ما رایت کتبت عنه ترجمہ کسی نے امام مالک رح سے پوچھا کہ ابو ایوب
سختیانی رح کا کیا حال تھا کہا کہ میرے اساتذہ ہین جنکی روایتین تمنے مجھسے
سنی ہین ان سب سے وہ افضل ہین ۔ انہون نے دو حج کئے اور مین انکا
حال دیکھا کیا اس مدت مین کوئی روایت انسے نہ لی مگر حالت اون کی
یہ تھی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تو اس قدر روتے کہ
مجھے اون کے حال پر رحم آجاتا جب اون کا یہ حال دیکھا تو اونکی شاگردی
اختیار کی اور اونکی حدیثین لکھ لیا انتہی ۔ امام مالک رح ابو ایوب سختیانی رح
کو بنظر اس حالت کے جو ترجیح دیتے ہین اور سب اساتذہ سے افضل کہتے ہین
تو اوس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خیالات محدثین اور اکابر دین کے اس بارہ
کس قسم کے تھے ۔ اب ذرا سختیانی رح کے دل کی کیفیت کو خیال کیجیے کہ کسقدر
کی عظمت و محبت اور خدا جانے کونسی کونسی چیزین اون کے دل پر پورا
تسلط کر لیتی تھین جس سے وہ حالت پیدا ہو جاتی تھی جو ادب سے بہی بڑھی
ہوئی ہے یہ اثر اسی ذکر مبارک کا تھا جو مسلمانون کے دلون مین علی حسب
مراتب ایمان کو تازہ کر دیا کرتا ہے ۔ سبحان اللہ وہان تو ذکر شریف سے
وہ حالت پیدا ہو رہی ہے جو بڑے بڑے فاضل معاصرون سے افضل بنا دیتی ہے

اور یہان ہنوز اوسکے جواز و عدم جواز مین اختلاف پڑا ہوا ہے بلکہ وہ تدبیرین نکالی جاتی ہین کہ کہین ذکر شریف کی مجلسین نہونے پائین - بہلا ذرا تو سوچنا چاہئے کہ اگر ذکر شریف کے مجلسین ہوا کرین اور برکات اس کے مسلمانون پر فایض ہوتے رہین تو اوس سے کسی کا کیا نقصان ہوگا - حق تعالی بطفیل اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمانون کی کج فہمیون کو دفع فرما دے اور درمنظم مین ابن حجر ہیثمی رح اور شفا مین قاضی عیاض رح نے بسند متصل روایت کی ہے عن ابن حمید قال ناظر ابو جعفر امیر المومنین مالکا فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ یا امیر المومنین لا ترفع صوتک فی ہذا المسجد فان اللہ تعالے ادب قوماً فقال لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ومدح قوماً فقال ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ الایہ وذم قوماً فقال ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الایہ وان حرمتہ میتاً کحرمتہ حیا فاستکان لہا ابو جعفر وقال یا ابا عبد اللہ استقبل القبلۃ وادعوام استقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ولم تصرف وجہک عنہ وہو وسیلتک ووسیلۃ ابیک آدم علیہ السلام الی اللہ یوم القیمۃ بل استقبلہ واستشفع بہ فیشفعک اللہ وقال اللہ تعالے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک الایہ ترجمہ امیر المومنین ابو جعفر منصور نے جو (خلفائے عباسیہ سے دوسرے خلیفہ ہین) امام مالک رح کے ساتھ مسجد نبوی مین کسی مسئلہ مین مباحثہ کیا جسمین اونکی کچھ آواز بلند ہوگئی - امام مالک رح نے کہا اے امیر المومنین اس مسجد مین آواز بلند نہ کیجئے کیونکہ حق تعالی نے تادیب کی ایک بہتر قوم کی اس آیہ شریفہ مین یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا

اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔ اور مدح کی ان لوگون کی جو حضرت کے پاس آواز پست کیا کرتے تھے فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ الآیۃ اور مذمت کی اوس قوم کی جو حجرہ کے باہر سے حضرت کو پکارتے تھے چنانچہ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت بعد انتقال کے وہی ہے جو قبل انتقال تھی۔ امیر المومنین یہ سنتے ہی متادب اور متذلل ہوگئے۔ پھر پوچھا اے اباعبد اللہ قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر دعا کرون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہون۔ کہا حضرت سے کیون منہ پھیرتے ہو وہ تو وسیلہ ہین آپ کے اور آپ کے باپ آدم علیہ السلام کے قیامت کے روز۔ تو حضرت کی طرف متوجہ ہوکر شفاعت و سفارش طلب کیجئے کہ حق تعالی شفاعت حضرت کی قبول کرے گا کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا یعنے وہ لوگ جنہون نے ظلم کیا اپنی ذات پر اگر آوین آپ کے پاس اور مغفرت چاہین اللہ تعالی سے اور مغفرت چاہین رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اون کیلئے تو البتہ پاوین گے وہ اللہ تعالی کو مغفرت کرنیوالا اور رحم کرنیوالا انتہی۔ اب اون حضرات کے اعتقادون کو دیکھئے کہ امام مالک رح نے آواز نہ بلند کرنیکے باب مین ان آیات پر استدلال کیا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔ اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ اور خلیفہ وقت

نے پوچھا تک نہین کہ فوق صوت النبی اور ینادونک کے معنی یہان کیونکر
صادق آتے ہین اور اگر اجتہاد کیا گیا تو طریقہ اوسکا کیا ہے پھر یہ بھی نہ تھا
کہ خلیفہ موصوف کچھ جاہل ہون کیونکہ تاریخ خمیس وغیرہ کتب تواریخ مین مصرح ہے
کہ وہ نہایت کامل العقل اور فقیہ النفس عالم جید اور ادیب و متدین تھے
مگر معلوم نہین اس استدلال مین کس درجہ کی قوت تھی جس نے خلیفہ وقت کو
عین مباحثہ مین ساکت کر دیا۔ اگر اس زمانہ مین کوئی شخص اس قسم کا استدلال
کرے تو صد ہا شاخ شانے اوسمین نکالے جائینگے۔ اب اگر کوئی شخص اس
استدلال کی نزاکت کو نہ سمجھکر اسمین کچھ کلام کرے تو کسی مسلمان سے یہ نہو سکیگا
کہ معترض کی رائے کو امام مالک رح کی رائے پر ترجیح دے۔ کیونکہ امام مالک رح
وہ شخص ہین کہ جن کے شاگردون کے شاگرد ہونے پر امام بخاری و مسلم وغیرہ
اکابر محدثین رحمہم اللہ کو فخر ہے۔ بلکہ یہ سمجھنا اوسکا اوسکی غباوت اور بیعلمی پر محمول
ہونا چاہیے۔ بات یہ ہے کہ جیسے قوت ایمانیہ مین ضعف بڑہتا چلا جاتا ہے
ویسا ہی قوت نظری و فکری مین بھی روز بروز کمی ہوتی چلی جاتی ہے۔ اب اگر
کوئی کثرت تصانیف کو پیش کرکے کچھ دعوی کرے تو اوسکا ابطال ان احادیث شریفہ
سے ہو جائیگا جنمین خیر القران ہونا اوس زمانہ کا اور کم ہو جانا علم کا آخری
زمانہ مین وارد ہے۔ ابن تیمیہ رح نے رفع الملام عن الائمۃ الاعلام مین لکھا ہے

بل الذین کانوا قبل جمع ہذہ الدواوین کانوا اعلم بالسنۃ من المتاخرین بکثیر
لان کثیرا مما بلغہم وصح عندہم قد لا یبلغنا الا عن مجہول او باسناد منقطع او لا یبلغنا
بالکلیۃ۔ کانت دواوینہم صدورہم التی تحوی اضعاف ما فی الدواوین وہذا

امر لا یشک فیہ من علم القضیۃ یعنے کوئی عالم اس مین شک نہین کرسکتا کہ قدما
متاخرین سے بہت زیادہ علم رکھتے تھے بہت سی حدیثین ہم تک پہونچی ہی نہین
اور اگر پہونچی تو ضعیف ہوکر اون کے نزدیک وہی حدیثین صحیح تھین
اگرچہ اس روایت سے کئی مباحث متعلق ہین - مگر بخوف تطویل صرف اسی پر
اکتفا کیا گیا انشاء اللہ تعالی آیندہ بحسب موقع ذکر کیجائینگی یہان صرف اسی قدر بیان
کرنا مقصود ہے کہ امام مالک رح نے ان آیات سے وہ ادب استنباط کیا کہ
قیامت تک اہل ایمان جسکی بدولت بہرہ اندوز اور متمتع رہینگے جزاہ اللہ تعالے
عنا خیر الجزاء بخاری شریف مین روایت ہے عن السائب بن یزید قال کنت
قائما فی المسجد فحصبنی رجل فنظرت فاذا عمر بن الخطاب فقال اذہب فائتنی بہذین
فجئتہ بہما قال من انتما او من این انتما قالا من اہل الطایف قال لو کنتما من
اہل البلد لاوجعتکما ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ترجمہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین ایکبار مسجد نبوی مین کھڑا تھا
کہ کسی نے مجھے کنکری ماری دیکھا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہین کہا جاؤ اور
ان دو شخصون کو لے آؤ جب ان دونون کو انکے پاس لے گیا تو پوچھا تم
کون ہو یا کہان والے ہو کہا طایف والے فرمایا اگر تم اس شہر والے ہوتے تو مین
ضرور تم کو اذیت پہونچاتا اور مارتا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین
تم آواز بلند کرتے ہو انتہی - اس خبر سے ظاہر ہے کہ مسجد شریف مین کوئی آواز
بلند نہین کرسکتا تھا اور اگر کرتا تو مستحق تعزیر سمجھا جاتا تھا با وجودیکہ سائب بن
یزید چندان دور نہ تھے مگر اسی ادب سے عمر رضی اللہ عنہ نے اونکو پکارا نہین

بلکہ کنکری پھینک کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ یہ تمام ادب اسی وجہ سے تھے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بحیات ابدی وہان تشریف رکھتے ہین۔ کیونکہ اگر لحاظ صرف
مسجد ہونے کا ہوتا تو فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کی کوئی ضرورت
نہ تھی۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ یہ تعزیر اہل بلد کیلئے خاص فرمایا جنکو مسجد شریف
کے آداب بخوبی معلوم تھے اگر صرف مسجد ہی کا لحاظ ہوتا تو اہل طایف بھی معذور
نہ رکھے جاتے کیونکہ آخر وہان بھی مسجدین تھین۔ اس سے بھی قول امام مالک رح
رحمۃ اللہ علیہ کا صادق آگیا جو خلیفہ منصور رح سے کہا تھا ان حرمتہ میتا
کحرمتہ حیًا۔ اور بخاری شریف مین روایت ہے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا
سے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ جب کبھی ذکر مبارک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا کرتین بابی کہتین فرماتی ہین وقلما ذکرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم الا قالت بابی یعنے کم اتفاق ہوتا تھا کہ ذکر شریف کے وقت یہ لفظ نکلتی ہون
معنی اس کے یہ ہین کہ میرے باپ فدا ہون حضرت پہ سے صحابہ اکثر بابی انت
وامی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا کرتے تھے چنانچہ کتب صحاح مین
موجود ہے۔ مطلب اسکا یہ ہے کہ آپ کے اشفاق ومراحم کے روبرو مہر مادری
وپدری کی کچھ حقیقت نہین ان دونون کو آپ پر سے فدا کرنا چاہئے سبحان اللہ
کیا ادب تھا کہ روبرو تو روبرو غائبانہ بعد وفات شریف کے بھی وہ ادب
مرعی تھا کہ جب تک ماں باپ کو فدا نہین کرتے نام مبارک کو ذکر نہین کرتے تھے
کیون نہو یہ نام مبارک وہ تھا کہ کفار بھی جس کے ذکر نے مین بسا وقت متاذ
ہوجاتے تھے چنانچہ قسطلانی رح نے مواہب مین اور زرقانی رح نے اوسکی

شرح مین لکھا ہے کہ ایک جماعت قبیلہ کندہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین حاضر ہوی اور وہ الفاظ تحیت کے ادا کئے جو اس زمانہ
مین سلاطین کے حضور مین کہے جاتے تھے یعنے ابیت اللعن حضرت نے فرمایا
مین بادشاہ نہین ہون محمد ابن عبد اللہ ہون کہا ہم آپ کو نام لیکر نہ پکارینگے
فرمایا مین ابو القاسم ہون کہا اے ابو القاسم فرمائیے کہ ہم نے اپنے دلمین
کیا چھپایا ہے فرمایا یہ تو کاہنو نکا کام ہے اور کاہن اور انکا پیشہ دوزخی ہے
کہا پہر کیونکر معلوم ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہین تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک مٹھی کنکریان اٹھائین اور فرمایا دیکھو یہ گواہی دیتی ہین کہ مین
اللہ کا رسول ہون اور ساتھ ہی کنکریان دست مبارک مین تسبیح کرنے لگین
پہر تو سب کے سب کہہ اٹھے کہ ہم بھی گواہی دیتے ہین کہ بیشک آپ اللہ
کے رسول ہین اور سب مشرف باسلام ہوے انتہی ملخصاً۔ ظاہر ہے کہ
یہ لوگ قبل امتحان مشرف باسلام نہین تھے باوجود اسکے نام لینے مین ترک ادب
سمجھا۔ کیا تعجب ہے کہ یہی ادب پسند آگیا ہو جس سے ابد الآباد کے لئے
عزت و شرافت حاصل ہوگئی۔ ہر چند کہ نام پاک خود ایک ایسا لقب جامع ہے
جسمین تمام القاب پسندیدہ اور محامد برگزیدہ شامل کردئے گئے ہین مگر
باین ہمہ ادب والونکی زبانین وہان خود بخود رک جاتی ہین۔ اور جنکی زبانون
نے خیرہ سری کی اور بیباکانہ نام لینا شروع کیا حق تعالی کی جانب سے انکی
تادیب ہوگئی چنانچہ امام سخاوی رح نے بروایات متعددہ ثابت کیا ہے
کہ بعض لوگ جو نام لیکر حضرت کو پکارتے تھے انکو حق تعالی نے منع فرمادیا جب

یہ حدیث بعینہ بھی نقل کیجائیگی مقصود یہان اسیقدر ہو کہ اس دعا مین صراحۃً نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا لقب کے مذکور ہے حالانکہ ابھی ممانعت اوسکی ثابت کیگئی ہی۔ جواب اس اشکال کا امام سخاوی رح نے قول بدیع مین دیا ہے کہ وہ دعا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کی تھی بعینہ انھین الفاظ کے ساتھ عثمان بن حنیفؓ نے بھی تعلیم کی اس لئے کہ دعاؤن کے الفاظ مین تصرف اور کمی و زیادتی نہین چاہیئے اور جانتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلال ہر مسلمان کے دل مین ہوا کرتی ہے

حیث قال یحتمل ان یکون الصحابی ومن نحا نحوہ فہم اختصاص ہذا الموطن بما ارشد الیہ صلی اللہ علیہ وسلم ورای ان الفاظ الدعوات والاذکار لایتصرف فیہا بالزیادۃ والنقص بل یقتصر فیہا علی النص او اکتفی بما وقر فی قلب کل مسلم من تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واجلالہ واللہ الموفق امام سخاوی رح نے جو لکھا ہے کہ الفاظ دعا مین کمی و زیادتی نہین چاہیئے اسی بنا پر بزرگان دین اور مشایخین رح کے نزدیک جو اعمال و اشغال یا عزائم وغیرہ سینہ بسینہ چلے آتے ہین اسمین کمال درجہ کا احتیاط کیا جاتا ہے کہ کمی و زیادتی بالکل نہونے پائے اور تجربون سے بھی ثابت ہے کہ اگر ان الفاظ معینہ مین فرق کردیا جائے یا بغیر اجازت کے وہ اعمال عمل مین لائے جائین تو کچھ تاثیر بھی نہین ہوتی الحاصل اس دعا مین نام مبارک ضرورۃً بلا لقب ذکر کیا گیا ورنہ صحابہ و تابعین جب کبھی نام مبارک کو ذکر کرتے لقب کے ساتھ ذکر کیا کرتے اسی وجہ سے متاخرین رحمہم اللہ نے مستحسن سمجھا ہے کہ نام مبارک آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا جب لیا جاے خواہ درود شریف مین یا سواے اوس کے لفظ سیدنا کہنا چاہئے خصوصا حرمین شریفین کے علما ومشائخین کو تو اسمین بہت ہی اہتمام ہے۔ اور چونکہ احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ آخری زمانہ مین ایمان کا مرجع مدینہ منورہ ہی ہوگا کما فی المشکوۃ عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرہا متفق علیہ اسلیئے طالبین حق کو چاہئے کہ جن امور کو وہان کے علماء دینی حیثیت سے مستحسن سمجھتے ہین اوسمین اونکا اتباع کیا کرین۔ یہان ایک شبہ ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن شخیر کہتے ہین کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفد بنی عامر مین تشریف لیگئے اور مین بھی ساتھ تھا مین نے عرض کیا (انت سیدنا) فرمایا السید اللہ تبارک وتعالی۔ ظاہرا اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے اس لفظ کو جائز نہین رکھا۔ جواب اسکا یہ ہے کہ اس موقع مین تواضعا یہ فرمایا ہوگا ورنہ اطلاق اس لفظ کا اللہ تعالی کے سوا اورون پر کئی حدیثون مین وارد ہے چنانچہ حدیث قوموا الی سیدکم بخاری شریف سے بحث قیام مین بھی نقل کیگئی۔ اور عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما کو بلفظ سیدنا ذکر کیا چنانچہ کنز العمال مین یہ روایت ہے عن عمرؓ قال ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا یعنے بلالا ابن سعد ش خ ک والخرائطی فی مکارم الاخلاق یعنے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوبکرؓ ہمارے سید ہین اور ہمارے سید یعنے بلالؓ کو آزاد کیا۔ جب اطلاق اس لفظ کا صحابیون پر جائز ہوا تو سید الانبیاء والمرسلین پر جائز ومستحسن ہونے مین کیا کلام خود حضرت فرماتے ہین کما فی المستدرک للحاکم عن جابر بن

عبد اللہ قال صعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال
من انا قلنا رسول اللہ قال نعم ولکن من انا قلنا انت محمد ابن عبد اللہ بن عبد المطلب
بن ہاشم بن عبد مناف قال انا سید ولد آدم ولا فخر قال الحاکم ہذا صحیح الاسناد۔
ترجمہ روایت ہے جابر بن عبد اللہ سے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
منبر پر چڑہے اور حمد وثنائے الہی کے بعد فرمایا مین کون ہون ہم نے عرض کیا
اللہ کے رسول ہین پہر وہی سوال فرمایا ہم نے عرض کیا آپ محمد بن عبد اللہ
بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہین فرمایا مین سید اولاد آدم ہون اور
کچہ فخر نہین کہا حاکم رح نے یہ حدیث صحیح ہے انتہی۔ اور مواہب اللدنیہ اور
زرقانی مین ہے وقد روی الترمذی وقال حسن صحیح واحمد وابن ماجہ وصححہ الحاکم
عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم
یوم القیمہ ولا فخر وفی حدیث ابی ہریرۃ مرفوعا عند البخاری ومسلم والترمذی
واحمد انا سید الناس یوم القیمۃ وفی روایۃ للبیہقی انا سید العالمین انتہی ملخصاً
ان احادیث سے سید اولاد آدم بلکہ سید الناس بلکہ سید العالمین ہونا حضرت کا
ثابت ہے غرض حضرت کی سیادت اور لفظ سیدنا کے جواز مین کوئی کلام نہین ہوسکتا
البتہ اسمین کلام ہوسکتا ہے کہ ہم مین صلاحیت ہے یا نہین۔ اسی وجہ سے
بزرگون نے کہا ہے ؎ نسبت خود بسگت کردم وبس منفعل ام ؛ زانکہ
نسبت بسگ کوئے تو شد بی بے ادبی۔ مگر چونکہ یہ بارگاہ رحمۃ للعالمینی ہے
اسلئے امید قوی ہے کہ اس قسم کی بے ادبیون کا لحاظ نہوگا۔ اب رہا یہ کہ
صاحب قاموس مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ نے لکہا ہے کہ جن درودون

کی تعلیم حضرت نے کی ہے اوسمین لفظ سیدنا نہین ہرچند تواضعاً یہ لفظ نہ فرمایا ہو
مگر تاہم امتثال امر اولی ہے اور اسی طرح شیخ السنوسی رح نے لفظ سیدنا کی زیادتی
مین اسوجہ سے تردد کیا ہے کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اس مسئلہ کی بنیاد
اسی پر رکھی ہے کہ امتثال امر افضل ہے یا سلوک ادب ۔ امام سخاوی رح نے قول بدیع
مین اسکا جواب یہ دیا ہے کہ ادب بلفظ سیدنا شرعاً مطلوب ہے چنانچہ بروایت
صحیحین ثابت ہے کہ قوموا الی سیدکم خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
جس سے معلوم ہوا کہ اطلاق اس لفظ کا عموماً درست ہے ۔ پھر اگر یہ لفظ
درود شریف مین زیادہ کیا جاوے تو امتثال امر مین کوئی نقصان لازم نہ آئیگا
اور ایک ایسے امر واقعی کا بیان ہوگا جسمین ادب ملحوظ ہے اسلئے زیادتی
اس لفظ کی افضل ہے ۔ قال وقرات بخط بعض محققی من اخذت عنہ ما نصہ
ان الادب مع من ذکر مطلوب شرعاً بذکر السید ففی الصحیحین قوموا الی سیدکم
ای سعد بن معاذ وسیادتہ بالعلم والدین وقول المصلین اللہم صل علی سیدنا
محمد فیہ الاتیان بما امرنا بہ وزیادۃ الاخبار بالواقع الذی ہو ادب فہو افضل
من ترکہ فیما یظہر من الحدیث السابق وان تردد فی افضلیتہ الشیخ الاسنوی ذکر
ان فی حفظہ قدیماً ان الشیخ عزالدین بن السلام بناہ علی ان الافضل سلوک الادب
او امتثال الامر واللہ المعین یہان یہ امر بھی غور طلب ہے کہ اگر لفظ سیدنا
زیادہ کیا جاوے تو امتثال امر مین کس قدر فرق لازم آئیگا جسکی وجہ سے
صاحب قاموس رح نے اس لفظ کو ترک کرنا مناسب سمجھا ہے یہ تو ظاہر ہے
کہ مقصود درود شریف کے پڑھنے سے یہ ہے کہ بارگاہ ربوبیت مین ظاہر کیا جاے

کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دعاگو اور خیرخواہ ہون ہین ہم بھی شریک ہین
ورنہ خود حق تعالی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ صلوۃ بھیجتا ہو
تو ہماری دعا و صلوۃ کس شمار مین دوسرا یہ کہ اگر درود دعا ہی ہوتا تو ہر شخص پر
درود پڑہنا درست ہوتا حالانکہ کئی روایتون سے کراہت اور ممانعت اوسکی
ثابت ہے چنانچہ ابن عباس رض فرماتے ہین کہ سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے کسی پر درود پڑہنا نہین چاہئے - اور ایسا ہی سفیان ثوری رح بھی اسکو
مکروہ سمجہتے تھے - اور عمر بن عبد العزیز رح نے کسی عامل کو لکھا کہ قصہ گو لوگون نے
بادشاہون اور امیرون پر درود بھیجنا ایجاد کیا ہے اونکو حکم کردو کہ صلوۃ
خاص انبیا پر پڑہا کرین اور عام مسلمانون کے حق مین دعا کیا کرین چنانچہ امام
سخاوی رح نے قول بدیع مین لکھا ہے عن ابن عباس رض قال ما اعلم الصلوۃ ینبغی
علی احد من احد الا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولکن یدعی للمسلمین والمسلمات
اخرجہ ابن ابی شیبۃ واسمعیل القاضی فی احکام القران والصلوۃ النبویۃ لہ
والطبرانی والبیہقی وسعد بن منصور وعبد الرزاق بلفظ لا ینبغی الصلوۃ من احد
علی احد الا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورجالہ رجال الصحیح وقال سفیان الثوری رح
یکرہ ان یصلی علی غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ البیہقی وفی روایۃ اخرجہا
ہو وعبد الرزاق ایضا یکرہ ان یصلی الا علی نبی وجاء عن عمر بن عبد العزیز
فیما رویناہ فی فضل الصلوۃ لاسمعیل القاضی واحکام القرآن لہ من طریق
ابن بکر بن ابی شیبۃ باسناد حسن ان عمر کتب اما بعد فان ناسا من الناس
قد التمسوا عمل الدنیا بعمل الآخرۃ وان ناسا من القصاص قد احدثوا فی الصلوۃ

علی خلفائہم و امرائہم بدل صلوتہم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا جاء ک کتابی فمرہم ان تکون صلوتہم علی النبیین خاصۃ و دعاؤہم للمسلمین عامۃ ویدعوا ماسوی ذلک انتہی اور یہ بھی قول بدیع ہی مین لکھا ہے قال البیہقی رح عقب حدیث ابن عباس و قول الثوری بالمنع مانصہ وانما اراد واللہ اعلم اذا کان علی وجہ التکریم عند ذکرہ تحیتہ فانما ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ فاما اذا کان ذلک علی وجہ الدعاء والتبرک فانہ ذلک جائز لغیرہ انتہی ہذہ عبارتہ فی الشعب وقال نحوہ فی السنن الکبری یعنے بیہقی رح نے شعب الایمان اور سنن کبری مین لکھا ہے کہ ابن عباس اور سفیان ثوری رح سے غیر انبیاء پر درود کہنے کی ممانعت جو مروی ہے مقصود اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بطور تکریم و تحیت نہ چاہیئے کہ وہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اگر بطور دعا و تبرک ہو تو کچھ مضائقہ نہین انتہی اس سے بھی معلوم ہوا کہ صلوۃ جو مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے وہ صرف دعا نہین جس سے حضرت کی بھلائی مقصود ہو بلکہ مقصود اوس سے ہماری بھلائی ہے اور فائدہ اوسکا ہماری ہی طرف عود کرتا ہے چنانچہ امام فاکہانی رح نے فجر المنیر فی صلوۃ علی البشیر النذیر مین لکھا ہے فان قلت اذا کان اللہ صلی علیہ فما فائدۃ طلب الحاصل وایجاد الموجود قلت صلوتنا علیہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادۃ لنا وزیادۃ حسنات فی اعمالنا وتنزلی البرکات الثبوتۃ فینا المنزلۃ علینا یعنے اگر کوئی کہے کہ جب حق تعالی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ بھیجتا ہے تو پھر یہ دعا کرنا کہ اللہ تعالی حضرت پر صلوۃ بھیجے اس سے کیا فائدہ یہ تو تحصیل حاصل

اور ایجاد موجود ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ صلوٰۃ طلب کرنا ہمارے لئے عبادت ھے
جس سے اعمال ناموں مین ہماری زیادتی حسنات کی ہووے اور ہم پر برکات
نازل ہون اسی طرح ابن حجر ہیثمی رح نے درمنضود مین لکھا ہے فان جمیع فائدتہا
للمصلی لدلالتہا علی وضوح العقیدۃ و خلوص النیۃ و اظہار المحبۃ و المداومۃ
علی الطاعۃ و الاحترام للواسطہ الکریمہ فہی محبۃ لہ و توقیرہ من اعظم شعب الایمان لما
فیہا من اداء شکرہ الواجب علینا بعظیم منتہ علینا بنجاتنا من الجحیم دفوزنا بالنعیم
المقیم یعنے فایدے درود شریف کے درود پڑہنے والے کیلئے ہین اسلئے
کہ اوس سے حسن اعتقاد اور خلوص نیت معلوم ہوتا ہے اور اس امر کا اظہار
ہوتا ہے کہ ہم محبت اور طاعت اور احترام مین اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے سرگرم ہین جو مکرم واسطہ ہین ہمارے اور حق تعالی کے درمیان ہین اور
اس سے محبت و توقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیجاتی ہے جو ایک بڑا شعبہ
ایمان کا ہے کیونکہ اوس سے حضرت کے احسانون کی شکر گذاری ہوتی ہے
جو ہم پر ثابت ہین انتہی الحاصل مقصود درود شریف سے اپنی بھبودی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہون اور دعاگویون مین شریک ہوکر
مغفرت ذنوب کا استحقاق حاصل کرین چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اکثروا الصلوۃ
علی فان صلوتکم علی مغفرۃ لذنوبکم الحدیث ابن عساکر عن الحسن بن علی ت ک
عن ابی ہریرۃ رواہ فی کنز العمال ترجمہ ابن عساکر نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ
سے اور ترمذی و حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ
فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہپر تم زیادہ درود پڑہو اسلئے کہ تمہارا مجہپر درود

پڑہنا تمہارے گناہون کی مغفرت ہے انتہی جب مقصود یہ ٹہیرا تو جس قدر ثنا
وصفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درود شریف مین کیجاوے بیموقع نہوگی

مویدا سکی یہ حدیث شریف بھی ہوسکتی ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انکم تعرضون علی باسمائکم وسیماکم فاحسنوا الصلوة علی عبد الرزاق عن مجاہد مرسلا

صحیح کذا فی کنز العمال ترجمہ مجاہد رح سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ پیش کئے جاتے ہو مجہپر ناموں اور علامتون کے
ساتھ اس لئے اچھی طرح سے مجہپر درود بھیجا کرو یہ روایت صحیح ہے انتہی الحاصل
لفظ سیدنا کی زیادتی مین اس اعتبار سے توکوئی تقصیر لازم نہین بلکہ
من وجہ مقصود کی تائید ہی ہوگی۔ ہان یہ بھی کہ سکتے ہین کہ جو الفاظ زبان مبارک
سے نکلے تھے اونمین فرق پڑگیا۔ مگراس سے یہ لازم نہین آتا کہ امتثال امر مین
کوئی بے اعتنائی ہوئی ہو۔ اس لئے کہ جتنے الفاظ کہنے کا ارشاد ہوا تھا اس
زیادتی سے اونمین کوتاہی نہوئی۔ اگر کہا جاوے کہ خاص اون الفاظ کی
برکت اسمین نہوگی تو ہم کہین گے کہ اوس برکت کے لئے وہ الفاظ بعینہا
موجود ہین اگر صرف اس لفظ زاید مین وہ برکت نہین تو ادب و تعظیم و توقیر
جو اس لفظ سے معلوم ہوتی ہے خالی از برکت نہوگی۔ اور اسوجہ سے کہ
مقصود اس لفظ سے ادب ہے تو اوس کے زیادہ کرنے مین کوئی محل تردد
نہین اسلئے کہ جہان قطعاً امتثال امر مین کوتاہی لازم آتی تھی صدیق اکبر اور
علی رضی اللہ عنہما نے ادب ہی کو ترجیح دی جس کا حال ابھی معلوم ہوا تو بہر
یہان ادب کے اختیار کرنے مین کیا کلام۔ بادنی تامل یہ بات سمجہ مین آسکتی ہے

کہ جب حق تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اولین وآخرین بلکہ تمام
عالم کا سردار بنادیا ہے جسکی خبر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے
تو ہمکو بھی چاہئے کہ اوس سیادت کا اقرار ہر وقت حق تعالی کے روبرو
یعنے بحضور قلب کیا کرین جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میدان حشر مین
حق تعالی کے روبرو عرض کرینگے بلکہ خود حق تعالی کی طرف سے اوسکا القا ہوگا
چنانچہ کنز العمال مین مسند امام احمد اور دارمی اور ابن راہویہ اور حارث
اور ابویعلی اور ابو عوانہ اور صحیح ابن حبان وغیرہ کتب حدیث سے ایک روایت
طویل ابوبکر صدیق رضی سے منقول ہے جسمین اوسکی تصریح ہے فیفتح اللہ علیہ من الدعاء
شئیا لم یفتحہ علی بشر قط فیقول ای رب خلقتنی سید ولد آدم ولا فخر الحدیث
یعنے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کی اجازت لینے کا قصد فرماوینگے
اوسوقت حق تعالی ایک ایسی دعا کا الہام حضرت کو فرمائیگا کہ کسی کو وہ الہام
نہ ہوا ہو عرض کرینگے اے رب تو نے مجھے سردار بنی آدم کا پیدا کیا اور
کچھ فخر نہین وغیرہ وغیرہ - اس سے اور ایک بات معلوم ہوئی کہ سیادت حضرت
کی تخلیق ہی کے وقت ملحوظ تھی - جو لفظ خلقتنی سے ظاہر ہے - پھر اس سیادت کا
کون انکار کرسکے - **الحاصل** لفظ سیدنا سے چونکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذات کی تعظیم مقصود ہے جو نص قطعی سے ثابت ہے کما قال تعالی
لتعزروہ وتوقروہ اوسمین کسی مسلمان کو کلام کی گنجایش نہین - بطفیل
حضرت کے اوس شخص کی تعظیم کی ضرورت ہے جس کا نام محمد ہو جیسا کہ حدیث شریف
مین وارد ہے عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمیتم محمداً

فلا تضربوہ ولا تحرموہ رواہ البزار ترجمہ روایت ہے ابی رافع سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم کسی کا نام محمد رکھو تو اوسکو مت مارو اور مت محروم کرو انتہی۔ وعن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمیتم الولد محمدا فاکرموہ واوسعوا لہ فی المجلس ولا تقبحوا لہ وجہا خط ترجمہ روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم کسی لڑکے کا نام محمد رکھو تو اوسکی بزرگی کرو اور مجلس مین اوس کے لیے جاے کشادہ کرو اور مت کرو اوسکی مذمت اور توہین انتہی وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمیتم محمدا فلا تحنیوہ ولا تحرموہ و تقبحوہ بورک فی محمد وفی بیت فیہ محمد ومجلس فیہ محمد رواہ الدیلمی ترجمہ روایت جابرؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم کسی کا نام محمد رکھو تو اوسکو بے نصیب اور محروم مت کرو برکت دیگئی ہے محمد مین اور اوس گھر مین جسمین محمد ہو اور جس مجلس مین محمد ہو انتہی وعن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسمون محمدا ثم تسبونہ رواہ عبد بن حمید ترجمہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ نام محمد رکھتے ہو پھر اوس شخص کو گالیان دیتے ہو وعن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسمون اولادکم محمدا ثم تلعنونہم البزار ع ک ترجمہ روایت ہے انسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم اپنی اولاد کا نام محمد رکھتے ہو پھر اون پر لعنت کرتے ہو انتہی یہ پانچون روایتین کنز العمال مین ہین۔ **الحاصل** ان روایتون سے ثابت ہے کہ علاوہ نام مبارک کی بزرگی کے

جس شخص کا وہ نام رکھا جائے اوس شخص کی بزرگی اور اوس سے ادب کرنا ضرور ہوجاتا ہے۔ اب بظاہر یہ بات سمجھ مین نہین آتی کہ اوس نام والے کی بزرگی کیون کیجائے اگر نام کی توہین کا لحاظ ہے تو صرف نام لیکر بدگوئی کرنا ممنوع ہوتا تاکہ ایہام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہو جیسا کہ عمرؓ کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال نظر عمر بن الخطاب الی ابی عبد الحمید وکان اسمہ محمداً ورجل یقول لہ فعل اللہ بک وفعل وجعل یسبہ فقال عند ذلک یا ابن زید ادن منی الا اری محمداً یسب بک واللہ لاتدعی محمدا مادمت حیا وسماہ عبد الرحمن ثم ارسل الی بنی طلحۃ وہم یومئذ سبعۃ واکبرہم وسیدہم محمد بن طلحۃ فاراد ان یغیر اسمہ فقال محمد بن طلحۃ یا امیر المومنین انشدک اللہ ان سمانی محمدا الا محمد فقال عمر قوموا فلا سبیل الی شیء سماہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابن سعد حم وابو نعیم فی المعرفۃ ذکرہ فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص ابی عبد الرحمن کو جنکا نام محمد تھا سخت سست کہہ رہا ہے اونکو اپنے نزدیک بلایا اور فرمایا کہ مین دیکھتا ہون کہ محمد تمہاری وجہ سے گالیان دیے جاتے ہین قسم ہے خدا تعالی کی آج سے تم بنام محمد کبھی نہ پکارے جاؤگے اور اونکا نام عبد الرحمن رکھدیا پھر فرزندان طلحہ کو بلوائے جنمین بڑے فرزند کا نام محمد تھا اس غرض سے کہ اونکا بھی نام بدلدین محمد بن ابی طلحہ نے کہا کہ خدا کے لئے آپ یہ کیا کرتے ہو خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام محمد رکھا ہے فرمایا جب حضرت نے یہ نام رکھا ہے تو اوس کے بدلنے کی کوئی سبیل نہین اور اونکو اجازت دی اٹھنے

اگرچہ بظاہر اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد نام کا نام لیکر گالیان دے جانا ناگوار ہوا
مگر اصل واقعے سے یہ ثابت نہین ہوتا کیونکہ اوس شخص نے نام لیکر گالیان نہین دین
جسمین شائبہ توہین نام کا ہوتا اوس نے تو خطاب کرکے فعل اللہ بک وفعل
کہا تھا نہ یہ کہ فعل اللہ بمحمد وفعل اگر بالفرض اونکی حضوری کے نام لیکر یہ کہتا
تو عمر رضی اللہ عنہ بے سزا دیے اوسکو کبھی نہ چھوڑتے بہرحال عمر رضی اللہ عنہ
کبھی ملال جو ہوا اسوا اوس شخص ہی کی توہین سے ہوا اور مذکورہ احادیث سے
بھی ثابت ہے کہ اوس نام والے کی تعظیم و توقیر چاہئے کیونکہ اوسکو مجلس مین
کشادہ جگہ دینا اور محروم نہ کرنا ذات سے متعلق ہے نام سے ان امور کو کچھ
تعلق نہین۔ نہین معلوم اسقدر شرافت اوس شخص کی ذات مین کہان سے آگئی
کیونکہ کوئی ایسی چیز نہین کہ ذات مین سرایت کرجائے وہ تو ایک لفظ ہے
جو زبان پر جاری ہوتا ہے مسمی سے اوسکو کیا علاقہ پھر اس نام کی شرافت عقلاً
ثابت ہونا دشوار ہے جب خود اس نام کی شرافت ثابت نہ ہوسکے تو دوسرا شخص
اس نام کی وجہ سے کیونکر مشرف و مکرم ہوسکے گا۔ مگر چونکہ اسباب مین صراحۃً
حدیثین وارد ہوگئین تو اہل ایمان سے پھر یہ کب ہوسکتا ہے کہ ارشاد کے
مقابلہ مین عقل کی سنین ایمان تو اسی کا نام ہے کہ جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اوسکو مان لیا پھر اگر وہ مطابق عقل کے بھی ہو تو فبہا ورنہ عقل کو اوس
ارشاد کے آگے قربان کردیا۔ غرض کہ کسی چیز پر متبرک نام آنے کی وجہ سے
اوسکا مکرم ہونا شارع علیہ السلام کے ارشاد سے ثابت ہے اب نام مبارک
کی برکت کو دیکھیے وفی الحلیۃ لابی نعیم عن وہب بن منبہ قال کان رجل عصی اللہ

مائة سنة اي في بني اسرائيل ثم مات فاخذوه فالقوه في مزبلة فاوحي الله تعالى الى موسى عليه الصلوٰة والسلام ان اخرجه فصل عليه قال يارب ان بني اسرائيل شهدوا انه عصاك مائة سنة فاوحي الله اليه بهذا الا انه كان كلما نشر التورٰة ونظر الى اسم محمد صلى الله عليه وسلم قبله ووضعه على عينيه فشكرت له ذلك وغفرت له وزوجته سبعين حورا انتهي ذكره في سير الحلبي ترجمه وهب بن منبه سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص نہایت گناہگار تھا جس نے سو برس تک حق تعالی کی نافرمانی کی۔ جب اوسکا انتقال ہوا تو اوسکو لوگون نے کسی مزبلہ مین پھینکدیا جہان نجاست ڈالی جاتی تھی۔ ساتھ ہی موسی علیہ السلام پر وحی آئی کہ اوس شخص کو وہان سے نکال لاؤ اور اوسپر نماز پڑھو موسی علیہ السلام نے عرض کیا اے رب بنی اسرائیل گواہی دیتے ہین کہ وہ شخص سو برس تک تیری نافرمانی کرتا رہا۔ ارشاد ہوا یہ سچ ہے لیکن اوسکی عادت تھی کہ جب توریت کو کھولتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دیکھتا تو بوسہ دیکر اوسکو آنکھون پر رکھ لیا کرتا تھا اسلئے مین نے اوسکی شکرگزاری کی اور اوسکو بخش دیا۔ اور ستر حورین اوس کے نکاح مین دین انتہی۔ اب یہان کس کس چیز کا بیان کیا جائے اگر اون بزرگوار کی بیباکی کو دیکھئے تو موسی علیہ السلام کے سے نبی کے وقت مین عمر بھر نافرمانی کرکے ایمان سلامت لیجانا بغیر کسی تائید باطنی کے ایک امر خطرناک ہے اور اگر خوش اعتقادی کو سوچئے تو باوجود اوس ظاہری بیگانگی اور معاصی کے کبھی یہ خیال نہ کیا کہ ایسے علون کے ساتھ اس قسم کے ادب سے کیا ہوگا

اور اگر سابقہ ازلی کی طرف نظر بڑہائی جائے تو کیسا مقبول ذریعہ قایم کیا گیا
کہ سو برس کے گناہ ایک طرف رکھے رہے اور اوس سے وہ کام نکالا گیا کہ
تمام عمر کی جان فشانی سے نکلنا دشوار ہو۔ اگر اس ادب کی وقعت کا خیال
کیا جائے تو حق تعالی کو غضب مین لانیوالے عمر بہر کے اعمال پر سبقت کر کے
سب کو بخشوا لینا اوسی کا کام تھا۔ غرض کہ جب ادب کا یہ رتبہ ہو کہ گزشتہ
امت والون کو اس خوبی کے ساتھ سرفراز کرا دے تو ہم خاص غلامون کو
اوس سے کس قدر توقع رکہنا چاہئے۔ اسپر بھی اگر ہم نام مبارک کو دیکھکر
اور سنکر کبھی بوسہ نہ لین تو اتنا تو ضرور چاہئے کہ حق تعالی سے اوسکی توفیق
طلب کیا کرین۔ اگر فضل الہی شامل حال ہوا اور ہم لوگ حضرت کا نام مبارک
سنکر تقبیل کیا کرین تو انشاء اللہ تعالی برکات دارین کے مستحق ہو سکتے ہین
چونکہ یہ مسئلہ اس زمانہ مین مختلف فیہ ہو رہا ہے اسلئے کسی قدر اسمین بحث
کیجاتی ہے انشاء اللہ تعالی امید ہے کہ اہل انصاف کو اوس سے حظ وافر
نصیب ہوگا۔ تفسیر روح البیان مین قہستانی کی شرح کبیر اور محیط۔ اور قوت القلوب
وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ جب موذن اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے تو سننے والے
کو مستحب ہے کہ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہے اور دوسرے بار مین
انگوٹھون کے ناخن آنکھون پر رکھے اور قرۃ عینی یا رسول اللہ کہکر یہ دعا
پڑہے اللہم متعنی بالسمع والبصر۔ اور محیط مین لکھا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک موذن سے سنکر انگوٹھون کے
ناخن اپنے آنکھون پر رکھے اور مضمرات مین لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام جب

جنت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے مشتاق ہوئے حق تعالے
نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کو اونکے دونون ابہام کے
ناخنون مین جلوہ کر فرمایا اونہون نے اوسپر بوسہ دیکر اپنی آنکھون پر ملا
پس یہ سنت اونکی اولاد مین جاری ہوئی۔ پھر جب جبرئیل علیہ السلام نے
یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا فرمایا حضرت نے جو شخص
اذان مین میرا نام سنے اور انگوٹھون پر بوسہ دیکر اپنی آنکھون پر ملے تو کبھی
اندھا نہو گا۔ پوری عبارت تفسیر روح البیان کی یہ ہے قال القہستانی
فی شرحہ الکبیر نقلا عن کنز العباد اعلم انہ یستحب ان یقال عند سماع الاولے
من الشہادۃ الثانیۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ و عند سماع الثانیۃ قرۃ
عینی بک یا رسول اللہ ثم یقال اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفر الابہامین
علی العینین فانہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون قائدا لہ الی الجنۃ انتہی (قال بعضہم
نبشت ابہامین بر چشم مالیدہ این دعا بخواند۔ اللہم متعنی الخ و در صلوت
نجمی فرمود کہ ناخن ہر دو ابہام را بر چشم نہد بطریق وضع نہ بطریق مد و در محیط
آوردہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بہ مسجد در آمد و نزدیک ستون بنشست
و صدیق رضی اللہ عنہ در برابران حضرت نشستہ بود بلال رضی اللہ عنہ
برخاست و باذان اشتغال فرمود چون گفت اشہدان محمدا رسول اللہ ابوبکر
رضی اللہ عنہ ہر دو ناخن ابہامین خود را بر ہر دو چشم خود نہادہ گفت قرۃ عینی
بک یا رسول اللہ چون بلال رضی اللہ عنہ فارغ شد حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
فرمود کہ یا ابابکر ہر کہ بکند چنین کہ تو کردی خدا بیامرزد گناہان جدید و قدیم

اورا اگر بعد بوده باشد وگر بخطا وحضرت شیخ امام ابوطالب محمد بن علی المکی
رفع اللہ درجتہ در قوت القلوب روایت کردہ از ابن عیینہ رحمہ اللہ کہ حضرت
پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بمسجد در آمد در دہۂ محرم و بعد از ان کہ نماز جمعہ
ادا فرمودہ بود نزدیک اسطوانہ قرار گرفت و ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بظہر
ابہامین چشم خود را مسح کرد و گفت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ و چون بلال
رضی اللہ عنہ را از اذان فراغتی روئے نمود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمودہ کہ اے ابابکر ہر کہ بگوید انچہ تو گفتی از روے شوق بلقاے من
وبکند انچہ تو کردی خداے در گذارد گناہان ویرا انچہ باشد نو و کہن خطا و
عمد نہان و آشکارا و من درخواستگیم جرایم ویرا و در مضمرات برین وجہ
نقل کردہ۔ وفی قصص الانبیاء وغیرہا ان آدم علیہ السلام اشتاق الی لقاء
محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ ہو من صلبک
ویظہر فی آخر الزمان فسأل لقاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین کان فی الجنۃ
فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ فجعل اللہ النور المحمدی فی اصبعہ المسبحۃ من یدہ الیمنی
فسبح ذلک النور فلذلک سمیت تلک الاصبع مسبحۃ کما فی الروض الفائق
او اظہر اللہ تعالیٰ جمال حبیبہ فی صفاء ظفری ابہامیہ مثل المرآۃ فقبل آدم
ظفری ابہامیہ ومسح علی عینیہ فصار اصلا لذریتہ فلما اخبر جبریل النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بہذہ القصۃ قال علیہ السلام من سمع اسمی فی الاذان فقبل
ظفری ابہامیہ ومسح علی عینیہ لم یعم ابدا قال الامام السخاوی فی المقاصد الحسنۃ
ان ہذا الحدیث لم یصح فی المرفوع والمرفوع من الحدیث ہو ما اخبر الصحابی عن

قول رسول اللہ علیہ السلام و فی شرح الیمانی و یکرہ تقبیل الظفرین و وضعہا علی
العینین لانہ یرد فیہ حدیث و الذی فیہ لیس بصحیح انتہی ۔ یقول الفقیر قد صح
عن العلماء تجویزہ الاخذ بالحدیث الضعیف فی العملیات فیکون الحدیث المذکور
غیر مرفوع لا یستلزم ترک العمل بمضمونہ و قد اصاب القہستانی فی القول باستحبابہ
و کفانا کلام الامام المکی فی کتابہ خانہ قد شہد الشیخ السہروردی رح فی
عوارف المعارف بوفور علمہ و کثرۃ حفظہ و قوۃ حالہ و قبل جمیع اوردہ فی کتابہ
قوت القلوب و للہ درار باب الحال فی بیان الحق و ترک الجدال انتہی
اور امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مقاصد حسنہ میں لکھا ہے حدیث مسح العینین
بباطن انملتی السبابتین بعد تقبیلہما عند سماع قول المؤذن اشہد ان محمداً
رسول اللہ مع قولہ اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ رضیت باللہ ربا و بالاسلام
دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا ذکرہ الدیلمی فی الفردوس من حدیث
ابی بکر الصدیق انہ لما سمع قول المؤذن اشہد ان محمداً رسول اللہ قال ہذا و
قبل باطن الانملتین السبابتین و مسح عینیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم من فعل
مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی و لا یصح و کذا ما اوردہ ابو العباس
احمد بن ابی بکر الرداد الیمانی المتصوف فی کتابہ موجبات الرحمۃ و عزائم المغفرۃ
بسند فیہ مجاہیل مع انقطاعہ عن الخضر علیہ السلام انہ من قال حین یسمع
المؤذن یقول اشہد ان محمدا رسول اللہ مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبد اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ثم یقبل ابہامیہ و یجعلہما علی عینیہ لم یرمد ابدا ثم روی
بسند فیہ من لم اعرفہ عن اخیہ الفقیہ محمد بن البابا فیما حکی عن نفسہ انہ ہبت

بريح فوقعت منه حصاة في عينه واعياه خروجها والمته اشد الالم وانه لما سمع
المؤذن يقول اشهد ان محمدا رسول الله قال ذلك فخرجت الحصاة من فوره
قال الرداد وهذا يسير في جنب فضائل الرسول صلى الله عليه وسلم وحكى
الشمس محمد بن صالح المدني اماما وخطيبها في تاريخه عن المجد احد القدماء
من المصريين انه سمعه يقول من صلى على النبي صلى الله عليه وسلم اذا سمع
ذكره في الاذان وجمع اصبعيه المسبحة والابهام وقبلهما ومسح بهما عينيه
لم يرمد ابدا قال ابن صالح وسمعت ذلك ايضا من الفقيه محمد بن الزرندي
عن بعض شيوخ العراق او العجم - انه يقول عند ما يمسح عينيه صلى الله عليك
يا سيدي يا رسول الله يا حبيب قلبي ويا نور بصري ويا قرة عيني وقال لي
كل منهما منذ فعلته لم ترمد عيني قال ابن صالح وانا ولله الحمد والشكر منذ سمعته
منهما استعملته فلم ترمد عيني وارجوان عافيتهما تدوم واني اسلم من العمى انشاء الله
قال وروى عن الفقيه محمد بن سعيد الخولاني قال اخبرني الفقيه العالم ابو الحسن
علي بن محمد بن حديد الحسيني اخبرني الفقيه الزاهد البلالي عن الحسن عليه السلام
انه قال من قال حين يسمع المؤذن يقول اشهد ان محمداً رسول الله مرحبا بحبيبي
وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم ويقبل ابهاميه ويجعلهما على
عينيه لم يعم ولم يرمد وقال الطاوسي انه سمع من الشمس محمد بن ابي نصر البخاري
خواجه حديث من قبل عند سماعه من المؤذن كلمة الشهادة ظفري ابهاميه ومسهما
على عينيه وقال عند المس اللهم احفظ حدقتي ونورهما ببركة حدقتي محمد رسول الله
صلى الله عليه وسلم ونورهما لم يعم ولا يصح في المرفوع من كل هذا شئ انتهى

ترجمہ روایت کی دیلمی رح نے فردوس مین کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
موذن سے اشہدان محمداً رسول اللہ سنتے تو کہتے اشہدان محمداً عبدہ ورسولہ
رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا اور بوسہ دیتے
کلمہ کی انگلیون کے باطن پر اور ملتے اونکو اپنی آنکھون پر اور کہا اونہون
نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی کرے جیسا کہ کیا
خلیل نے میرے تو ثابت ہوگی اوس کے لئے شفاعت میری - لیکن یہ حدیث
درجہ صحت کو نہین پہونچی اور ایسا ہی وہ روایت جسکو ابو العباس احمد
بن ابی بکر الرداد الیمانی نے کتاب موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ مین خضر
علیہ السلام سے ذکر کیا ہے کہ جو شخص موذن سے اشہدان محمداً رسول اللہ
سنکر مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے پہر بوسہ دے
انگوٹھون پر اپنے اور رکھے اونکو آنکھون پر تو اوسکی آنکھون مین رمد کی بیماری
کبھی نہوگی - اس حدیث کی روایت مین بعض مجاہیل ہین اور انقطاع بھی ہے
پہر روایت کی ابو العباس رح نے اپنے بھائی فقیہ محمد بن البابا سے کہ ایکبار
سخت ہوا چلی جس سے ایک کنکری اون کی آنکھ مین گری بہتیرا اوسکو نکالا
نہ نکلی اور شدت سے آنکھ مین درد ہونے لگا جب موذن سے اشہدان محمداً
رسول اللہ سنا حدیث مذکور پر عمل کیا فوراً آنکھ سے کنکری نکل پڑی رداد
کہتے ہین کہ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضیلتون کے مقابلہ مین
بہت کم ہے - اور شمس محمد بن صالح مدنی اپنی تاریخ مین مجد رح سے جو قدمای
مصر مین سے ہین حکایت کرتے ہین کہ جو شخص نام مبارک آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کا اذان مین سنکر درود پڑہے اور انگشتان شہادت اور انگوٹھونکو جمع کرکے اون پر بوسہ دے پہر ملے دونون آنکہون پر تو مرض رمد مین کبھی مبتلا نہوگا۔ ابن صالح مذکور کہتے ہین کہ فقیہ محمد بن الزندی سے بھی مینے ایساہی سنا ہے لیکن وہ روایت کرتے تھے بعض شیوخ عراق سے کہ آنکہون پر انگوٹھے ملنے کے وقت کہتے تھے یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیب قلبی و یا نور بصری و یا قرۃ عینی ابن صالح کہتے ہین کہ وہ دونون شیخ کہتے تھے کہ جب سے ہم نے یہ شروع کیا ہے کبھی ہمین آشوب چشم نہوا اور الحمدللہ جب سے مین نے سنا ہے میرا بھی عمل اوسپر جاری ہے اور مجھے بھی کبھی آشوب چشم نہوا۔ **الحاصل** دین مین ادب کی نہایت ضرورت ہے۔ اور جب کسی کی طبیعت مین گستاخی اور بے ادبی ہو ضرور ہے کہ تدین مین اسکے کچھ نہ کچھ علت ہوگی۔ سبب اسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب شیطان نے آدم علیہ السلام کے مقابلہ مین گستاخانہ انا خیر منہ کہا اور ابد الاباد کے لئے مردود بارگاہ کبریائی ٹھیرا اوسیوقت سے آدمیون کی عداوت اوس کے دل مین جمی اور اونکی خرابی کے درپے ہوا کما قال ولاغوینہم اجمعین انواع اقسام کی تدابیر سوچین مگر اس غرض کو پوری کرنے مین اوس سے بہتر کونسی تدبیر ہوسکتی تھی جس کا تجربہ خود اوسی کی ذات پر ہوچکا تھا۔ یعنے دعوی انانیت اور ہمسری بزرگان دین۔ جب دیکھا کہ گستاخی اور بے ادبی کو مردود بنانے مین نہایت درجہ کا اثر اور کمال ہے اس لئے ان انتم الا بشر مثلنا کی عام تعلیم شروع کردی چنانچہ ہر زمانہ کے کفار انبیا علیہم السلام

کے مقابلہ مین بھی کہا گئے اب اس کلام کو دیکھئے تو اسمین بھی وہی بات ہے
جو انا خیر منہ مین تھی - اور اگر کسی قدر فرق ہے تو وہ بھی بیموقع نہین کیونکہ
تابع و متبوع کی ہمتون مین اتنا فرق ضرور ہے جس پر تفاوت درجات و درکات
مرتب ہو - غرض کہ انبیا علیہم السلام نے ہزار ہا معجزے دکہائے مگر کفار
کے دلون مین اونکی عظمت اوس نے جمنے نہ دی پہر جن لوگون نے اونکی
عظمت کو مان لیا اور مسلمان ہوے اون سے کسی قدر اوسکو مایوسی ہوئی
کیونکہ اون سے تو وہ بیباکی نہین ہوسکتی تھی جو کفار سے ظہور مین آئی -
یہان اس فکر کی ضرورت ہوئی کہ کوئی ایسی چیز دکہائی جاے جو دین مین بھی
محمود ہو آخر یہ سوجہا کہ راست گوئی کے پردہ مین یہ مطلب حاصل ہوسکتا ہے
بس یہان سے دروازہ بے ادبی کا کہولدیا - اب کیسی ہی ناشایستہ
بات کیون نہو اس لباس مین آراستہ کرکے احمقون کے فہم مین ڈالدیتا ہے
اور کچھ ایسا بے وقوت بنادیتا ہے کہ راست گوئی کی دہن مین نہ اونکو کسی
بزرگ کی حرمت و توقیر کا خیال رہتا ہے نہ اپنے انجام کا اندیشہ چنانچہ کسی
بیوقوف نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ جو یہ مال بانٹتے
ہین اوسمین عدل و انصاف کیجئے چنانچہ بخاری شریف مین ہے عن ابی
سعید الخدری رضی اللہ عنہ انہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہو یقسم قسما اذ اتاہ ذو الخویصرۃ وہو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللہ
اعدل فقال ویلک ومن یعدل اذا لم اعدل قد خبت و خسرت ان لم
اکن اعدل فقال عمر یا رسول اللہ ائذن لی فیہ فاضرب عنقہ فقال دعہ

فان له اصحابا یحقر احدکم صلوته مع صلوتهم وصیامه مع صیامهم یقرؤن القران
لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة ینظر الی نصله
فلا یوجد فیه شیء ثم ینظر الی رصافه فلا یوجد فیه شیء ثم ینظر الی نضیه وهو قدحه
فلا یوجد فیه شیء ثم ینظر الی قذذه فلا یوجد فیه شیء قد سبق الفرث والدم آیتهم
رجل اسود احدی عضدیه مثل ثدی المرأة او مثل البضعة تدردر ویخرجون
حین فرقة من الناس قال ابو سعید فاشهد انی سمعت هذا الحدیث من رسول الله
صلی الله علیه وسلم واشهد ان علی ابن ابی طالب قاتلهم وانا معه فامر بذلک
الرجل فالتمس فاتی به حتی نظرت الیه علی نعت النبی صلی الله علیه وسلم الذی نعته

ترجمہ روایت ہے ابو سعید خدریؓ سے کہ ایکبار ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے اور حضرت کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ
ذوالخویصرہ آیا جو قبیلہ بنی تمیم سے تھا اور کہا یا رسول اللہ عدل کیجیے حضرت نے
فرمایا تیری خرابی ہو جب مین ہی عدل نہ کرون تو پھر کون کریگا اور جب
مین نے عدل نکیا تو تو محروم اور بے نصیب ہو گیا۔ عمرؓ نے عرض کی
یا رسول اللہ حکم دیجیے کہ اسکی گردن مارون۔ فرمایا جانے دو۔ اوسکے
رفقا ایسے لوگ ہین کہ اونکی نماز اور روزون کے مقابلہ مین تم لوگ اپنی نماز
و روزون کو حقیر سمجھوگے۔ وہ قرآن پڑہین گے لاکن اون کے گلے کے
نیچے نہ اتریگا وہ دین سے ایسے نکل جائین گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے
کہ باوجودیکہ اوس جانور کے پیٹ کی آلائش و خون مین سے پار ہوتا ہے
مگر نہ اوس کے پیکان مین کچھ لگا ہوتا ہے۔ نہ اوس کے بندن مین جس سے

پیکان باندھا جاتا ہے۔ نہ لکڑی مین نہ پر مین۔ نشانی اونکی یہ ہے کہ اونمین ایک شخص سیہ فام ہوگا جسکی ایک بازو مثل عورت کی پستان کے یا مثل گوشت پارہ کے حرکت کرتی ہوگی۔ وہ لوگ اوسوقت نکلین گے۔ جب لوگون مین تفرقہ ہوگا۔ ابو سعیدؓ کہتے ہین کہ مین گواہی دیتا ہون کہ اس حدیث کو مینے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور یہ بھی گواہی دیتا ہون کہ علی کرم اللہ وجہہ نے اون لوگون کو قتل کیا اور مین بھی علیؓ کے ساتھ تھا انہون نے بعد فتح کے حکم کیا کہ اوس شخص کی تلاش کیجاے جسکی خبر حضرت نے دی تھی چنانچہ جب اوسکی لاش لائی گئی دیکھا مین کہ جتنی نشانیان اوسکی حضرت نے کہی تھین سب اوسمین موجود تھین انتہی ملخصاً الحاصل شیطان نے اوس احمق کے ذہن مین یہی جمایا کہ عدل بیشک عمدہ شی ہے اگر صاف صاف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس بارہ مین کہدیا جاے تو کیا مضایقہ۔ اوس بیوقوف نے یہ نہ خیال کیا کہ بات تو چھوٹی ہے مگر بہ نسبت شان نبوی کتنی بڑی بے ادبی ہوگی اور انجام اوسکا کیا ہوگا چنانچہ اسی بے ادبی پر واجب القتل ہوگیا تھا مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور تھا کہ علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے اپنے تمام ہم مشربون کے ساتھ مارا جاے اسلیے باوجود عمرؓ کی درخواست کے اوسوقت اغماض فرمایا چنانچہ اس حدیث سے ظاہر ہے عن حبیط بن شریط قال لما فرغ من قتال اہل النہروان قال قلبوا القتلی فقلبناہم حتی خرج فی آخرہم رجل اسود علی کتفہ مثل حلمۃ الثدی فقال علی اللہ اکبر واللہ ما کذبت ولا کذبت کنت مع النبی

صلی اللہ علیہ وسلم وقد قسم فیئا فجاء رجل فقال یا محمد اعدل فواللہ ما عدلت منذ الیوم
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثکلتک امک ومن یعدل علیک اذا لم اعدل
فقال عمر بن الخطاب یا رسول اللہ الا اقتلہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لا دعہ فان لہ من یقتلہ فقال صدق اللہ خط کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت
ہے بنیط ابن شریط سے کہ جب فارغ ہوے علیؓ اہل نہروان کے قتل سے
کہا کشتون مین اوس شخص کو تلاش کرو جب تینے خوب وہونڈا تو سب کے
آخر مین ایک شخص سیہ فام نکلا جسکی شانہ پر ایک گوشت پارہ مثل پستان
کے تھا یہ دیکھتے ہی علیؓ نے کہا اللہ اکبر قسم ہے خدا کی نہ مجھے جھوٹی خبر
دیگئی نہ مین اوسکا مرتکب ہوا ایک بار ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
تھے اور حضرت غنیمت کا مال تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا اے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم عدل کیجیے کہ آج آپنے عدل نہین کیا حضرت نے فرمایا
تیری ماں تجھپر رووے جب مین عدل نہ کرون تو پہر کون عدل کریگا عمرؓ نے
عرض کی یا رسول اللہ کیا اسکو قتل نکرون فرمایا نہین چھوڑ دو اسکو قتل
کرنیوالے کوئی اور شخص ہین۔ علیؓ نے یہ کہکر کہا صدق اللہ انتھے۔
اس حدیث سے ظاہر ہے کہ سب سے پہلے وہی شخص قتل کیا گیا اس لیے
کہ اوسکی لاش سب لاشون کے نیچے تھی۔ اب دیکھئے کہ اوس ایک گستاخی
نے اوس شخص کو کہان پہونچا دیا اور وہ کثرت عبادت اور ریاضت اوسکی
کس کام پر آئی جسکی تصریح اس حدیث مین ہے عن ابی برزۃ قال اتی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدنانیر فجعل یقسمہا وعندہ رجل اسود مطموم

الشعر علیہ ثوبان ابیضان بین عینیہ اثر السجود وکان یتعرض لرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فلم یعطہ فاتاہ فعرض من قبل وجہہ فلم یعطہ واتاہ من قبل یمینہ فلم یعطہ شیئاً
ثم اتاہ من قبل شمالہ فلم یعطہ شیئاً ثم اتاہ من خلفہ فلم یعطہ شیئاً فقال یا محمد ما عدلت
منذ الیوم فی القسمۃ فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبا شدیداً ثم قال
واللہ لاتجدون احداً اعدل علیکم منی ثلاث مرات ثم قال تخرج علیکم رجال من
قبل المشرق کان ہذا منہم ہکذا یقرؤن القران لایجاوز تراقیہم یمرقون من الدین
کما یمرق السہم من الرمیۃ ثم لایعودون الیہ ووضع یدہ علی صدرہ سیماہم التحلیق
لایزالون یخرجون آخرہم مع المسیح الدجال فاذا رایتموہم فاقتلوہم ثلثا ہلم
شر الخلق والخلیقۃ یقولہا ثلثا حم ن وابن جریر طب ک کذا فی کنز العمال۔

ترجمہ روایت ہے ابی برزہؓ سے کہ کہین سے دینار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آگئے تھے اوسکو تقسیم فرمانا شروع کیا اور حضرت کے پاس ایک شخص
سیہ فام تھا سر کے بال کترایا ہوا اور سفید کپڑے پہنا ہوا جس کے دونون
آنکھون کے بیچ مین اثر سجدہ کا نمایان تھا چاہتا تھا کہ حضرت کچھ عنایت فرمادین
مگر کچھ ندیا۔ روبرو آکر سوال کیا کچھ عنایت نہ فرمایا واہنے طرف سے آکر
سوال کیا جب بھی کچھ نہ ملا بائین طرف سے آکر مانگا کچھ نہ ملا پیچھے سے آکر
سوال کیا جب بھی کچھ نپایا کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آج آپنے تقسیم
مین عدل نکیا حضرت اس بات سے نہایت خفا ہوے اور شدت غضب
مین تین بار فرمایا خدا کی قسم مجھ سے زیادہ عدل کرنیوالا تم کسی کو نہ پاوٴگے
پہر فرمایا یہ اون لوگون سے ہے جو تم پر مشرق کے طرف سے نکلین گے وہ قرآن

پڑہین گے لیکن وہ اونکے گلون سے نیچے نہ اتریگا وہ دین سے ایسے نکل جاینگے جیسا کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے پہر نہ لوٹین گے دین کی طرف اور حضرت نے دست مبارک سینہ پر رکہکر فرمایا نشانی اونکی یہ ہے کہ سر کے بال منڈوایا کرینگے ۔ ہمیشہ وہ لوگ نکلتے رہین گے یہان تک کہ آخر دجال کے ساتہ ہونگے پہر تین بار فرمایا کہ جب تم اونکو دیکہو تو قتل کرڈالو وہ لوگ تمام مخلوقات سے بدتر ہین یہ جملہ تین بار فرمایا روایت کیا اسکو امام احمد اور نسائی اور ابن جریر اور طبرانی اور حاکم نے انتہی اس حدیث سے ظاہر ہے کہ وہ شخص نہایت عابد تہا کہ کثرت صلوۃ سے پیشانی مین اوس کے گہٹا پڑ گیا تہا ۔ غرض کہ ان احادیث مین تامل کرنیکے بعد ہر شخص معلوم کر سکتا ہے کہ باوجود کثرت عبادت اور ریاضت شاقہ کے وہ شخص اور اوس کے ہم خیال ہو واجب القتل اور بدترین مخلوقات ٹہیرے وجہ اوسکی سوائے بے ادبی اور گستاخ طبعی کے اور کوئی نہ نکلے گی ۔ اب اوس قوم کا حال سنئے جسکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس بے ادب کے اصحاب فرمایا ہے ۔ ابن اثیر رح نے تاریخ کامل مین لکہا ہے کہ ابتدا اس گروہ یعنے خوارج کی یہ ہوئی کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور معاویہؓ مین بہت سی لڑائیان ہوئین طرفین سے ہزارہا صحابہ اور تابعین شہید ہوئے آخر یہ ٹہیرا کہ دونون طرف سے دو شخص معتمد قرار پائین جو موافق کتاب وسنت کے کوئی ایسی تدبیر نکالین کہ لڑائی موقوف ہو اور باہمی جہگڑے مٹ جائین چنانچہ علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ابوموسی عبد اللہ بن قیسؓ اور معاویہؓ کی طرف سے عمرو بن عاصؓ مقرر

ہوے اور طرفین سے عہدنامہ لکہا گیا۔ پہر اشعث بن قیس اوس کاغذ کو لیکر ہر
قبیلہ مین سنانا اور اوسکا اشتہار دینا شروع کیا جب قبیلہ بنی تمیم مین پہونچی
عروہ بن اویہ تمیمی نے سنکر کہا کہ اللہ کے امر مین آدمیون کو حکم بناتے ہین
سوائے اللہ تعالی کے کوئی حکم نہین کر سکتا یہ کہکر اشعث بن قیس کے سواری
کے جانور کو تلوار ماری اور اسپر سخت جہگڑا ہوا جب علیؑ کو یہ خبر پہونچی
فرمایا بات تو سچی ہے مگر مقصود اوس سے باطل ہے۔ اگر وہ لوگ سکوت کرین
تو ہم اون پر مصیبت ڈالین گے اور اگر گفتگو کرین تو اون پر دلیل قایم کرینگے
اور اگر مقابل ہون تو ہم اون سے لڑینگے یہ سنتے ہی یزید بن عاصم محاربی
اٹھ کہڑا ہوا اور خطبہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے حمد اللہ تعالی کو سزاوار ہے
جس سے ہم مستغنی نہین ہو سکتے یا اللہ پناہ مانگتے ہین ہم تجہ سے کہ اپنے دین
مین دنارت اور کم ہمتی کو عمل مین لاوین کیونکہ اوسمین مداہنت ہے اللہ
کے امر مین اور ذلت ہے جو اللہ تعالی کے غصہ کی طرف لیجاتی ہے۔ ای علیؑ
کیا ڈراتے ہو تم ہمکو قتل سے آگاہ رہو قسم ہے اللہ کی مین امید رکہتا ہون
کہ مارینگے ہم تمکو تلوار اونکی دہار سے تب تم جانوگے کہ ہم مین سے کون مستحق
عذاب ہے پہر وہ اور اوسکے بھائی نکلے اور خوارج کے ساتھ مل گئے اسطرح
روز بروز جمعیت اونکی بڑہتی چلی ایک روز سب عبداللہ بن وہب راسبی
کے گہر مین جمع ہوے اور اوس نے خطبہ پڑھا جسمین دنیا کی بے ثباتی اور
خواہش دنیا کی خرابیان اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت
بیان کی۔ پہر کہا کہ اس شہر کے لوگ ظالم ہین ہمین ضرور ہے کہ پہاڑون یا

دوسرے شہرون کے طرف نکل جائین تاکہ ان گمراہ کرنیوالی بدعتون سے
ہمارا انکار ثابت ہوجائے - اوس کے بعد حرقوص ابن زہیر کھڑا ہوا اور
خطبہ پڑہا کہ لوگو متاع اس دنیا کی بہت تھوڑی ہے اور جدائی اس سے
قریب ہے - کہین زینت اور تازگی اوسکی تمہین اوسی مین مقام کرنے پر
آمادہ نہ کرے اور طلب حق اور انکار ظلم سے نہ پہیرے اور یہ آیت پڑہی
اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ یعنے اللہ تعالے
متقیون کے ساتھ ہے - اس خطبہ کے بعد حمزہ ابن سنان اسدی نے کہا اے
قوم رای وہی ہے جو تم نے سونچی ہے مگر اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک
شخص مقرر ہو جو متولی تمامی امور کا ہوسکے سب نے زید بن حصین طائی پر
اتفاق کیا مگر اوس نے امارت کو قبول نہ کیا - پہر حرقوص ابن زہیر سبکی
رائے قرار پائی اوس نے بھی انکار کیا اسی طرح حمزہ بن سنان اور شریح
ابن اوفی عبسی نے بھی انکار کیا - پہر سب نے عبداللہ بن وہب کی طرف
رجوع کیا جب اوس نے دیکہا کہ کوئی قبول ہی نہین کرتا بمجبوری قبول کیا
اور کہا خدا کی قسم مجھے اس امارت کے قبول کرنے مین مطلقاً خواہش دنیوی نہین
اور نہ موت سے خوف ہے کہ اوس سے باز رہون غرض کہ مین نے صرف
اللہ کے واسطے قبول کیا ہے اگر اسمین مرجاؤن تو کچھ پروا نہین - پہر سب
شریح ابن اوفی عبسی کے گہر جمع ہوے - اوس مجلس مین ابن وہب نے
کہا اب کوئی شہر ایسا دیکہنا چاہئے کہ ہم سب اوسی مین جمع ہون اور اللہ تعالے
کا حکم جاری کرین کیونکہ اہل حق اب تمہین لوگ ہو سب نے بالاتفاق نہروان کو

پسند کیا اور روانہ ہو گئے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اونکو نامہ لکھا جسکا
ترجمہ یہ ہے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ طرف سے عبد اللہ علی امیر المومنین کے
زید بن حصین اور عبد اللہ بن وہب اور اون کے اتباع کو معلوم ہو کہ وہ
دو حکم جن کے فیصلہ پر ہم راضی ہوے تھے اونہون نے کتاب اللہ کے خلاف
کیا اور بغیر اللہ کی ہدایت کے اپنی خواہشون کی پیروی کی۔ جب اونہون نے
قرآن و سنت پر عمل نہین کیا تو اللہ اور اللہ کے رسول اور سب اہل ایمان
اون سے بری ہو گئے۔ تم لوگ اس خط کو دیکھتے ہی ہماری طرف چلے آؤ
تاکہ ہم اپنے اور تمہارے دشمن کی طرف نکلین اور اب ہم اپنی اوسی پہلی
بات پر ہین انتہی۔ اس نامہ کے جواب مین اونہون نے علی رضی اللہ عنہ کو لکھا
کہ اب تمہارا غضب خدا کے واسطے نہین ہے اسمین نفسانیت شریک ہے۔
اب بھی اگر اپنے کفر پر گواہی دیتے ہو اور نئے سرے سے توبہ کرتے ہو تو
دیکھا جائے گا ورنہ ہم نے تمکو دور کر دیا کیونکہ اللہ تعالی خیانت کرنیوالونکو
دوست نہین رکھتا انتہی۔ اب دیکھئے کہ وہ لوگ کیسے بڑے موحد تھے کہ جنکے
نزدیک آدمی کو حکم بنانا شرک تھا اور بدعت سے اونہین کس قدر تنفر تھا کہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہر کو اس خیال سے کہ بدعتیون کا شہر ہے چھوڑ دیا
اور دنیا کی بے ثباتی اور زہد و تقوی کی ترغیب و تحریص۔ اور امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کا اہتمام۔ اور امارت کے قبول کرنے مین ہر ایک کا عذر
و حیلہ وغیرہ وغیرہ یہ سب امور ایسے ہین کہ جو شخص سنے کمال دینداری اوس
گروہ کے گواہی دینے کو مستعد ہو جائے۔ اس سے بڑھکر کیا ہو کہ خود صحابہ کو

اونکی حقانیت کا دھوکا ہوتا تھا جیساکہ جندبؓ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے

عن جندب قال لما فارقت الخوارج عليا خرج في طلبهم وخرجنا معه فانتهينا الى عسكر القوم فاذا لهم دوي كدوي النحل من قراءة القرآن واذا فيهم اصحاب النقبات واصحاب البرانس فلما رايتهم دخلني من ذلك شدة فتنحيت فركزت رمحي ونزلت عن فرسي ووضعت برنسي فنشرت عليه درعي واخذت بمقود فرسي فقمت اصلي الى رمحي وانا اقول في صلاتي اللهم ان كان قتال هولاء القوم لك طاعة فاذن لي فيه وان كان معصية فارني برائتك فانا كذلك اذ اقبل علي بن ابي طالب ع على بغلة رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما جاء الى قال تعوذ بالله يا جندب من شر السخط فجئت اسعى اليه ونزل فقام يصلي اذ اقبل رجل فقال يا امير المومنين الك حاجة في القوم قال وما ذاك قال قطعوا النهر فذهبوا قال ما قطعوه قال سبحان الله ثم جاء آخر فقال قطعوا النهر فذهبوا قال ما قطعوه قال سبحان الله ثم جاء آخر فقال قد قطعوا النهر فذهبوا قال علي ما قطعوه ثم جاء آخر فقال قطعوا النهر فذهبوا فقال علي ما قطعوه ولا يقطعوه وليقتلن دونه عهد من الله ورسوله ثم ركب فقال لي يا جندب اما انا فابعث اليهم رجلا يقرا المصحف يدعوا الى كتاب ربهم وسنة نبيهم فلا يقبل علينا بوجهه حتى يرشقوه بالنبل يا جندب اما انه لا يقتل منا عشرة ولا ينجو منهم عشرة ثم قال من ياخذ هذا المصحف فيمشي به الى هولاء القوم فيدعوهم الى كتاب الله وسنة نبيهم وهو مقتول وله الجنة فلم يجبه الا شاب من بني عامر بن صعصعة فقال له علي خذ هذا المصحف اما انك مقتول ولست مقبلا علينا بوجهك حتى يرشقوك بالنبل فخرج

الشاب بالمصحف الی القوام فلما دنا منہم حیث یسمعوا قاموا ونشبوا القتی قبل ان یرجع فرماہ انسان فاقبل علینا بوجہ فقعد فقال علی دونکم القوم قال جندب فقتلت بکفی ہذہ ثمانیۃ قبل ان اصلی الظہر وما قتل منا عشرۃ ولا نجا منہم عشرۃ کما قال طس

کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے جندبؓ سے کہ جب خوارج علیحدہ ہو گئے علی رضی اللہ عنہ اونکی تلاش مین نکلے اور ہم بھی ساتھ تھے جب ہم اون کے لشکر کے قریب پہونچے تو ایک شور قرآن شریف پڑہنے کا سنا گیا اور حالت اونکی یہ کہ تہجد پڑہے ہوے اور ٹوپیان اوڑہے ہوے یعنے کمال درجے زاہد وعابد نظر آتے تھے اونکا یہ حال دیکھنے سے تو اونکا قتال مجہپر نہایت شاق ہوا اور ایک طرف نیزہ گاڑ کر ٹوپی اور زرہ اوسپر لگا دیا۔ اور گہوڑے سے اتر کر نیزہ کی طرف نماز پڑہنا شروع کیا۔ اور اوسمین یہ دعا تھی کہ الہی اگر اس قوم کا قتل کرنا تیری طاعت ہے تو مجھے اجازت مل جائے اور اگر معصیت ہے تو مجھے اس رائے پر اطلاع ہو ہنوز اس سے فارغ ہوا نہ تھا کہ علی رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا اے جندب شر نارضامندی سے پناہ مانگو مین یہ سنتے ہی اونکی طرف دوڑا اور وہ اتر کر نماز پڑہنے لگے اتنے مین ایک شخص آیا اور کہا یا امیر المومنین کیا آپ کو اون لوگون سے کچھ حاجت ہے فرمایا کیا بات کہا وہ سب نہر سے پار ہو گئے یعنی اب اونکا تعقب مشکل ہے فرمایا پار نہین ہوے اسنے کہا سبحان اللہ پہر دوسرا شخص آیا اور کہا کہ وہ لوگ نہر کے پار اتر گئے فرمایا نہین کہا سبحان اللہ پہر تیسرا شخص آیا ویسا ہی کہا اور وہی جواب پایا پہر چوتھا شخص آیا اور وہی کہا فرمایا نہ وہ پار اترے اور نہ اترینگے اسیطرف قتل کئے جائینگے۔ خدا ورسول کی طرف سے یہ بات

ٹھیری ہوئی ہے - پہر سوار ہوے اور فرمایا اے جندب مین ایک شخص اونکی طرف
بھیجتا ہون جو قران پڑہکے اونکو اون کے رب کی کتاب اور اون کے نبی کی
سنت کی طرف بلائے دیکھ لینا کہ وہ شخص ہماری طرف متوجہ ہونے نپایے گا
کہ اوسکو تیرون سے مارلین گے - اے جندب ہم مین سے دس شخص نہ مارے
جائینگے اور اونمین سے دس آدمی نہ بچین گے - پہر فرمایا کوئی ہی کہ یہ مصحف
اوس قوم کی طرف لیجائے اور اونکو اللہ تعالی کی کتاب اور اونکے نبی کی
سنت کی طرف بلائے اور مارا جائے پہر اوس کے لئے جنت ہو - کسی نے
جواب ندیا سوائے ایک جوان کے جو بنی عامر سے تھا فرمایا کہ یہ مصحف لیجا
اور تم لوٹ کر نہ آؤگے - وہ جوان قرآن لیکر اونکی طرف روانہ ہوا جب
ایسے موقع پر پہونچا کہ اوسکی آواز اون تک پہونچنے لگی وہ لوگ کہڑے ہوگئے
اور تیر مارنا شروع کیا - قبل اسکے کہ وہ لوٹے ایک شخص کا تیر اوسکے لگا
وہ جوان تیر کے لگتے ہی ہمارے لشکر کی طرف منہ کیا اور بیٹھ گیا - اوسوقت
علی کرم اللہ وجہہ نے حکم دیا کہ اب اس قوم کو لو - جندبؓ کہتے ہین کہ مین نے
قبل نماز ظہر اس ہاتھ سے آٹھ آدمیونکو قتل کیا اور جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ
نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ ہمارے دس آدمی شہید نہ ہوے اور اونکے
دس آدمی نہ بچے روایت کیا اسکو طبرانی نے انتہی دیکھیے جندب رضی اللہ عنہ
پر اون کے زہد و عبادت کا کس قدر اثر پڑا کہ اونکے ساتھ جنگ
کرنے مین اونکو تردد ہوگیا تھا - اگر وہ تمام پیشین گوئیان علی کرم اللہ وجہہ
کی وقوع مین نہ آتین معلوم نہین کہ ملال اوسکا کیونکر رفع ہوتا - باوجود اسکے

قتل کے بعد پھر اونکے حالات کا سب کو خیال آیا اور یہ فکر ہوئی کہ کہین بہترین مردم ہمارے ہاتھ سے قتل نہوئے ہون اور اس فکر نے یہانتک اثر ڈالا کہ سب کے سب رونے لگے کما فی کنز العمال عن طارق بن زیاد قال خرجنا مع علی الی الخوارج فقتلهم قال اطلبوا فان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ سیخرج قوم یتکلمون بکلمۃ الحق لایجاوز حلوقہم یخرجون من الحق کما یخرج السہم من الرمیۃ سیماہم ان فیہم رجلاً اسود مخدج فی یدہ شعرات اسود فانظروا ان کان ہو نقد قتلتم شر الناس وان لم یکن فقد قتلتم خیر الناس فبکینا فقال اطلبوا فطلبنا فوجدنا المخدج فخررنا سجودا و خر علی معنا الدورقی وابن جریر

ترجمہ روایت ہے طارق بن زیاد سے کہ نکلے ہم علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ خوارج کی طرف اور اونکو قتل کیا پھر علی رضؓ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ ایک قوم نکلے گی جنکی بات حق ہوگی لیکن اون کے حلق سے نیچے وہ بات نہ اترے گی نکل جائینگے وہ لوگ حق سے جیسا کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ علامت اونکی یہ ہے کہ اونمین ایک شخص سیہ فام ہوگا جس کا ہاتھ ناقص اور اوسپر سیاہ بال ہونگے۔ اوسکو ڈھونڈو اگر وہ شخص انمین ہے تو سمجھ جاؤ کہ تم نے سب آدمیون سے بدتر لوگونکو مارا اور اگر وہ نہ ملا تو سمجھو کہ سب سے اچھے لوگون کو تم نے قتل کیا یہ سنکر سخت پریشانی ہوئی اور سب رونے لگے فرمایا ڈھونڈو تو سہی جب خوب تلاش کی گئی تو اوس شخص کی لاش مل گئی تمام اہل لشکر ماری خوشی کے سجدہ شکر مین گرے اور علی رضؓ نے بھی ہمارے ساتھ سجدہ شکر بجالایا انتہی

اب خیال کرنا چاہئے کہ اوس قوم کا تقوی اور ورع اور عبادت و زہد کسقدر چڑہا ہوا تھا کہ بعد قتل کے ان حضرات کو اسقدر خوف ہوا ورنہ یہی حضرات لشکر معاویہؓ کو برابر قتل کرتے رہے جنمین ہزارہا صحابہ و تابعین شریک تھے پہر کسی روایت مین یہ نہین دیکہا گیا کہ اونکے قتل مین ایسے متردد ہوے ہون اس قوم کی عبادت کا یہ حال تھا کہ عبد اللہ بن عباسؓ کے سے شخص کہتے ہین کہ ایسے زاہد و عابد مین نے کبھی نہین دیکھے جیسا کہ اس حدیث مین مصرح ہی جسکو امام نسائیؒ رح نے خصایص علی کرم اللہ وجہہ مین اور حاکم نے مستدرک مین روایت کیا ہے عن ابی زمیل سماک الحنفی قال حدثنا عبد اللہ بن عباس قال لما خرجت الحروریۃ واجتمعوا فی دارہم ستۃ الاف اتیت علیا علیہ السلام فقلت یا امیر المومنین ابرد الظہر لعلی آتی ہولاء القوم فاکلمہم قال انی اخاف علیک قلت کلا قال فخرجت الیہم ولبست احسن مایکون من حلل الیمن قال ابو زمیل کان ابن عباس جمیلا جہیرا قال ابن عباس فاتیتہم وہم مجتمعون فی دارہم قائلون فسلمت علیہم فقالوا مرحبا بک یا ابن عباس فما ہذہ الحلۃ قال قلت ما تعیبون علی لقد رایت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن مایکون من الحلل ونزل قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق قالوا فما حالک قلت اتیتکم من عند صحابۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المہاجرین والانصار لابلغکم مایقولون وتخبرون بما تقولون فعلیہم نزل القرآن وہم اعلم بما یوحی منکم وفیہم انزل ولیس فیکم منہم احد فقال بعضہم لاتخاصموا قریشا فان اللہ تعالی یقول ہم قوم خصمون قال ابن عباس

واتيت قوماً لم ارقوماً قط اشد اجتهاداً منهم منهمة وجوههم من السهر كان ايديهم
وركبهم تثنى عليهم فمص من حضر فقال بعضهم لنكلمنه ولننظرن ما يقول قلت اخبروني
ماذا نقمتم على ابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم وصهره والمهاجرين والانصار
قالوا ثلاثاً قلت ما هن قالوا اما احداهن فان حكم الرجال في امر الله تعالے
وقال الله تعالى ان الحكم الا لله وما للرجال وما للحكم فقلت هذه واحدة واما
الاخرة فانه قاتل ولم يسب ولم يغنم فلئن كان الذي قاتل كفاراً لقد حل سبيهم
وغنيمتهم ولئن كانوا مومنين ما حل قتالهم قلت هذه ثنتان فما الثالثة قالوا انه
محى نفسه من امير المومنين فهو امير الكافرين قلت اعندكم سوى هذا قالوا حسبنا
هذا فقلت لهم ارايتم ان قرأت عليكم من كتاب الله ومن سنة نبيه صلى الله
عليه وسلم ما يرد به قولكم اترضون قالوا نعم فقلت لهم اما قولكم حكم الرجال في
امر الله تعالى فانا اقرأ عليكم ما قد رد حكمه الى الرجال في ثمن ربع درهم في ارنب
ونحوها من الصيد فقال- يا ايها الذين آمنوا لا تقتلوا الصيد وانتم حرم
الى قوله تعالى يحكم به ذوا العدل منكم فنشدتكم بالله احكم الرجال في ارنب
ونحوها من الصيد افضل ام حكمهم في دمائهم وصلاح ذات بينهم وان تعلموا ان الله تعالى
لو شاء لحكم ولم يصير ذلك الى الرجال وفي المرأة وزوجها قال الله عزوجل
وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكماً من اهله وحكماً من اهلها ان يريدا اصلاحاً
يوفق الله بينهما فجعل الله تعالى حكم الرجال سنة ماضية- اخرجت من هذه قالوا
نعم قلت واما قولكم قاتل ولم يسب ولم يغنم اتسبون امكم عائشة رضي الله عنها
ثم تستحلون منها ما يستحل من غيرها فلئن فعلتم فقد كفرتم وهي امكم وان قلتم ليست

بامنا لقد کفرتم ان اللہ تعالی یقول النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ
امہاتہم فانتم تدورون بین ضلالتین ایہما صرتم الیہا صرتم الی ضلالۃ
فنظر بعضہم الی البعض قلت اخرجت من ہذہ قالوا نعم قلت اما قولکم محی آ
من امیر المومنین فانا انبئکم بمن ترضون واراکم قد سمعتم ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ کاتب سہیل بن عمرو وابا سفیان بن حرب فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لامیر المومنین اکتب یا علی ہذا ما اصطلح علیہ
محمد رسول اللہ فقال المشرکون لا واللہ ما نعلم انک رسول اللہ لو نعلم انک
رسول اللہ ما قاتلناک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم انک تعلم
انی رسول اللہ اکتب یا علی ہذا ما اصطلح علیہ محمد بن عبد اللہ فواللہ رسول اللہ
خیر من علی وما اخرجہ من النبوۃ حین محی نفسہ قال عبد اللہ بن عباس فرجع
من القوم الفان وقتل سائرہم علی ضلالۃ انتہی قال الحاکم ہذا حدیث صحیح
علی شرط مسلم ترجمہ روایت ہے ابو زمیل سماک حنفی سے کہ ابن عباس رع
نے کہا کہ جب نکلے حروریہ اور جمع ہوے چھ ہزار شخص اپنے مقام مین
مین علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر کہا کہ یا امیر المومنین نماز ظہر مین کسی قدر
توقف کیجئے مین چاہتا ہون کہ اس قوم مین جاؤن اور اون سے کچھ گفتگو
کرون۔ فرمایا مین ڈرتا ہون کہ تمہین کہین ضرر نہ پہونچاین مین نے کہا
کچھ خوف نہ کیجئے پہر مین عمدہ حلہ یمنی پہنکر نکلا۔ ابو زمیل کہتے ہین کہ ابن عباس رع
رضی اللہ عنہ بہت خوبصورت اور بلند آواز تھے۔ ابن عباس رع کہتے ہین
کہ مین اوس قوم مین گیا جہان وہ سب جمع تھے اور اونپر سلام کیا انھون نے

اوس کے جواب مین کہا مرحبا اے ابن عباس اور یہ حلہ کیسا مین نے کہا مجہپر
کیا عیب دہرتے ہو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مین نے عمدہ سے عمدہ
حلہ دیکہا ہے اور یہ آیت قرآن شریف مین موجود ہے قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ
الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ یعنے کہئے اے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کون حرام کیا اللہ کی زینت کو جو پیدا کی اپنے بندون کے لئے۔
پہر مین نے کہا کہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے پاس سے جنمین مہاجرین
و انصار موجود ہین اسغرض سے آیا ہون کہ تمہین اونکے اقوال پہونچادون
وہ لوگ وہ ہین جنپر قرآن نازل ہوا اور وہ تم سے زیادہ وحی کو جانتے ہین
انہین کے معاملات مین قرآن نازل ہوا ہے اور اونمین سے تم مین کوئی
نہین ہے۔ جب اونہون نے یہ سنا تو بعضون نے کہا کہ قریش سے مباحثہ
مت کرو کیونکہ حق تعالی اونکی شان مین فرماتا ہے هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ یعنے وہ
لوگ جہگڑنیوالے ہین ابن عباسؓ کہتے ہین کہ مین ایسی قوم مین گیا کہ عبادت مین
کوشش کرنیوالے ان سے زیادہ کسی کو نہین دیکہا تہا۔ چہرے اون کے
زیادہ جگنے سے سوکہے ہاتہ پانون ٹیڑہے ٹیڑہے سفید کپڑے پہنے ہوے
غرض بعضون نے مباحثہ سے انکار کیا اور بعضون نے کہا کہ ہم مباحثہ کرتے ہین
دیکہین کہ وہ کیا جواب دیتے ہین۔ مین نے کہا یہ تو بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم اور داماد مین اور مہاجرین و انصار مین
تم نے کیا عیب دیکہا ہے کہا تین عیب مین نے کہا وہ کیا۔ کہا ایک تو یہ کہ
اونہون نے اللہ کے کام مین لوگون کو حکم بنایا حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ یعنے نہین ہے حکم مگر اللہ کے لیے آدمی کو حکم سے کیا علاقہ
کہا دوسرا یہ کہ اونہون نے جنگ کیا پہر نہ اون لوگون کو قید کیا نہ اونکا مال لوٹا
اگر وہ لوگ کافر تھے تو اونکا مال حلال اور غنیمت تھا اور اگر مسلمان تھے
تو اون کے ساتھ لڑنا ہی درست نتھا۔ کہا ہین دو ہوے تیسری بات کیا ہے
کہا اونہون نے اپنے نام سے لفظ امیر المومنین کو مٹا دیا تو اب وہ
امیر الکافرین ہین۔ مین نے کہا اس کے سوائے بھی کچھ اور الزامات ہین۔
کہا یہی بس ہین۔ مینے کہا اگر ان اعتراضات کے جواب مین قرآن کی
آیتین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثین پڑہ ہون تو کیا تم راضی ہوگے
کہا ہان۔ مین نے کہا کہ تم جو کہتے ہو کہ اللہ تعالی کے امر مین اونہون نے
آدمیون کو حکم بنایا سو یہ آیت سنو کہ حق تعالی نے ربع درہم کے معاملہ کو
آدمیون کی راے پر رکہا یعنے محرم اگر خرگوش برابر جانور کو شکار کرے تو
اوسکی جزا مین جسکا اندازہ ربع درہم ہوگا دو شخص عدل کے حکم کی ضرورت
ہے کما قال تعالی یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ
اِلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی یَحْکُمُ بِہٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ اب مین قسم دیکر تم سے پوچھتا ہون
کہ آدمیون کا حکم ہونا خرگوش کے باب مین افضل ہے یا مسلمانون کے خون
اور اون کے اصلاح کے معاملہ مین۔ اور تم جانتے ہو کہ اگر اللہ تعالی چاہتا
تو اس معاملہ مین خود ہی حکم فرما دیتا۔ اور اسی طرح عورت اور مرد کے مقدمہ مین
حکم بنانے کی اجازت اس آیہ شریفہ سے ثابت ہے قال تعالی وَاِنْ خِفْتُمْ
شِقَاقَ بَیْنِہِمَا فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَہْلِہٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَہْلِہَا اِنْ یُّرِیْدَا

اِصۡلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰہُ بَیۡنَہُمَا اس سے معلوم ہوا کہ آدمیونکو حکم بنانا سنت جاریہ ہے۔ کیا اس اعتراض کا جواب ہو گیا۔ کہا ہان۔ پھر مین نے کہا تم جو کہتے ہو کہ اونہون جنگ کیا مگر کسی کو قیدی نہ بنایا۔ اور نہ غنیمت لی سو مین پوچھتا ہون کیا تم اپنی مان عایشہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنا لوگے اور اون سے حلال سمجھوگے جو اور ون سے حلال سمجھتے ہو اگر اسکے قائل ہوے تو کافر ہوگئے کیونکہ وہ تمہاری مان ہین۔ اور اگر تم نے کہا کہ مان نہین ہین تب بھی کافر ہوگئے کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے اَلنَّبِیُّ اَوۡلیٰ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَاَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّهٰتُهُمۡ اس صورت مین تم دو گمرہیون مین سرگردان رہوگے جسکو اختیار کیا گمراہ ہوے۔ یہ سنتے ہی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ مین کیا اس اعتراض کا بھی جواب ہو گیا۔ کہا ہان۔ پھر مینے کہا تم کہتے ہو کہ لفظ امیر المومنین کو مٹا دیا سو مین اونکے حال سے خبر دیتا ہون۔ جس سے تم راضی ہو جاؤگے اور مین خیال کرتا ہون کہ تم نے بھی سنا ہوگا کہ جب حدیبیہ کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن عمرو اور ابو سفیان بن حرب کے ساتھ مصالحت کی او صلحنامہ امیر المومنین کے ہاتھ لکھوایا۔ فرمایا اے علی لکھو ہذا ما اصطلح علیہ محمد رسول اللہ ان لوگون نے کہا یہ نہوگا وہ نہین جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہین ورنہ جنگ ہی نہ کرتے۔ حضرت نے فرمایا یا اللہ تو جانتا ہے کہ مین رسول اللہ ہون لکھو اے علی

ہذا ما اصطلح علیہ محمد بن عبد اللہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہتر ہین علی سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم لفظ رسول اللہ کو مٹانے سے رسالت

سے ہرگز نہین نکلے۔ عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہین کہ یہ تقریر سنکر دو ہزار شخص دن
نے توبہ کی اور باقی اسی گمراہی پر مارے گئے انتہےٰ اس حدیث سے اونکے
عبادات اور خیالات کا حال معلوم ہوا اور احتیاط کا یہ حال تھا کہ بات
بات پر قرآن وحدیث سے دلیل طلب کیجاتی تھی اور رائے سے بالکل
احتراز تھا جیساکہ اس حدیث سے ظاہر ہے عن علی بن ابی ربیعۃ قال سمعت علیا
علی المنبر واتاہ رجل فقال یا امیر المومنین مالی اراک تستحل الناس استحلال الرجل
ابلہ ابعہد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او شیئا رایتہ قال واللہ ما کذبت
ولا کذبت ولا ضللت ولا ضل بی بل عہد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عہدہ الی وقد خاب من افتری عہد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اقاتل
الناکثین والقاسطین والمارقین البزاع کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت
ہے علی ابن ربیعہ سے کہ علی کرم اللہ وجہہ منبر پر خطبہ پڑہ رہے تھے کہ ایک
شخص آیا اور کہا اے امیر المومنین مین دیکھ رہا ہون کہ آپ آدمیونکی
خونریزی ایسی حلال سمجھہ رہے ہین جیسے کوئی اپنے اونٹون کو ذبح کرتا ہے
کیا کوئی وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس باب مین آپکو ہوئی ہے
یا آپ اپنی رائے سے یہ کام کرتے ہو فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ نہ مین جھوٹ کہا
نہ مجھکو جھوٹی خبر دیگئی اور نہ گمراہ ہوا نہ گمراہ کیا گیا اور بے نصیب ہی جو
افترا کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو وصیت کی کہ جو لوگ عہد شکنی کرین
اور حق بات سے عدول کرین اور خروج کرین تو اونکے ساتھ جنگ کرون انتھے
اسی طرح دوسری روایت مین وارد ہے عن الحسن قال لما قدم علے البصرۃ

فی امر طلحۃ و اصحابہ قام عبد اللہ بن الکوا و ابن عباد فقالا یا امیر المومنین
اخبرنا عن مسیرک ہذا اوصیۃ اوصاک بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ام عہد عہدہ ام رای رأیتہ الحدیث رواہ ابن راہویہ وصحح کذا فی کنز العمال

ترجمہ روایت ہے حسن بصری رح سے کہ جب علی کرم اللہ وجہہ طلحہ رضی اللہ اور اون کے اصحاب کے بارہ مین بصرہ کو تشریف لاے عبد اللہ بن کوا اور ابن عباد کھڑے ہوے اور کہا کہ اے امیر المومنین خبر دیجیے کہ یہ آپ کا جانا کیسا ہے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے یا اقرار لیا ہے یا صرف آپکی رائے ہے انتہے مقصود یہ کہ اگر رائے ہو تو ہم اتباع نہ کرینگے۔ ان لوگون کو رائے سے کچھ ایسا احتراز تھا کہ اوسکو بالکل بیکار ہی کر دیا تھا اسی وجہ سے بھانجے اور بھتیجیون کی لڑکیون کے ساتھ نکاح جایز رکھے تھے اسلئے کہ قرآن شریف مین صرف لڑکیون اور بھانجی بھتیجیون کی حرمت کا ذکر ہے اونکی اولاد کا ذکر نہین۔ یہ بات عبد الکریم شہرستانی نے ملل و نحل مین لکھی ہے اور قرآن شریف پر عمل کرنے مین اونکو اسقدر غلو تھا کہ جب تک نص قطعی سے کوئی بات ثابت نہو کسی کی نہ مانین یہانتک کہ زانی کے رجم کے قائل نہ تھے اور نہ اوس حد قذف کے قائل تھے جو محصن مرد کو کوئی گالی دے اسلئے کہ ان دونون مسئلون کا حکم صرف حدیث سے ثابت ہے صراحۃً قرآن شریف مین مذکور نہین کذا فی الملل والنحل۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ بات بات پر قرآن سے دلیل طلب کرنے مین تنگ ہو کر

ایکبار قرآن منگوایا اور کہنے لگے اے قرآن ان لوگون سے تو ہی بات کر
کما ورد عن عبد اللہ بن عیاض بن عمرو الفارسی قال جاء عبد اللہ
بن شداد فدخل علی عائشۃ ونحن عندہا جلوس مرجعہ من العراق لیالی قتل
علیؓ فقالت لہ یا عبد اللہ بن شداد ہل انت صادق عما اسالک عنہ حدثنی
عن ہولاء القوم الذین قتلہم علی قال ان علیا لما کاتب معاویۃ وحکم
الحکمین علیہ خرج علیہ ثمانیۃ الاف من قراء الناس فنزلوا ارضا یقال لہا
حروراء من جانب الکوفۃ وانہم عتبوا علیہ فقالوا انسلخت من قمیص البسکہ اللہ
واسم سماک اللہ بہ ثم انطلقت فحکمت فی دین اللہ ولا حکم الا اللہ فلما بلغ
علیا ما عتبوا علیہ وفارقوہ امر موذنا فاذن لا یدخل علی امیر المومنین
الا رجل قد حمل القرآن فلما ان امتلات الدار من قراء الناس دعا
بمصحف امام عظیم فوضعہ بین یدیہ فجعل یصکہ بیدہ ویقول ایہا المصحف
حدث الناس فقالوا یا امیر المومنین ما تسال عنہ فانما ہو مداد فی ورق
ونحن نتکلم بما روینا عنہ فما ترید قال اصحابکم ہولاء الذین خرجوا بینی و
بینہم کتاب اللہ الحدیث حم والعدنی ع ک کرص کذا فی کنز العمال

ترجمہ روایت ہے عبد اللہ بن عیاض سے کہ ایکبار عبد اللہ بن شداد
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ہم لوگ بیٹھے ہوے تھے
عائشہؓ نے اونسے پوچھین اے عبد اللہ سچ بتاؤ کہ علی رضی اللہ عنہ نے
جن لوگون کو قتل کیا اونکا حال کیا تھا کہا جب علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما
نے صلحنامہ لکھا اور دو شخصونکو حکم قرار دیا آٹھ ہزار قاری قرآن علحدہ

ہوگئے اور حروراءین جو ایک مقام ہے کوفہ کے گرد و نواح مین جا ٹھہرے اور
علیؑ پر الزام لگایا کہ جو قمیص اللہ نے تمھین پہنایا تھا اوسکو تمنے نکال دیا
اور جو لقب کہ اللہ کی طرف سے تمھین ملا تھا اوسکو تمنے مٹا دیا اور اپنے ہاتھ
سے آپ معزول ہوگئے۔ اور اللہ کے دین مین تم نے حکم بنایا حالانکہ حکم خاص
اللہ کے لئے ہے علیؑ نے یہ سنکر اعلان دیا کہ جو شخص امیر المومنین کے پاس آوے
قرآن ساتھ لیتے آئے جب دار الحکومت قاریون سے بھر گیا مصحف امام کو
منگوا کر روبرو رکہا اور اوسکو مار مار کر کہنے لگے اے مصحف ان لوگون سے
بات کر اونھون نے کہا اے امیر المومنین ہم قرآن سے نہین پوچھنے وہ تو
سیاہی ہے کاغذ دن مین ہم اوسمین کلام کرتے ہین جو ہم سے بیان کیا گیا ہے
آپ چاہتے کیا ہین۔ فرمایا یہ لوگ تمہارے ساتھ والے جو علیحدہ ہوگئے ہین
اون کے اور میرے بیچ مین کتاب اللہ ہے روایت کیا اسکو امام احمد اور
عدنی اور ابو یعلی اور حاکم اور ابن عساکر نے انتہی قیاس کرنا چاہئے اون
لوگون نے دلائل پوچھ پوچھ کر علیؑ کو کس قدر دق کیا ہوگا کہ یہ حرکت اونسے
صادر ہوئی۔ اور تنزیہ جناب باری مین اون لوگون کو اس بلا کا اعتیاط تھا
کہ سورۂ یوسف کو قرآن شریف سے اس لحاظ سے خارج کر دیا کہ خدائے تعالی کی
شان سے بعید ہے کہ عشق کا قصہ بیان کرے۔ اور عمل مین اونکو اسقدر
اہتمام تھا کہ مرتکب کبیرہ کو کافر اور مخلد فی النار اور صغیرہ پر اصرار کرنیوالونکو
مشرک کہتے تھے صاحب ملل و نحل نے اون کا قول نقل کیا ہے کہ نماز کو
ترک کرنیوالا کافر ہے نہ اسوجہ سے کہ نماز کو ترک کیا بلکہ اسوجہ سے کہ حق تعالے

کو نہین جانا کیونکہ اگر جانتا اور اعتقاد رکھتا کہ حق تعالی تمام احوال پر مطلع
اور طاعت پر جزا اور معصیت پر سزا دینے والا ہے تو اس گناہ پر جرأت
نہ کرتا اس جرأت سے معلوم ہوا کہ اوس نے جانا ہی نہین اور اگر جانتا ہے
تو تکلیف کی کچھ پروا نکی۔ اس باب مین تارک صلوۃ اور ہر مرتکب کبیرہ کا
ہونے مین برابر ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابلیس صرف کبیرہ کے مرتکب
ہونے سے کافر ہوا کہ باوجود حکم کے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا ورنہ
اوسکی توحید مین کسی قسم کا شک نہین اور یہ بھی اعتقاد ہے کہ اجنبی عورت
کو دیکھ لینا یا جھوٹی جھوٹ کہنا صغیرہ ہے اور جب اوسپر اصرار ہو تو شرک
ہو جاتا ہے۔ خیال کرنے کی جائے ہے کہ جن لوگون نے یہ اصول مان لئے ہونگے
اون کے اعمال کا کیا حال ہوگا۔ جتنے ذریعے نجات کے آدمی خیال کرسکتا ہے
وہان سب منقطع ہین۔ دوزخ ہر وقت پیش نظر ہے کہ جہان امر الہی کے
امتثال مین سستی ہوئی یا کوئی حرام فعل صادر ہو گیا قطعا دوزخی بن گئے۔
اب نہ کسی کی شفاعت سے کام چلتا ہے نہ خدائے تعالی کی رحمت کی امید ہے
کیونکہ کفار کا رحمت الہی سے مایوس ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اس خیال
شبانہ روزی نے اون کے چہرون پر کیسا رنگ خشوع جمایا ہوگا۔ اور
اعضا پر کیسی کیفیت انکسار طاری ہوگی۔ اسی وجہ سے ابن عباسؓ نے
کہا کہ اونکی سی حالت کسی قوم کی مین نے نہین دیکھی۔ اور ظاہر بھی یہی ہے
اسلئے کہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے اور خدائے تعالی
کی رحمت کے قائل تھے اور جانتے تھے کہ صرف عمل سے کبھی نجات نہین

ملسکتی پہر اون حضرات پر اونکی سی مصیبت ہی کیون آتی جو ویسی حالت بنتی۔
غرض کہ توحید عبادت زہد تقوی وغیرہ وغیرہ امور جن کا حال بتفصیل معلوم ہوا
ان لوگون مین نہایت درجہ بڑے ہوئے تھے۔ اگر یہ لوگ علی رضی اللہ عنہ
کے مقابلہ مین نہوتے تو بادی النظر مین اولیاء اللہ سمجھے جاتے اور اونکے
مخالف کو معلوم نہین لوگ کیا سمجھتے۔ مگر الحمد للہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
کارروائیون اور احادیث صحیحہ کی تصریحات سے تمامی اہل اسلام پر اون کی
غلطی کہل گئی اور بے دین اور دوزخی ہونا اونکا ثابت ہوگیا۔ اب دیکہنا چاہیے
کہ وہ کونسی بات تھی جس نے باوجود اون اوصاف کمال کے اون پر بیدینی کا
حکم ثابت کردیا اصل منشا اگر دیکہا جائے تو صرف بیباکی اور بے ادبی اون کی
پیش نظر ہو جائے گی جس سے پہلی خرابی یہ ہوئی کہ بزرگان دین کی عظمت
نہونے کی وجہ سے طبیعت مین تقلید کی صلاحیت نہ رہی اور ہمسری کا دعوی
کرکے خود مجتہد بن بیٹھے۔ حضرت علیؓ کے قول کا جب اونکے نزدیک کچھ
اعتبار نتھا اور ہر بات مین اونسے دلیل طلب کرتے تو اور کسی بزرگ کے
قول کو وہ کب مانتے تھے حالانکہ علیؓ کا قول وفعل خود واجب القبول اور
بجائے خود دلیل تھا۔ آخر یہی ترک تقلید جسکو اونہون نے تحقیق سمجہا تھا
عین مادہ گمرہی ہوا۔ دیکھ لیجیے جب مسئلہ حکم اون کے سمجھ مین نہ آیا اور راہ مین
تقلید بھی نکی حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر شرک وکفر کا الزام لگا دیا اور خود
کافر بنے نعوذ باللہ من ذلک اس سے بڑہکر اور کیا گستاخی اور بے ادبی
ہوگی کہ کیسے کیسے جلیل القدر صحابہ کی اونہون نے تکفیر کی جس کا حال معلوم ہوگا

اور مخبر صادق کی بشارتون کا کچھ خیال نہ کیا۔ ملل ونحل مین لکھا ہے کہ زیاد بن
امیہ نے عروہ ابن ادبیہ سے جو خارجی تھا پوچھا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما
کا کیا حال تھا کہا اچھے تھے پھر عثمان رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا کہا ابتدا
مین چھ سال تک اونکو مین بہت دوست رکھتا تھا پھر جب اونہون نے
نئی نئی باتین اور بدعتین شروع کین انسے علیحدہ ہوگیا اسلئے کہ وہ آخر مین
نعوذ باللہ کافر ہوگئے تھے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا کہا وہ بھی اوائل
مین اچھے تھے جب حکم بنایا نعوذ باللہ کافر ہوگئے اسلئے اُنسے بھی علیحدہ ہوگیا
پھر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا اونکو ایک سخت گالی دی پھر زیاد بن
امیہ نے اپنا حال پوچھا کہا تمہارا اول حال زنیت تھا اور آخر کزندگی اور
دونون حالتون کے بیچ مین تم اپنے رب کے نافرمان ہو۔ زیاد نے اوسکی گردن
مارنے کا حکم دیا اور اوس کے غلام کو بلا کر کہا کہ اسکا مختصر سا حال بیان کر۔
کہا جب مین اس کے پاس کھانا لیجاتا یا بچھونا کرنے کو جاتا غرض ہر حال مین یہی
اعتقاد اور اجتہاد اسکا دیکھتا تھا۔ لکھا ہے کہ طلحہ زبیر عائشہؓ عبداللہ بن
زبیر اور تمام اہل اسلام جو اون کے ساتھ تھے رضی اللہ عنہم اجمعین
سبکی تکفیر کیا کرتے اور سب کو مخلد فی النار کہتے تھے نعوذ باللہ من ذلک او۔
اونکا یہ بھی قول تھا کہ جایز ہے کہ حق تعالی ایک ایسا نبی بھیجے کہ بعد نبوت
کے کافر ہوجائے یا قبل نبوت کے کافر رہا ہو اور اونکا یہ بھی عقیدہ تھا
کہ حق تعالی عجم مین ایک نبی ملت صابیہ سے پیدا کریگا اور اوسپر ایک کتاب
وقت واحد مین نازل ہوگی جو آسمان پر لکھی جاچکی ہے اور وہ محمد مصطفے

صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو چھوڑ دیگا۔ ملل ونحل مین سوائے اسکے اور
کئی اعتقاد اونکے نقل کئے ہین بخوف تطویل اسی پر اکتفا کیا گیا۔ اس سے
ظاہر ہے کہ کسر شان نبوت بھی اونکو مقصود تھی چنانچہ اس حدیث سے یہ بھی
بات معلوم ہوتی ہے جو مصنف ابن ابی شیبہ مین ہے۔ عن ابی یحیی قال سمع
رجلا من الخوارج وھو یصلی صلوۃ الفجر یقول ولقد اوحی الیک والی الذین من
قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین قال فترک سورۃ التی
کان فیھا قال وقرأ واصبر ان وعد اللہ حق ولا یستخفنک الذین لا یوقنون
روایت ہے ابی یحیی سے کہ ایک خارجی صبح کی نماز مین یہ آیت پڑھی
وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ یعنے آپ کی طرف اور اگلے نبیون کی طرف یہ وحی
کی گئی کہ اگر شرک کروگے تم تو تمھارے عمل اکارتھ ہوجائینگے اور ہوگے
تم نقصان پانیوالون سے انتہی پھر اوس سورے کو چھوڑکر دوسرے
سورہ کی یہ آیت پڑھی فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ الآیۃ یعنے صبر کرو یقینا
اللہ کا وعدہ سچا ہے اور نہ ہلکا کرین آپ کو وہ لوگ جو یقین نہین کرتے
اس قسم کی آیتین چن چن کے پڑھنے سے مقصود اوس شخص کا یہی معلوم ہوتا
ہے کہ عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لوگون کے دلون سے کم ہوجائے
کیونکہ اگر اوسکو قرات ہی مقصود ہوتی تو مرتب آیتین پڑھتا راوی کو بھی
حیرت ہوئی پھر وہ سمجھ گئے کہ یہ بات مسلمان سے ہو نہین سکتی بعد تحقیق کے
پہلے تصریح اس امر کی کردی کہ وہ شخص خارجی تھا پھر وہ قصہ بیان کیا اگر اوس
شخص کی برائی بیان کرنا راوی کو مقصود نہوتا تو اس قصہ کے بیانکی کوئی

ضرورت نتھی اسلیئے کہ قرآن ہر شخص نماز مین پڑہتا ہے۔ ان تمام احادیث وغیرہ سے اس قوم کا طریقہ اور طرز رفتار معلوم ہوگیا کہ جب انہی سمجھ کے کوئی بات خلاف پائے اوسپر اعتراض کر بیٹھتے اور ادب کو پاس آنے نہ دیتے۔ توحید کی حفاظت اور شرک و بدعت کے مٹانے کو اپنا فرض منصبی ٹھہرایا تھا۔ پھر اس ٹٹی کے آڑ مین ہزارہا مسلمانون کی تکفیر کر دی جو آیتین کفار کی شان مین نازل ہوین مسلمانون کو اونکا مصداق بنا یا جیسا کہ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ کو جو کفار قریش کی شان مین ہے صحابہ کے مقابل پڑہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کی آیتین ڈہونڈا کرتے وغیر ذلک الحاصل گستاخیون اور بے ادبیون مین وہ لوگ ہر زمانہ کے بے ادبون کے پیشوا اور مقتدا تھے۔ جس مسئلہ و مقام مین انہون نے کچھ کلام کیا اونکے پیرو دن مین وہ مسئلہ معرکۃ الآرا بنا جیسا کہ انشاء اللہ تعالی قریب معلوم ہوگا۔ پھر ان بے دینیون پر اونکو وثوق تھا کہ اپنے مخالفون کو کافر اور اون کے مال کو غنیمت سمجھتے تھے کما فی الملل والنحل ظاہر اس بات پر وہ لوگ دلیل بھی رکہتے تھے کہ نہ اونکا سا کوئی عابد و زاہد اوسوقت تھا نہ صاف صاف کہنے والا دینی امور مین کسی کی رورعایت نہین خواہ ولی ہو یا صحابی یا نبی جہان خلاف بات دیکھی فوراً کہدیا۔ ہر چند یہ دلیل ظاہرا قوی معلوم ہوتی ہے مگر انجام کار کے معلوم ہونے سے ہمین تو یقین ہوگیا کہ واقع مین وہ دلیل بالکل باطل اور سیدہی دوزخ مین لیجانیوالی تھی۔ اب اونکے انجام کار کا حال سنئے مصنف ابن ابی شیبہ مین ہے عن سعید بن جمہان

قال کانت الخوارج قد دعونی حتی کدت ان ادخل فیہم فرأیت اخت ابی بلال فی المنام
کانہا رأت ابا بلال قالت فقلت یا اخی ماشانک قال فقال جعلنا بعدکم کلاب
اہل النار۔ روایت ہی سعید بن جمہان سے وہ کہتے ہین کہ خوارج مجہے اپنے طرف
بلاتے اور ترغیب دیتے تھے یہانتک کہ قریب تھا کہ مین اون مین مل جاؤن
ایک رات ابی بلال کی بہن کو خواب مین دیکہا کہ وہ کہہ رہی ہین کہ مین نے
اپنے بھائی کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے کہا کہ ہم لوگ
تمہارے بعد دوزخ کے کتے بنائے گئے انتہے۔ یہ خواب تصدیق اوس حدیث
حدیث شریف کی ہی جو کنز العمال مین ہی عن ابی غالب قال کنت فی مسجد دمشق فجاؤا
بسبعین راسا من رأس الحروریۃ فنصبت علی درج المسجد فجاء ابوامامۃ فنظر
الیہم فقال کلاب جہنم شر قتلی قتلوا تحت ظل السماء ومن قتلوا خیر قتلی تحت
ظل السماء وبکی قال یا ابا غالب تقرأ آل عمران قلت نعم قال منہن ایات محکمات
ہن ام الکتاب واخر متشابہات فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ
ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ وقال تعالی یوم تبیض
وجوہ وتسود وجوہ فاما الذین اسودت وجوہہم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا
العذاب بما کنتم تکفرون قلت یا ابا امامۃ انی رایتک تہریق عبرتک قال
نعم رحمۃ لہم انہم کانوا من اہل الاسلام قال افترقت بنو اسرائیل علی واحدۃ
وسبعین فرقۃ وتزید ہذہ الامۃ فرقۃ واحدۃ کلہا فی النار الا السواد الاعظم
علیہم ما حملوا وعلیکم ما حملتم وان تطیعوہ تہتدوا والسمع والطاعۃ خیر من الفرقۃ
والمعصیۃ فقال لہ رجل یا ابا امامۃ من رایک تقول ہذا ام شیء سمعتہ من

من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی اذا لجری بل سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم غیر مرۃ ولا مرتین ولا ثلثۃ حتی ذکر سبعاً ش وابن جریر ترجمہ روایت
ہے ابو غالب سے کہ خارجیون کے ستر سر دمشق مین مسجد کی سیڑیون پر نصب
کئے گئے ابو امامہؓ نے اونکی طرف دیکھکر کہا کہ یہ جہنم کے کتے ہین اور بدترین
تمام روے زمین کے مقتولون سے اور اون کے قاتلون سے جو شہید ہوے
وہ تمام روے زمین کے مقتولون سے بہتر ہین پہر یہ آیتین پڑہین اور کہا کہ
جتنے فرقہ سواد اعظم کے سوا ہین سب دوزخی ہین کسی نے کہا اے ابو امامہ
یہ باتین کیا آپ اپنی راے سے کہتے ہین یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہین
کہا اگر مین اپنی راے سے ایسی باتین کہون تو مجھین بڑی جراءت ہو گی یہہ
باتین ایک دو بار نہین سنین ساتھ بار سے زیادہ سنی ہین روایت کیا اس کو
ابن شیبہ اور ابن جریر نے انتہے ملخصاً۔ اور یہی روایت بادنی اختلاف
مستدرک حاکم مین دو طریقون سے مروی ہے ایک مین اونکا کلاب النار ہونا
مصرح ہے۔ غرض کہ اوس قوم کا دوزخی بلکہ دوزخ کے کتے ہونا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے کئی بار کے ارشاد سے ثابت ہے اور تصدیق بھی اوس خواب سے
ہو گئی۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ باوجود اون فضائل کے دوزخ مین آدمی بھی
نہین کتے بنے اسکی کیا وجہ ہو گی۔ بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اونمین کتونکی
صفت غالب تھی کہ بزرگون کی شان مین زبان درازی کرنا اور ہر کسی پر
بیباکانہ حملہ کر جانا گویا اونکا شعار ہو گیا تھا۔ چونکہ یہ صفت راسخ تھی اوس
عالم مین اوسکا یہ اثر ہوا کہ صورت ظاہری بھی اسکے تابع کر دی گئی نعوذ باللہ من ذلک

اس قوم کی ایک ظاہر نکبت یہ تھی کہ جس کے دل مین اونکی محبت آئی آثار برکت
کے اوس سے جاتے رہے چنانچہ اس روایت سے ظاہر ہے عن ابی الطفیل
ان رجلا ولد لہ غلام علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدعا لہ واخذ بشرۃ جبہتہ
فقال بہا ہکذا وغمز جبہتہ ودعا لہ بالبرکۃ قال فنبتت شعرۃ فی جبہتہ کانہا ھلب
فرس فشب الغلام فلما کان زمن الخوارج احبہم فسقطت الشعر عن جبہتہ فاخذ
ابوہ یقیدہ مخافۃ ان یلحق فیہم قال فدخلنا علیہ فوعظناہ وقلنا لہ فیما نقول
الم تر ان برکۃ دعوۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم قد وقعت من جبہتک فما
زلنا بہ حتی رجع عن رایہم فرد اللہ الیہ الشعر بعد فی جبہتہ وتاب واصلح کذا
فی مصنف ابن ابی شیبہ ترجمہ روایت ہے ابو الطفیل سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک لڑکا پیدا ہوا حضرت نے اوسکو دعا دی
اور اوسکی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور دبایا - اثر اوسکا یہ ہوا کہ پیشانی پر اوسکی
خاص طور پر بال اوگے جو تمام بالون سے ممتاز تھے وہ لڑکا جوان ہوا اور
خوارج کا زمانہ پہونچا اور اون سے اوسکو محبت ہوئی ساتھ ہی وہ بال جو
دست مبارک کا اثر تھا جھڑ گئے - اوس کے باپ نے جو یہ حال دیکھا اوس کو
قید کر دیا کہ کہین اونمین مل نہ جائے ابو الطفیل کہتے ہین کہ ہم لوگ اوسکے
پاس گئے اور وعظ ونصیحت کی اور دیکھو تم جو اون لوگون کی طرف مایل ہوے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کی برکت تمہاری پیشانی سے جاتی رہی
غرض جبتک وہ شخص اونکی رائے سے رجوع نکیا ہم اوس کے پاس سے
ہٹے نہین پھر جب اونکی محبت اوسکے دل سے جاتی رہی حق تعالی نے وہی

نشانی دست مبارک کی اوسکی پیشانی مین پہر پیدا کردی - پہر تو اوس نے بالکلیہ
اونکے عقاید سے توبہ کی اور اچھی حالت پر ہوگیا انتہی اس حدیث سے کئی
امور مستنبط اور ثابت ہوتے ہین - ایک یہ کہ جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا دست مبارک لگ گیا اوس مقام کو ہمیشہ کے لئے ایک خصوصیت اور برکت
حاصل ہوگئی پہر کبہی تو حق تعالی نے اوس کے آثار ظاہر بہی فرما دیا اور اگر
کبہی ظاہر نفرمایا تو اوس مقام مین برکت تو ضرور رکہی - اسی وجہ سے بخاری شریف
وغیرہ کتب صحاح سے ثابت ہے کہ ابن عمرؓ وغیرہ صحابہ حضرت کے ماثر کو تلاش
کرنے مین نہایت اہتمام کیا کرتے تھے - انشاء اللہ تعالی کسی مقام مین یہ بحث
بہی مفصل آجائیگی - دوسرا یہ کہ اون آثار کے ظہور کیلئے وہ مقامات خاص کئے
جاتے تھے جو برگزیدہ ہون پہر جہان کسی قسم کی اونمین خرابی آگئی وہ آثار
اور صلاحیت وہان سے جاتی رہی تا کہ طالبان حق کو اوس سے عبرت حاصل ہو
تیسرا یہ کہ اون آثار کے اثر کے لئے بہی وہی لوگ خاص کئے جاتے تھے جو اہل حق
ہون یعنے اوس برکت قابل اہل ایمان ہی ہوا کرتے تھے اہل باطل کو اوسطرف
توجہ نہ تہی - چوتھا یہ کہ جسکو حضرت نے براہ شفقت دست مبارک لگادیا عقاید
باطلہ کا اثر اوس کے دل مین ہونے نپایا دیکہ لیجئے اگر اوس شخص کے دل مین
اول عقاید کا پورا اثر ہو جاتا تو پہر اوس کے رجوع کی امید نتہی جیسا کہ ابی ہریرہؓ
کی روایت سے معلوم ہوا اور انشاء اللہ تعالی آیندہ بہی معلوم ہوگا کہ اس فرقہ
کے عقاید کا پورا اثر جس کے دل مین ہو جاتا ہے تو کبہی وہ راست پر نہین آتا
احادیث و آثار جو خوارج کے باب مین ہین اس کثرت سے وارد ہین کہ اونکی

انتقال کے لئے کسی جز چاہیے جن لوگون کو حق تعالی نے فہم سلیم دیا ہے اتنا بھی
اونکے لئے کافی ہے ہرچند یہ فرقہ خاص ان عقیدون کے ساتھ جس پر بانی
مذہب نے بنا کیا معلوم نہین ابتک موجود ہے یا نہین مگر اتنا تو یقین ہے
کہ اس رفتار پر چلنے والون سے کوئی زمانہ خالی نہوگا اسلیئے کہ اوپر معلوم
ہوچکا کہ مسلمانون کو گمراہ اور مردود بنانے کے باب مین شیطان کے پاس
بے ادبی اور بیباکی سے بہتر کوئی طریقہ نہین جس کا تجربہ خود اوسکی ذات پر
ہوچکا ہے اور بیباکیان اور بے ادبیان اس فرقہ کے اصول مین داخل ہے
اور سوائے اسکے اس حدیث شریف سے یہ بات بھی ظاہر ہے عن ابی جعفر
الفرا مولی علیؑ قال شہدت مع علی رضی اللہ عنہ النہر فلما فرغ من قتلہم قال اطلبوا
المخدج فطلبوہ فوجدوہ فی وہدۃ رجل اسود منتن الریح فی موضع یدہ کہیئۃ الثدی
علیہ شعرات فلما نظر الیہ قال صدق اللہ ورسولہ فسمع احد ابنیہ اما الحسن او الحسینؑ
یقول الحمد للہ الذی اراحا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم من ہذہ الاصابۃ فقال
علیؑ لو لم یبقی من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم الا ثلثۃ لکان احدہم علی رای ہولاء
انہم لفی اصلاب الرجال وارحام النساء کذا فی کنز العمال **ترجمہ** ابو جعفر فرا
کہتے ہین کہ مین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہر کی لڑائی مین شریک تھا جب علیؑ
اون کے قتل سے فارغ ہوے فرمایا اوس شخص کو ڈھونڈو جسکا ہاتھ ناقص ہے
چنانچہ اوس شخص کی لاش ملی وہ شخص سیاہ فام تھا اور اوس سے بدبو آتی تھی
اور اوس کے ہاتھ کی جگہ بشکل پستان ایک گوشت پارہ تھا جس پر چند بال تھے
علیؑ نے اوسکو دیکھکر فرمایا سچ کہا خدا یتعالی اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے امام حسن یا امام حسین علیہما السلام نے خدائے تعالیٰ کا شکر بجا لایا علیؓ نے فرمایا
کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے صرف تین ہی شخص رہجائین انمین سے
ایک شخص اس فرقہ کی رائے اور طریقہ پر ہوگا وہ لوگ ہنوز مردونکی پیٹھ اور
عورتون کے رحم مین ہین روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط مین انتہی اور اس
حدیث شریف سے بھی یہی ثابت ہے کہ یہ فرقہ کئی بار ظہور کریگا۔ عن ابن عمرؓ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق یقرؤن القران
لایجاوز تراقیہم کل ما قطع قرن نشأ قرن حتی یکون آخرہم یخرج مع مسیح الدجال
حم طب ک حل ترجمہ روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ کئی لوگ مشرق کے طرف سے نکلینگے پڑھینگے وہ قران مگر ان کے
حلق کے نیچے نہ اوترے گا جب ایک سینگ کاٹا جائے گا تو دوسرا نکلیگا یعنے
جب ایک فرقہ کا استیصال کیا جائیگا تو دوسرا ظہور کریگا یہانتک کہ وہ آخر مین
دجال کے ساتھ رہینگے روایت کی اسکو امام احمد اور طبرانی اور حاکم وغیرہ
نے انتہی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خوارج بھی مشرق ہی کے طرف سے نکلے اور
وہابی بھی جن کا فتنہ مدتون ملک عرب مین رہا غالبا یہ وہی فرقہ ہے جسکی طرف
اس حدیث شریف مین اشارہ ہے عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہم بارک لنا فی شامنا وفی یمننا قال قالوا وفی نجدنا فقال قال اللہم بارک لنا
فی شامنا وفی یمننا قال قالوا وفی نجدنا قال قال ہناک الزلازل والفتن وبہا
یطلع قرن الشیطان رواہ البخاری ترجمہ روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ ایکبار
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ الٰہی ہمارے شام اور یمن مین

برکت دیجیو صحابہ نے عرض کی اور ہمارے نجد مین مقصود یہ کہ نجد کو بھی حضرت
دعا مین شریک فرمالین پہر وہی دعا کی کہ الہی ہمارے شام اور یمن مین
برکت دیجیو پہر صحابہ نے نجد کے لئے عرض کی حضرت نے فرمایا وہان زلزلے
اور فتنے ہین اور وہان شیطان کا سینگ نکلے گا روایت کی اوسکو بخاری نے
انتہی اس حدیث شریف سے بتصریح معلوم ہوا کہ نجد سے فتنے برپا ہونگے اور
اوپر کی حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ مشرق سے نکلین گے اگرچہ مشرق
عام ہے کہ ہندوستان بھی مدینہ طیبہ کے شرق ہی مین واقع ہے مگر
مدینہ طیبہ کے عام وخاص لوگ نجد ہی کو شرق اور وہابیون کو شرقی کہا کرتے
ہین جنکی اقامت ملک نجد مین ہے پس معلوم ہوا کہ ان حدیثون سے وہابیون
کا فتنہ مراد ہے پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی چند علامتین بیان
فرمائین منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ مشرق سے نکلین گے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا
اور ایک یہ کہ بات نہایت عمدہ کہین گے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے عن ابن مسعود

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی آخر الزمان سفہاء الاحلام
یقولون من قول خیر البریۃ یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم من لقیہم فلیقتلہم

فان فی قتلہم اجر المن قتلہم الحکیم کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے ابن مسعود
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلین گے آخر زمانہ مین
بیوقوف لوگ بات نہایت اچھے لوگون کی سی کہین گے اور قرآن پڑہین گے
مگر وہ اون کے حلق سے نہ اوتریگا جو شخص اونسے ملے چاہیے کہ اون کو
قتل کرڈالے کیونکہ اونکے قتل مین ثواب ہے انتہی ظاہر ہے کہ اونکا دعوی

یہی تھا کہ شرک و بدعت کو مٹاتے ہین اور ایک علامت یہ ہے کہ وہ لوگ
مسلمانون کو قتل کرین گے چنانچہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے عن ابن عمر
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من امتی قوم یقرؤن القرآن
لایجاوز حناجرہم یقتلون اہل الاسلام فاذا خرجوا فاقتلوہم فطوبی لمن
قتلہم وطوبی لمن قتلوہ کلما طلع منہم قرن قطعہ اللہ عزوجل حم کذا فی کنز العمال

ترجمہ روایت ہے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ نکلے گی ایک قوم میری امت سے کہ قرآن پڑہین گے مگر اون کے حلق سے
نیچے نہ اوتریگا قتل کرین گے وہ اہل اسلام کو خوش خبری ہے اوسکو جس نے
اونہین قتل کیا اور جسکو اونہون نے شہید کیا جب کوئی شاخ اونکی نکلے گی
حق تعالی اوسکو قطع کر دیگا روایت کی اسکو امام احمد نے انتہی یہ بات ثابت
ہے کہ ہزارہا مسلمانون کو ان لوگون نے قتل کر کے حرمین شریفین اور تمامی
ملک عرب پر تسلط کر لیا تھا اب بیباکی کو انکے دیکھئے حق تعالی فرماتا ہے وَمَن
يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ یعنے جو شخص مسجد حرام
مین شرارت سے کجروی کرنا چاہے چکہائین گے ہم اوسکو عذاب دردناک انتہے
حافظ محی السنۃ بغوی رح تفسیر معالم التنزیل مین اس آیت کی تفسیر مین ابن عباس
رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرتے ہین ان تقتل فیہ من لا یقتلک او تظلم من لا یظلمک
یعنے الحاد بظلم یہ ہے کہ قتل کرے تو اس شخص کو جو تجھکو نہ مارے یا ظلم کرے تو
اوسپر جو تجہپر ظلم نہ کرے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے
لو ان رجلا ہم بخطیئۃ لم یکتب علیہ مالم یعملہا ولو ان رجلا ہم بقتل رجل بمکۃ

وہو بعدن او بلاد اُخرا ذاقہ اللہ من عذاب الیم- اگر کوئی کہین گناہ کا قصد کرے تو
جبتک اوسکا وقوع نہو گناہ لکھا نہ جائیگا بخلاف اس کے کہ جو شخص مکہ مین رہتا
ہو تو اوس کے قتل کے قصد پر عذاب الیم چکھایا جائے گا اگرچیکہ قصد کرنیوالا
عدن مین ہو یا دوسرے شہر مین- اور مدینہ طیبہ کی نسبت ارشاد ہے عن عائشہ
رضی اللہ عنہا قالت سمعت سعداً قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا
یکید اہل المدینۃ احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء رواہ البخاری یعنی بخاری شریف
مین روایت ہے سعد سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مدینہ
والون کے ساتھ مکر و حیلہ کرے تو ایسا گلے گا جیسا نمک پانی مین گلتا ہے
ابن حجر شرح فتح باری مین اس حدیث کے تحت مین مسلم کی روایت نقل کرتے ہین
کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرید احد اہل المدینۃ بسوء الا اذابہ اللہ
فی النار ذوب الرصاص او ذوب الملح فی الماء یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص مدینہ والون کو برائی پہونچانیکا ارادہ کرے گلائے گا
اوسکو حق تعالی دوزخ مین مثل سیسہ کے یا جیسے نمک پانی مین گھلتا ہے انتہی
جب مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ مین قتل اور برائی کے ارادہ پر یہ سزائین ہون تو
جنہون نے وہان قتل عام کیا اور وہ اذیتین پھونچائین جس سے ہزارہا
لوگ جلا وطن ہو گئے اونکا کیا حال ہوگا- اور ایک علامت اس قوم کی یہ کہ
قرآن پڑہین گے جیساکہ کئی حدیثون سے یہ بات معلوم ہو چکی- قرآن شریف
پڑہنے کا اس قوم مین استقدر اہتمام تھا کہ دلائل الخیرات کے صدہا نسخے جلادئے
تاکہ اسکا وقت بھی تلاوت قرآن ہی مین صرف ہو جیساکہ درر السنیہ مین مذکور ہے

ایک علامت یہ ہے کہ اس قوم مین جو کوئی داخل ہوا وس کے پہرنے کی توقع نہین

عن ابی برزۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی آخر الزمان قوم کان

ہذا منہم یقرؤن من القران لایجاوز تراقیہم یمرقون من الاسلام کما یمرق السہم

من الرمیۃ ثم لایرجعون الیہ سیماہم التحلیق لایزالون یخرجون حتی یخرج آخرہم

مع المسیح الدجال فاذا لقیتموہم فاقتلوہم ہم شر الخلق والخلیقۃ ش حم ن طب کہ

کذا فی کنز العمال ترجمہ روایت ہے ابی برزہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے کہ آخر زمانہ مین ایک قوم نکلیگی وہ قرآن پڑہین گے

مگر وہ اون کے حلق سے نہ اتریگا اسلام سے وہ ایسے نکل جائین گے جیسے تیر

شکار سے نکل جاتا ہے پہر نہ پہرین گے اسلام کی طرف علامت اونکی یہ ہے

کہ سر منڈایا کرین گے یہ قوم ہمیشہ خروج کرتی رہے گی یہانتک کہ اخیر دجال

کے ساتھ ہون گے جب کبھی تم اون سے ملو اونکو قتل کر ڈالو کیونکہ وہ کل آدمیون

اور جانورون سے بدتر ہین روایت کی اسکو ابن ابی شیبہ اور امام احمد نسائی

طبرانی اور حاکم نے انتہی اسمین شک نہین کہ کوئی باطنی نکبت اس فرقہ مین

ضرور ہے جسکی وجہ سے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہر وہ دین

مین نہ آئین گے۔ مگر بظاہر ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ حمایت توحید اور

دفع شرک و بدعت کے غرور مین محبوبان بارگاہ الہی کی نہ صرف توہین کرتے ہین

بلکہ مثل اصول دین کے تعلیم و تعلم مین اوسکو داخل کرتے ہین جسکی وجہ سے غیرت الہی

اونکو تباہ کر دیتی ہے۔ اور ایک علامت بنی تمیم سے ہونا جیسا کہ درر السنیہ

کتاب جلاء الظلام سے نقل کیا ہے کہ ظن غالب ہے کہ محمد ابن عبد الوہاب

ذوالخویصرہ تمیمی کی اولاد سے ہوگا جسکی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث
مین دی ہے عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان
من ضئضئی ہذا او فی عقب ہذا قوماً یقرؤن القرآن لایجاوز حناجرہم یمرقون من الدین
کما یمرق السہم من الرمیتہ یقتلون اہل الاسلام ویدعون اہل الاوثان لئن ادرکتہم
لاقتلنہم قتل عاد رواہ البخاری ترجمہ روایت ہے ابن سعید خدری رضی اللہ عنہ
سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس شخص کے خاندان یا نسل مین ایک قوم
ہوگی کہ وہ قرآن پڑہین گے مگر اون کے حلق سے نہ اتریگا دین سے وہ ایسے نکل
جائین گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے وہ مسلمانون کو قتل کرینگے۔ اور بت پرستونکو
چھوڑ دینگے اگر مین اونکو پاتا تو قتل کرتا مثل قوم عاد انتہیٰ روایت کیا اسکو بخاری
نے انتہیٰ اس شخص کا نام ذوالخویصرہ تھا چنانچہ اس حدیث سے ظاہر ہے جو مسلم شریف
مین ہے عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وہو یقسم قسما اتاہ ذوالخویصرہ وہو رجل من بنی تمیم فقال یارسول اللہ
اعدل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویلک ومن یعدل اذا لم اعدل قد خبت
وخسرت ان لم اعدل فقال عمر بن الخطاب یارسول اللہ ائذن لی فیہ اضرب عنقہ
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلوتہ مع صلوتہم وصیامہ
مع صیامہم یقرؤن القرآن لایجوز تراقیہم یمرقون من الاسلام کما یمرق السہم من الرمیۃ
الحدیث ترجمہ روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ ایک بار ہم
لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھے حضرت کچھ مال تقسیم
فرما رہے تھے کہ بنی تمیم کے قبیلہ والا ایک شخص آیا جس کا نام ذوالخویصرہ تھا اور کہا

یارسول اللہ عدل کیجئے فرمایا حضرت نے خرابی ہو تیری اگر مین نہ عدل کرون تو پہر کون
کرے گا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو اسکی گردن مارون فرمایا
جانے دو اسکے ساتھ والے ایسے لوگ ہونگے کہ تم اپنی نماز و روزہ کو انکی نماز
و روزہ کے مقابلہ مین حقیر سمجہوگے وہ قرآن پڑہینگے مگر حلق سے آگے نہ بڑہیگا
اسلام سے وہ ایسے نکل جائینگے جیسے تیر شکار سے نکلتا ہے روایت کی اس کو
مسلم رح نے انتہی ملخصاً اس حدیث شریف سے ثابت ہے کہ ذوالخویصرہ قبیلہ بنی تمیم
سے تھا اور ابن عبدالوہاب بھی تمیمی ہے تعجب نہین کہ اوسکی نسل سے ہو اور اگر
نہ بھی ہو تو ہم خاندان ہونے مین شک نہین۔ اور ایک علامت یہ ہے کہ سر
منڈوایا کرینگے جیسا کہ کئی حدیثون سے ابھی معلوم ہوچکا عن عمر رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج قوم من المشرق حلقان الرؤس یقرؤن
القرآن لایجاوز حناجرہم طوبیٰ لمن قتلوہ وطوبیٰ لمن قتلہم ابونصر السنجری فی الابانہ والخطیب وابن عساکر
کذا فی کنز العمال **ترجمہ** روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ ایک قوم مشرق سے نکلے گی جو سر منڈوائے ہوئے ہونگے پڑہینگے
وہ قرآن مگر اونکے حلق سے نہ اتریگا خوشخبری ہے اوسکو جو اون کے ہاتھ سے
شہید ہوا اور جس نے اونکو قتل کیا انتہی۔ ودر سنیہ مین بخاری اور مسلم سے
یہ روایت نقل کیا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق یقرؤن
القرآن لایجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ لایعودون فیہ حتی یعود
السہم الی فوقہ سیماہم التحلیق جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرق کی طرف سے ایک فرقہ
نکلے گا کہ قرآن پڑہینگے مگر نکل جائینگے دین سے پہر نہ لوٹینگے جیسے تیر شکار

سے نکلکر لوٹتا نہین علامت اونکی یہ ہے کہ سر منڈوایا کرینگے انتہی۔ پہر قول عبدالرحمن اہدل مفتی زبید کا نقل کیا کہ ابن عبدالوہاب کے رد مین کوئی کتاب لکھنے کی ضرورت نہین صرف یہ نشانی کافی ہے جسکی خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ (سر منڈوایا کرینگے) کیونکہ اس شخص نے جیسا سر منڈوانے مین اہتمام کیا تھا کسی فرقہ مین نہوا اوس نے دستور ٹھیرا دیا تھا کہ جو شخص اپنی ملت مین داخل ہوا وسکو سر منڈوانا ضرور ہے یہانتک کہ عورتون مین بھی یہ حکم جاری کر دیا تھا ایک روز کسی عورت نے گرفتاری سے بسبب عادت سر منڈوانیکو کہا اوس نے جواب دیا کہ عورتون کے سر کے بال اور مردونکی داڑھیان برابر ہین اگر مردونکی داڑھیان منڈوائی جائین تو عورتون کے سر کے بال منڈوانا بجا ہوگا یہ سنکر مبہوت ہوگیا اور کچھ جواب ندیسکا۔ **الحاصل** علامات مذکورۂ بالا سے ثابت ہے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقہ وہابیہ کے نکلنے کی خبر دیچکے ہین اور جو علامتین بیان فرمائین سب اسمین پائی گئین۔ اور سوائے احادیث مذکورہ بالا کے درر سنیہ مین کئی حدیثین نقل کئے جنمین علامتین اس گروہ کی مذکور ہین اور وہ سب اونمین پائی گئین احادیث مذکورہ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ فرقہ خوارج کی وہ ایک شاخ ہے مگر اسوجہ سے کہ نئے طور پر اسکا خروج ہوا اسلئے اوسکا نام جداگانہ قرار پایا اور اوس کے بانی کی طرف منسوب کیا گیا اسیوجہ سے یہ لوگ محمدی کہلاتے ہین مگر محتاط علما نے جب دیکھا کہ عوام الناس اونکو ضرور گالیان دینگے اور اوسمین توہین لفظ نام مبارک کی ہوگی اسلئے محمد ابن عبدالوہاب کے نام سے جزو دوم کی طرف منسوب کرکے باختصار لفظ وہابی مقرر کیا۔ غرض وہابی اور محمدی کے یہان ایک معنی ہین محمد ابن عبدالوہاب کا مجملاً حال یہ ہے

۱۱۱۱ھ گیارہ سو گیارہ مین وہ پیدا ہوا اور تھوڑی سی قدر تحصیل علم کے ۱۱۴۳ھ گیارہ سو
تنتالیس مین اپنے خیالات فاسدہ کو رواج دینے واسطے نجد مین گیا۔ پہلے
صرف اسی بات پر زور دیا کہ اس زمانہ مین شرک ہر طرف پھیل گیا ہے اور اسلام
کی حالت روز بروز گھٹتی جا رہی ہے اسلئے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ توحید
کو رواج دینے اور شرک کو مٹانے کا فکر کرے۔ چونکہ یہ دعوی ظاہرا اچھا تھا لوگ
اوس کے دام مین پھنسنے لگے چنانچہ [illegible] گیارہ سو چھیاسٹھ مین اوسکی شہرت
ہوئی اور درعیہ اوسکے اطراف و جوانب کے لوگ اوس کے تابع ہونے لگے اور
روز بروز [illegible] ترقی ہونے لگی [illegible] ہوا [illegible] اپنے
ہوا خواہوں [illegible] کے کہدیا کہ سوائے اس [illegible]
پر شرک پھیلا ہوا ہے اور سوائے ہم [illegible] کے [illegible]
سب مشرک ہین اب ہمکو ضرور ہے کہ جہاد کرکے مشرکان کو قتل کرین تمہین یاد رہے
کہ جو کوئی مشرک کو قتل کرتا ہے اسکے لئے جنت ہے پھر سب سے بیعت لیکر جہاد
کا حکم دیا۔ یہ فتنہ ایک مدت تک رہا۔ اس قوم نے ہزارہا مسلمانوں کو
شہید اور جلاوطن کر دیا اور حرمین شریفین پر قبضہ کرکے کئی سال بالاستقلال
حکمرانی کی آخر ۱۲۲۷ھ بارہ سو ستائیس مین بحکم سلطان محمود حرمین وغیرہ
سے نکالے گئے مادہ تاریخ اون کے اخراج کا قطع دابر الخوارج ہے ۱۲۲۷ھ
اس فتنہ کی کسی قدر تفصیل اور حال اون مصیبتوں کا جو اہل حرمین شریفین
پر گذرین شیخ دحلان مکی رح نے الدرر السنیہ مین لکھا ہے۔ اس فرقہ کو بھی
مثل خوارج کے عمل مین نہایت اہتمام تھا یہانتک کہ تارک فرض کو کافر

حلال الدم سمجھتے اور توحید مین اونکو اسقدر غلو تھا کہ یارسول اللہ کہنے والے اور بزرگون
سے مدد مانگنے والیکو کافر سمجھتے ابن عبد الوہاب ہر جمعہ کے خطبہ مین کہا کرتا کہ جو
شخص نبی کا توسل کرے وہ کافر ہے اور زیارت قبور نا جائز سمجھی جاتی تھی چنانچہ
لکھا ہے کہ ایک قافلہ احساء سے مدینہ طیبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت کیلئے گیا تھا واپسی کے وقت جب درعیہ پہونچا جہان وہ تھا اوسنے
اون کی یہ سزا ٹھیرائی کہ داڑھیان سب کی منڈوائی جائین اور گدھون پر
بہ رسوائی کے ساتھ سوار کئے جائین کہ دُم کی طرف منہ ہو اور یہی حالت احسا
تک رہے جہان اونکا گھر ہے تا تشہیر ہو جائے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی زیارت کو جائے اوسکی یہ سزا ہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ بدعت
سے اون لوگون کو اسقدر احتراز تھا کہ صدہا دلائل الخیرات اور دوسرے علوم
کی کتابین جلا دیگئین اسمین لکھا ہے کہ ایک بزرگ نابینا اذان کے بعد منارہ
پر باواز بلند درود شریف پڑھا کرتے تھے ابن عبد الوہاب نے اوسکو منع کیا
جب اونہون نے نہ مانا قتل کرڈالا اور کہا کہ کسی عورت کے گھر سے رباب کی
آواز درود کی آواز سے بہتر ہے جو منارون پر پڑھا جائے اور مولود شریف
کسی کو پڑھنے نہ دیتا صرف ونحو وفقہ وغیرہ علوم کے مطالعہ سے منع کرتا۔
اوس کا قول تھا کہ اصل شریعت ایک تھی ان لوگون کو کیا ہوا جو اسمین
چار مذہب کردیے کبھی کہتا کہ قول ائمہ اربعہ بالکل قابل اعتبار نہین
اور کبھی کہتا وہ تو حق پر تھے مگر اونکے اتباع کتابین تصنیف کرکے خود گمراہ
ہوے اور لوگون کو گمراہ کیا۔ شیخ سلیمان بن سحیم حنبلی نے جو معاصر ابن

عبدالوہاب کے ہین ایک استفتا کیا جس کا جواب علامہ احمد بن علی قبتانی نے
دیا ہے۔ استفتا مین لکھا ہے کہ ابن عبدالوہاب نے یہان اقسام کی بدعتین
نکالین۔ اور لوگونکو گمراہ کرنے پر کمر باندھی ہے منجملہ اونکے چند یہ ہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر جمعہ کے دن اور رات مین درود پڑہنے سے
منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ ایسی بدعت ہے کہ اوس سے آدمی دوزخی
بنجاتا ہے دلائل الخیرات اور روض الریاحین کے کئے نسخے اوسنے جلائے
اوسکا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر لفظ سیدنا کہنے سے
آدمی کافر ہوجاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ کبھی جو قدرت ہوگی قبہ شریف کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈہا دیگا۔ زید بن خطاب اور اون کے
ساتھ والے صحابہ کی قبرون کو کہدوا ڈالا۔ غرض اسکے بیباکیان اور گستاخیان
کوئی شمار وحساب نہین اس سے بڑہکر کیا ہو کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسبت کمال بے ادبی کے الفاظ کہتا ہے اور سنکر چپ رہتا ہے چنانچہ
رسول کے معنی طارش کہتا جو اون لوگون کی زبان مین ہرکارہ کو کہتے تھے
اور اوسکی اتباع کہتے تھے کہ جو اس عصا سے کام نکلتا ہے وہ بھی اون سے
نہین نکلتا۔ اور وہ ایسی باتین سنکر خوش ہوتا اور سوائے اسکے اور صدہا
خرافات اون لوگون کے زبان زد تھے۔ یہ فرقہ نجد مین ابتک موجود ہے
اہل انصاف غور کرسکتے ہین کہ کون مسلمان ایسا ہوگا کہ ان اعتقادونکو
پسند کرے گا مگر ہمارے حضرات زیادتی کرکے ادنی احتمال پر کسی کو بھی
وہابی کہدیتے ہین جو قطع نظر فتنہ وفساد کے شرعاً جائز بھی نہ ہوگا۔

مثنوی انوار احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر حق اس نظم مین ہین وہ مضامین دلپذیر
جس سے ایمان تازہ ہوا ور ہون دل اعدا تہ تیر

ہے حدیثون کا جو یہ مضمون بلا ریب و نکیر
جو محدث ہین وہ اسکو مان لین گے ناگزیر

گرچہ یہ اشعار ہین پر شاعری اسمین نہین
ترجمہ منقول کا ہے خود سری اسمین نہین

لکھا اسکو نظم مین ہر چند مین شاعر نہین
کیونکہ خوش ہوتے تھے اکثر نظم ہی سے شاہ دین

تہا یہی لم جو ممد حسان کے تھے روح الامین
کعب اور ابن رواحہ کو اسیکا تہا یقین

ذکر ختم المرسلین اس نظم سے مقصود ہے
جو ازل سے تا ابد ممدوح اور محمود ہے

حضرت عباس نے جب نعت مین اس شاہ کی
اک قصیدہ لکھا جس سے ہو خجل سحبان بھی

سنکے فرمایا صلہ شاعر کو دیتے ہین سبھی
ہمنے دی اسکے صلہ مین سلطنت اسلام کی

مل گیا پروانہ یا مہر قضا اک بات مین
سلطنت کی کنجیان دین خاندان کے ہاتھ مین

ٹھیرا کفارہ گناہون کا جو ذکر اولیا
اور از قسم عبادت ہو جو ذکر انبیا

پہر ہو ذکر سرور عالم کا کیسا مرتبا
جن کا ذکر پاک ہے گویا کہ ذکر کبریا

رفع ذکر پاک ثابت ہے کلام اللہ سے
مطمئن ہوتے ہین دل ذکر شہ لولاہ سے

ذکر نام پاک سے نار جہنم سرد ہو
بوالبشر نے کی وصیت وقت آخر شیث کو

اور یہی حضرت کا دوزخ مین بچائیگا کبھو
کر قرین ذکر حق ذکر شہ [illegible]

وحشت آدم گئی نام شہ لولاک سے
مردہ زندہ ہوگئے تاثیر نام پاک سے

حضرت آدم نے اوس فرزند سے یہ بھی کہا
دیکھا ذکر احمدی مین ہر ملک مصروف تھا

مین تفرج کے لئے جب آسمانون پر گیا
اور ہر اک شجر جنت کے پتہ نام اونکا لکھا

سینے حورون کے ملائک کے جبینین تا بعرش
ہر جگہ اس نام کا ہے عالم علوی مین نقش

ہے درود پاک ہی ذکر شہ عالیمقام
بھیجتا ہے خود درود اس فخر عالم پر مدام

ہر طرح سے جسکا ہے خالق کو منظور اہتمام
اور فرشتے دائما مشغول ہین جسمین تمام

کیسی طاعت ہوگی وہ جسمین ہو خود حق بھی شریک
ہے جو طاعت سے بری جس کا نہین کوئی شریک

کیا فضیلت ہے پڑھے یکبار گر کوئی درود
اور ملائک کے درود اسپر کرین پیہم ورود

بھیجتا ہے اسپہ ستر رحمتین رب ودود
ہو مدام اس کی ترقی مدارج زود زود

دیکھ لیگا قبل موت اپنا وہ جنت مین مقام
اور ہم رتبہ شہیدون کا رہے با احترام

محو ہوتے ہین گنہ پڑھنے سے اوسکے لاکلام
دفع ہون سب ہم و غم جو کوئی پڑھتا ہو مدام

نکلین اسکی وجہ سے دونون جہانکے سب کام
جو پڑھے ہے دایم رہے منصور و محبوب انام

ذکر خالق اور دعا ذکر نبی کے سات ہے
کیا صلوۃ احمدی بھی افضل الطاعات ہے

جو وضو کے وقت حضرت پر نہ پڑھتا ہو صلوۃ
ہے طہارت اسکی ناقص اسمین ہن کیا کیا نکات

بے صلوۃ احمدی کامل نہو ہرگز صلوات
التحیات اسکی ہو جاتی ہے بالکل واہیات

اور جو نام شاہ دین سنکر نہ پڑھتا ہو درود
جائے رغما نار مین وہ انجل الناس عنود

حضرت آدم کو پہلے میل طبعی جب ہوا
عرض کی خاتون نے حضرت مہر ہو اول ادا

بولا یارب مہر کیا دون حق تعالی نے کہا
صاحب لولاہ پر پڑھ لو درود باصفا

یعنے استحلال چاہئے درود پاک سے
تا کہلین گل رشک افلاک و ملائک خاک سے

جتنا کل اہل زمین یا دین عمل کرکے ثواب
لیجیے اتنا پڑھے دم بھر مین درود مستطاب

لکھی جائین نیکیان اسکی بدولت بیحساب
ساتھ اوسکے جو دعا کیجیے ہو بیشک مستجاب

ہے فضیلت مین زیادہ تر وہ سب طاعات سے
حج سے اور صدقات سے اعتاق سے غزوات سے

جو کہ پڑھتا ہو درود اوسکو شفاعت ہو نصیب
راضی ہوگا حق گواہی دینگے جب اسکے حبیب

عرش کا سایہ ملے گا ہوگا حضرت کے قریب
ہو وے روز عید اوسکو حشر کا روز مہیب

اور اس کثرت سے ہوگا نور اوسدن اسکے ساتھ
جسکی وسعت مین سما سکتی ہو ساری کائنات

ہے بہت سارے فرشتون کی عبادت بس یہی
کہ کرین دایم تلاش شخص ہمنام نبی

پہر جو پاوین ٹہیرین اسکے گہر یہ با صدق دلی
دیکہئے کس طرح ہے تعظیم نام پاک کی

صرف نام پاک جب ہووے ملائک کا مطاف
کیون نہ در اونکا ہو روحون کا محل اعتکاف

جس مکان مین ہو سمی حضرت کا وہ گہر انما
رزق و برکت سے رہے مملو بصد نشو و نما

تو یہ حضرت صفی اللہ قبول اسدم ہوا
کہ وسیلہ شاہ دین کے نام اطہر کو کیا

خاتم حضرت سلیمان مین جو وہ تسخیر تھی
نقش نام شاہ جن و انس کی تاثیر تھی

گرچہ اونکی مدح مین قران ہے ناطق بسر
وصف انکی کر سکے کیا کوئی بیچارہ بشر

رتبہ انکا کوئی کیا جانے جو دیوے کچھ خبر
عقل حیران ہے یہان اور وہم کے جلتے ہین پر

ہر مسلمان چھوڑے کیونکہ نعت کو بالکلیہ
لیس یترک کل ما لا یدرک بالکلیہ

خود خدا نے کی ثنائے رحمۃ للعالمین
انبیا دایم رہے مداح ختم المرسلین

اور جماد و جانور بھی نعت سی چھوٹے نہین
بت زبان قال سی کرتے تھے وصف شاہ دین

ہان مگر شیطان کو شاید ہو تو ہو اسمین کلام
ماسوی کی اوس نے جب تعظیم سمجھی ہے حرام

نعت وہ ہے جسکا حضرت نے کیا خود اہتمام
حق تعالی نے لیا جملہ نبیون سے یہ کام

ہو جو محروم اوس سی ہے ایمان اوسکا ناتمام
اور جو دشمن ہو تو اوسکے کفر مین پھر کیا کلام

کی بذات خود خدا نے نعت جب محبوب کی

پھر ثنا دل سے کرین کیونکر نہ سب محبوب کی

کیونکہ دل مین جب کسی کی ہو محبت جاگزین
جس طرح ہوتا ہے دل مین جب کسی سے بغض وکین

اوسکو بے ذکر و ثنائے دوست چین آتا نہین
اوسکی بدگوئی مین رہتا ہے سدا وہ عیب چین

قلب کی کیفیتین اظہار پاتی ہین ضرور
دل کی موجین لب پہ جوش اپنا دکھاتی ہین ضرور

پھر خطبہ جب ہوا منبر کا مستحکم اساس
عاشق صادق تھا جب دیکھا کہ ہے قربت سے پاس

اور ستون نے جان عالم کو نہ پایا اپنے پاس
گریہ و زاری لگا کرنے وہ غمگین بے قیاس

تھا تو چوب خشک پر عشق نبی مین تازہ تھا
زمرہ عشاق مین نادر بلند آوازہ تھا

ہے جو خالق کو محبت انسے اسکا ذکر کیا
جسکو انسے ہو محبت ہے وہ محبوب خدا

ہو جو تابع اونکا اوسکو دوست اپنا کہدیا
رتبہ اوسکا پا نہین سکتی کبھی عقل رسا

ہوگا روز حشر خود خیر الوری کے ساتھ وہ
پاوے عالی مرتبہ بے کثرت طاعات وہ

حق نے حب اولیاء اللہ مین دیکھو کیا کہا
جب محبت ہو طفیلیون سے یہ ہے انتہا

کہ مین ہو جاتا ہون اونکے چشم و گوش و دست و پا
حب شاہ مرسلین ہو کس قدر سوچو ذرا

انتہا اس حب کی عقلون سے ہمارے دور ہے
ما رمیت کی حقیقت جس طرح مستور ہے

الغرض یہ حمد ہے اور نعت محبوب خدا
ہو زبان پر نام احمد کا احد دل مین چھپا

لب پہ ہو صل علی اور قلب مین جل و علا
چاہئے اب ہون سراپا چشم و گوش اہل صفا

جلوۂ نور خدا از خود عیان ہونے کو ہے
راز جو مخفی تھا خود صرف بیان ہونیکو ہے

یعنے جب خالق نے چاہا غیب کا اظہار ہو
فیض بخش کن مکان گنجینہ اسرار ہو

اور عبودیت کا ساری خلق مین اقرار ہو
کنج تاریک عدم جو لا نگہ انوار ہو

نور سے اپنے کیا اک نور پیدا بے مثال
اور محمد اوسکا رکھا نام حمداً لایزال

گرچہ حضرت ہین محمد پر ستودہ ہے خدا
لیک جب خود حق تعالیٰ نے محمد کہدیا

کیونکہ جملہ حمد راجع ہین سوے رب العلا
پہر محمد ہم نے گر اونکو کہا تو کیا ہوا

عقدہ یہ کہلتا نہین کہ کون ہین اور کیا ہین وہ
ہان سمجھتے ہین بس اتنا برزخ کبریٰ ہین وہ

حمد ہے اوس خالق کون و مکان کو بعد و حد
اور مقام اونکا کیا محمود با صد شد و مد

جس نے اونکو کر دیا ذات محمد تا ابد
پہر بنایا اون کو حامد اپنا وہ رب صمد

تھی جو اصل خلق بس لایق انہین کے تہا یہ کام
تا ہو انکا حمد سب کے حمد کے قایم مقام

الغرض اوس نور سے پیدا کیا عالم تمام
نام انکا لیکے نبیون نے نکالے اپنے کام

لکھا پہر ہر جا پہ اپنے نام کے ساتھ انکا نام
دی یہ شہرت اونکو تا جانین انہین سب خاص و عام

وہ نبی اوسوقت تھے کہ آدم آب و گل مین تھے
جان جب آئی انمین وہ جانین زبان پہ دل مین تھے

پہر کیا یک شان سے آدم مین اوسکو جلوہ گر
رکھا پیشانی مین تا ہو سجدہ گاہ بوالبشر

پہر ملا ایک سی کرائے سجدے باصد کروفر
اور لیا اقرار سب پیغمبرون سے معتبر

کہ وہ ختم الانبیا اور خیر خلق اللہ ہین
ہین وہ شمس الانبیا گر انبیا سب ماہ ہین

تہا جو منظور خدا ہو مستقل اسکا ظہور
منتقل ہونے لگا اولاد آدم مین وہ نور
جو کہ قابل تہا ہوا اوس نور کا اسمین مرور
جسمین آیا وہ ہوا اوس جا کرامت کا وفور

اوسکی ٹہنڈک سے کہین گلزار بنجاتی تھی نار
حسن کی گرمی کہین کرتی دلون کو بے قرار

الغرض پہر ظہور نور عین جان و دین
ٹھیرے عالم مین عرب منظور رب العالمین
تا کہ ہو دین منقطع اس رمز سے اہل یقین
کہ ہے جسمانی تعین کا عبور اور کچھ نہین

گو مقر اوسکا عرب ہے پر وہ کل کا شاہ ہے
سایہ گستر دو جہان پر ایک ظل اللہ ہے

رفتہ رفتہ صلب عبد اللہ مین آیا وہ نور
جلوہ گر اونمین ہوا جسوقت مثل شمع طور
عشق سے ہونے لگے دل قابلون کے چور چور
یعنے شیدا ہو گئی تہین اونپر زنان شاک حور

پر ہر اک عورت قرین ہر شرف ہوتی نہین
قابل یک دانہ گوہر ہر صدف ہوتی نہین

اس امانت کیلئے تہین آمنہ خاتون بنی
آمنہ تہین ہر طرح سے جبکہ وہ ام نبی
رکہا ایمان کا مادہ اونمین تہا پہلے سے ہی
پہر تو پہیلی امن و ایمان کی انہین سے روشنی

جس کے ہو فرزند وہ اوسکو شرف کیونکر نہ ہو
گوہر نایاب سے فخر صدف کیونکر نہ ہو

گرچہ رسم جاہلیت ان دنون تھا بیشتر
اسلئے سب تھی بری اس رسم سے تا بوالبشر
لیک تھا حافظ خدا اوس خاندان کا سربسر
پس نکاح اونکا ہوا دین خلیل اللہ پر
تھی یہ وہ شادی کہ جس کی آسمان پہ دھوم تھی
تہنیت کی ہر طرف کون و مکان مین دھوم تھی

تھا فقط منظور کہلانا بشر ورنہ وہ نور
اوسکو رحم مادر و صلب پدر تھی کیا ضرور
جسکی دولت آدم و جملہ جہان کا ہو ظہور
عقل عاجز ہے یہان اور فہم ہے جفت قصور
جب خدا قدرت نمائی کا کوئی سامان کرے
کیا ہی جو تسلیم مقدور اور جو انسان کرے

مین ہون ابن دو ذبیح ارشاد حضرت نے کیا
اور عبد اللہ جو ہین والد خیر الوریٰ
یعنے اسمعیل جو جد عرب ہین برملا
ذبح کرنیکے لئے تھا باعث الہام کیا
اسمین یک نکتہ ہے یعنے جس کے ہو ایسا پسر
باپ دادا چاہیئے قربان ہون اسپر سربسر

الغرض وہ نور پاک حضرت خیر الوری
شام مثل صبح گھر سے آپکے روشن ہوا
شمس کے مانند جب برج حمل مین آگیا
بلکہ تھی ساری زمین اسوقت وان چہرہ نما
ہو نہ کیونکر روشنی تھی آمد عالیجناب
صبح صادق چاہیئے قبل طلوع آفتاب

پھر تو ہر جانب عالم مین بشارت کی تھی دھوم
اور تھے یون نغمہ سرا سب نکتہ سنجان علوم
پڑھتے تھے اشعار ہاتف تہنیت کے جھوم جھوم
کہ مٹے جاتے ہین اب سارے نحوست کے رسوم
ہان رہین ہشیار ظاہر حق ہوا چاہتا ہے اب

ہے یہ قطعاً صدر باطل شق ہوا چہتا ہے اب

تجہے جہان تبخانے بت وہ ان سبھون سر ہوگئے
اُلٹے اورنگ جہان بانان خود سر ہوگئے

سبزے لہرانے لگے دن قحط کے سر ہوگئے
قلعہ ہائے دولت و اقبال سب سر ہوگئے

کشت عالم سبز ہے باد بہاری آتی ہے
صاحب انا فتحنا کی سواری آتی ہے

صرف اہل عقل ہی مین تھا نہ اوسکا اہتمام
وحشیون مین بھی مبارکباد کی تھی دہوم دہام

کوئی تو کہدے سنا ہے اس طرحکا جشن عام
ابتدا سے عالم تکوین سے تا یوم القیام

ہوگی خلاق جہان کو اون دنون کیسی خوشی
جس کے پر تو سے عیان تھی ہر طرف ایسی خوشی

جب ولادت کا زمان باسعادت آگیا
پہونچین خدمت کیلئے جلدی سے مریم آسیا

باندہین حورون نے پرے جس سے تہا سارا گہرا
اور ملایک آفتابے لے کہڑے تھی جا بجا

شب برات و قدر ہو جس پر فدا کیا رات تھی
تھا نمایان جلوہ شان خدا کیا رات تھی

پس وہ نور پاک رب العالمین پیدا ہوے
مبدأ کونین و ختم المرسلین پیدا ہوے

جان عالم قبلۂ اہل یقین پیدا ہوے
شکر ایزد رحمۃ للعالمین پیدا ہوے

دہوم تھی عالم مین خورشید کرم طالع ہوا
ہان کرین تعظیم اب نور قدم طالع ہوا

پہر تو سب اصنام سر کے بل زمین پر گر گئے
اور گرے ایوان کسریٰ کے بھی کتنے کنگرے

اُٹھ گئین نارین پڑے بیکار سب آتشکدے
واسطے تعظیم کے تارے بھی سارے جہک گئے

تھا غرض تعظیم کا ارض وسما مین اہتمام
کوئی راکع کوئی ساجد کوئی تھا صرف قیام

سامعین سے ہے توقع غور فرمائین ذرا
وہ معین روز روزِ عید ٹھیرا یا گیا

تھا ذبیح اللہ کا فرحت فزا جو واقعہ
تہنیت کے سب رسوم اوس روز ہوتے ہین ادا

روز میلاد نبی جسمین تھا وہ کچھ اہتمام
ہو نہ کیونکر واجب التعظیم پیش حق مدام

مجلس میلاد بھی جا کی ہر وقت خاص کی
پھر بھلا تعظیم وقت ذکر میلاد نبی

جسمین حسب حکم خالق خلق نے تعظیم کی
ہو خلاف مرضی حق یہ نہین ممکن کبھی

حق تعالی تو کرا دے سجدے با صد عز و شان
اور کھڑا رہنا تھو جا پر یہ کیسا ہے گمان

بولہب جسکے ہے ذم مین سورۂ تبت یدا
ہو کے شادان انت حرۃ اذہبی اوسکو کہا

مژدۂ میلاد حضرت جب ثوثیبہ سے سنا
ساتھ اوس کہنے کے اوسکا ہاتھ بھی کچھ ہل گیا

عین آتش مین ہے جاری آب اوسکے ہاتھ سے
جسکے پیتے سے ہی تسکین پیاس کے صدمات سے

یہ اثر اللہ اکبر مجلس میلاد کا
پھر جو ایمان بھی ہو ساتھ اس جشن کے سوچو ذرا

کفر و دوزخ مین ہو جسکی آب یاری بر ملا
مبغضون کی طرح کیا محروم وہ رہجائیگا

یہ نہین ممکن کہ رنج و شادمانی ایک ہون
یہ تو ایسا ہے کہ جیسے آگ پانی ایک ہون

پھر ہوا ظاہر مکان مین ایک نورانی سحاب
چھپ گئے سردار عالم اوسمین مثل آفتاب

اور منادی نے کیا پہر غیب سے اوسکو خطاب — جلوہ گر سارے عوالم مین او نہین کردے شتاب

تا خدائی جلوہ اونکو دیکھ لے پہچان لے
یعنے ہر اک اپنے آقا کو بخوبی جان لے

پس ہوے حضرت روانہ جانب بر و بحار — تا کہ حیوانات بر و بحر کو دین افتخار
پہر ہوے روحانیونکی سمت شاہ دین سوار — تا کہ ارواح و ملایک کو بھی کرلیوین شکار

پہر تو ہر اک کی زبان پر تھا کہ لو معراج ہے
رویت نور خدا ہم کو میسر آج ہے

پہر حلیمہ وہ کہ جنکا خاندان تک سعد تھا — آئین خدمت مین تو دیکھا اونکو شہ نے مسکرا
داہنی جانب کا اونکے دودھ نوش جان کیا — جانب چپ اونکے بچے کے لئے رکھی بچا

طفل بھی گر تھے تو دانش تھی طفیل اونکی رسا
عدل و احسان و کرم تھی جلوہ گر صبح و مسا

شاہ دین کو پہر سواری کے جو لائین متصل — تین سجدے شکر کے اوسنے کئی با صدق دل
پہر پڑہی سب سے اگرچہ تھی بہت ہی مضمحل — یہ عجائب دیکھکر سب ہوگئے تھے پا بگل

بولی تم کچھ جانتے ہو میرا راکب کون ہے
آج مین وہ ہون کہ مجھپر شاہ ہر دو کون ہے

جب شہ ارض و سما کو لائین خاتون اپنے گھر — تھے لئے گہوارہ جنبانی ملک باندھے کمر
دل کے بہلانے کو تھا حلقہ بگوش شانہ قمر — جس طرف کرتے اشارہ ساتھ ہی جھکتا اودھر

مہد مین بھی ہین تو سیر عالم ملکوت ہے
فکر تمہید مہاد رونق ناسوت ہے

جب ہوا رفتار کا عزم اک تماشا تھا بپا
دہوپ میں رہتا تھا سر پر ابر رحمت چتر سا

خاک کی پابوسیاں تھیں دم بدم رشک سما
یا چھپا لیتا تھا مونہہ خورشید از فرط حیا

تابش خور خنکی رحمت سے ہو کیونکر قرین
زیب خاور عرش کی زینت سے ہو کیونکر قرین

پہر تو شاہ بحر و بر کا جس طرف ہوتا گذر
تھے جو مرفوع القلم کرلیتے سجدے بےخطر

سجدۂ تعظیم کرتے جہاڑ پتھر جانور
بلکہ تھا کچھ حکم خالق ہی نہیں اسطور پر

ورنہ یان تو تھا تواضع کا کچھ ایسا اہتمام
کر نہیں سکتا تھا کوئی دست بوسی یا قیام

پہر جو چاہا حق نے اظہار نبوت برملا
عالم اسباب کی تاثیر کا خاکہ کہنچا

حالتیں پہر وہ کہاں نقشہ دگرگون ہوگیا
اودبستان عبدیت کے رسم و آئین کا کہلا

آفتاب حسن پر ابر تعصب چھا گیا
دیدۂ خفاش کا پردہ دلوں پر آگیا

یعنے اہل کفر کی ہر سمت سی یورش ہوئی
کافرون ہے کو بھی ایذا رسانی ہن لگی

درپئے آزار ختم المرسلین تھا ہر شقی
جس سے ایذا خود خدائے پاک کو ہونے لگی

پر تحمل آپکا قدرت خدا کی تھی عیان
صبر تھا یا سر بسر رحمت خدا کی تھی عیان

اک اشارہ سے بہلا شق القمر جسنے کیا
پر فقط اخفائے اسرار خدا منظور تھا

اوسکے آگے لشکر کفار کا کیا حوصلہ
دیکھ لو الحجرب خدعۃ سے اشارہ کردیا

پہر پہاڑون سے بہلا تائید لیتے کس طرح

اور ملایک کو مدد کا حکم دیتے کس طرح

باوجود اسکے اٹھائے جبکہ صدمے اسقدر — تب کیا دعوی کہ ہون مین بھی تمہین سا ایک بشر
ورنہ ہو مسجود اک عالم کا ہووے سر بسر — اہل دانش کس طرح رکھتے وہ دعوی معتبر

کس مصیبت سے چھپایا راز کو اغیار سے
پھر بھی لست مثلکم فرمادیا اخیار سے

اولین و آخرین کا علم گو موجود تھا — پر بحسب مصلحت کرتے تجاہل بار ہا
تھی غرض تعلیم گو کرتے تھے شوری ظاہرا — حق نے لما یعلم اللہ کر کہا تو کیا ہوا

حوصلہ چاہیئے عالی چشم پوشی کے لئے
چاہیئے ہو شرح صدر ایسی خموشی کے لئے

جتنے تھے اصحاب سب یہ جانتے تھے بالیقین — کہ ہین واقف موت سی ہر ایک بشر کے شاہ دین
بلکہ تا خیر اجل چاہین تو کچھ دقت نہین — جسکی جو مرنے کی جا ٹھیراتے وہ مرتا وہین

اہل خلد و نار کا رکھا تھا دفتر ہاتھ مین
گویا تھا ہر شخص کا نقش مقدر ہاتھ مین

دست کی توصیف مین ہیہات قاصر ہی زبان — کیونکہ دست عقل خود پہونچا نہین ابتک وہان
کل خزانون کی انہین ہاتھون مین ہین سب کنجیان — اور انہین ہاتھون سی ہو گی فتح ابواب جنان

ہو تصرف کیون نہ پھر اوس ہاتھ کا اکوان مین
جسکو خالق نے ید اللہ کہدیا قرآن مین

تھا نظر سے شاہ دین کے قدرت حق کا ظہور — یعنی تھا پیش نظر یکطور نزدیک و دور
دیکھتے تھے مقتدیون کے خواطر کو حضور — ایکسان تھی چشم نورانی کو تاریکی و نور

دیکھتے تھے واقعے روز قیامت کے عیان
جس طرح ہین دایما احوال امت کے عیان

حضرت موسی نے جب دیکھی تجلی طور پر
گو نہ دیکھا حق کو تسپر بڑ گئی ایسی نظر
کہ شب یلدا مین دس فرسنخ پہ چونٹی ہو اگر
دیکھ لیتے ۔ طور کی رویت کا تھا یہ کچھ اثر

پہر جو خود اللہ کو دیکھا شہ دین نے دوبار
کونسی شے ہے جو حضرت پر نہ ہوتی آشکار

غزل

حبذا اے چشم کز تو دید نیہا دیدہ ام
مرحبا اے گوش کز تو فردہا بشنیدہ ام

اے نگاہم تا بطوف گنبد خضر استی
دل بصد جانست مصروف طواف دیدہ ام

اے مشامم جملہ اجزاے دماغم محو ست
بوے انس از خاک پاے تا بتو بوئیدہ ام

اے دل رہبر فدایت باد سرتا پاے من
کز طفیلت دیدہ ام لطفیکہ اینجا دیدہ ام

زیر بار منت او گردن من ہست خم
تا برین درگہ فرود آمد سر شوریدہ ام

از پے بوسہ لبم خم میشود بر پاے من
زانکہ از سعیش رسید اینجا تن کاہیدہ ام

خندہ ام باد افداے مقدمت اگریہ ام
زاب یاری تو من برخویشتن بالیدہ ام

کے تواند چشم گریانم اداے شکر تو
اے دہان اینجا بتو من شادمان خندیدہ ام

اے لبانم جان من مرہون احسان شماست
زانکہ از وجہ شما این عتبہ را بوسیدہ ام

چشم من فرش قدومت اے خیال یار من
کز تو شد بیدار بخت روزہا خوابیدہ ام

مردم چشمم ز دست من بجان منت کش اند
گرد کوی یار تا بر روے شان مالیدہ ام

قامتم گشته دوتا از بار احسان سرم
جبهه را تا بر سر خاک درش سائیده ام

هست ممنونت سراپایم که از تو بر درش
ایستادم با ادب اے قامت بگزیده ام

انورا اینجا فدائے خود خودم در بیخودی
سخت حیران بوده ام از حالت پیچیده ام

غزل

تشنه کامان در جوار آب حیوان آمدیم
پیش عیسٰے استخوانے چند بیجان آمدیم

گرچه از روز ازل خود زیر فرمان آمدیم
حالیا از فیض لطفت زیر دامان آمدیم

خواه بخشی خواه بکشی ما بصد شوق و هراس
با امید و بیم تو خندان و گریان آمدیم

هر کسی را میکشد میلش بخوبی در جهان
ما بحمد الله پیش شاه خوبان آمدیم

رحمتی بر حال ما زار ما که از دور دراز
زیر بار معصیت افتان و خیزان آمدیم

بر مساکین هم نگاهے تا شود دفع علل
اے دوائے دردمندان بهر درمان آمدیم

گریه بر خود کردنی چون بود حال زار ما
بیخودانه زین سبب چون اشک غلطان آمدیم

ما کجا و ذات پاک تو کجا لیکن ز دور
ذره آسا در هوائے شمس رقصان آمدیم

سر ج رو آمد هر آنکو در مدینه آمده است
ما هم انور آمدیم اما پشیمان آمدیم

غزل

هر کسی را با تو رازے دیگرے
ناز و انداز و نیازے دیگرے

شمع آسا دم بدم عشاق را ۔ میرسد سوز و گدازی دیگرے
عاشقانرا تا بجلوہ گاہ دوست ۔ ہست پنہان ترکتازی دیگرے
میرسد در راہ پیچاپیچ عشق ۔ ہر زمان نشیب و فرازی دیگرے
ہست صناعی کہ صنعش میدہد ۔ ہر عدم را امتیازے دیگرے
عاشقانرا در بیان رازہاست ۔ ہر حقیقت را مجازے دیگرے

انور افتادہ را اے دستگیر
نیست جز تو چارہ سازے دیگرے

غزل

بجسم پاکیزہ تر ز جانی بجان چہ گویم کہ جان جانی ۔ مرا چہ یارا کہ گویم آنے برون ز تخمین ہر گمانی
کلیم مدہوش لن ترانی حبیب مامور من رآنی ۔ بمرتبہ فرق درمیانی ازانست ظاہر چنانکہ دانی
بیکدم از لطف کبریائی جمیع افلاک طے نمائی ۔ عجب ترانکہ ز عرش آئی بکاخ چون بین ام ہانی
تو اولین نور کبریائی با حمدی نیز دلربائی ۔ ہر انچہ وصفت کنم سزائی کہ مبدأ امر کن فکانی
بکرسی حق تو باشی آندم کہ نفسی نفسی بگوید آدم ۔ ترا چہ نسبت بود بعالم مگر پئے مصلحت ازانی
فلک حبابی ز بحر جودت نمی بحار از یم وجودت ۔ جنان گل از گلشن نمودت تو اصل ایجاد دو جہانی
زمین و افلاک فرش راہ ہست مقام محمود جایگاہ ہست ۔ ملائک و انس و جان سپاہ ہست تو در عوالم شہنشہانی

بکوے تو اوفتادہ انور ز کار ماندہ بحال ابتر
بحقش اے شاہ بندہ پرور ہر انچہ میخواہی میتوانی

غزل

الهی آنکه نامش را بنام خویش ضم کردی
مرا سویش نمودی ره چها بر من کرم کردی

جزاک الله خیر اگر جفا کردی ستم کردی
هزاران جور بر عشاق کردی باز کم کردی

هلال این خم که میداری بدین حسن از چه رو باشد
مگر ابروی یارم دیدهٔ تا پشت خم کردی

دلا تسلیم زلفی شو که صد عین است تسخیرش
سراپا آهوت خوانم اگر زین دام رم کردی

بیک تیر نگاهت یافت تسکینی ز بیتابی
هزاران لطف و احسان بر دل بیچاره ام کردی

تمنای تیغ ابرویت بود اینها که می گویم
که سر هرگز نه پیچم گر جدا از تن سرم کردی

روان تا ساحل مقصود کردی کشتی ما را
بسی لطف و کرم بر جانم ای چشم ترم کردی

بشادی می توان مردن بکوی یار ای انور
نباشی لائقش گر بار دیگر چشم نم کردی

غزل

ای آنکه تجلی نخستین خدائی
با حسن که داری سبکی رو ننمائی

حلم تو چه حلمی که با آن فوج ملائک
مجبور وحی و از بهر خدا لب نکشائی

گردید همه سر نهفته ز تو مکشوف
آئینهٔ روشن گر اسرار خدائی

آرام گهت را نرسد وهم فلک هم
هر چند که در خیمه گه ارض و سمائی

زان وجه که دوری نتوان یافت بعقلت
وین طرفه که با این همه نزدیک بمائی

بودی که بما هست نشان میدهد از تو
از ما نشدی دور که گوئیم کجائی

باز آی و نگاهی بکن از لطف بر انور
رفتی نه چنان دور کز آن باز نیائی

غزل

یا الهی دل ز دستم می برد این بوی کیست
وین روا روهای جانها غزیزان سوی کیست

یارب این آشوب صد شام غریبان موی کیست
فتنهٔ روز قیامت قامت دلجوی کیست

والضحی را وجه می یابی که قصد روی کیست
معنی واللیل میدانی که آن گیسوی کیست

کیست آنکه روضه اش گرد بیان اشد مطاف
سجده گاه آسمانها بر زمین مشکوی کیست

باکه مانی اے قمر تا منظرت شد دلپذیر
وین حکایت اے هلال عید از ابروی کیست

آنکه خواندش رحمة للعالمین رب العلی
سر معنی را از ان دریاب تا هم خوی کیست

هر که میجوید احد گوئیش احمد را بجوئے
تا کشاید بروے این معنی که جبت وجوی کیست

ناصحا گوئی که تسکین دل آواره کن
آنکه دل گوئیش باشد لیک در قابوی کیست

از فسرده وضع تسکین دلم هرگز مجوے
از نفس هر دم نمیدانی که هاے هوی کیست

انور اقصد تقرب با سگ کویش کنی
هیچ میدانی که آن سگ پاسبان کوے کیست

غزل

شکر ایزد که سرم بر در کاشانهٔ تست
جان آتش زدهٔ هجر تو پروانهٔ تست

دیدنار وے تو مدهوش فتاده است زمین
رقص افلاک بیاد جرعهٔ پیمانهٔ تست

موقف جن و ملک بارگه عام تو هست
دخل کس نیست بجائیکه نهان خانهٔ تست

دل عشاق فقط حجله گه یاد تو نیست
در عوالم همگی شهرهٔ افسانهٔ تست

روکسے رانمائی و دلش صید کنی — دلبری شیوهٔ انداز جداگانہ تست
عاشقا ہیچ مترس از سخن دانشمند — لطف حق پیش رو ہمت مردانہ تست
سدراہت نشود جور حسود و ناصح — لطف حق پیش رو ہمت مردانہ تست

دردمی قلع مرضہائے درونیت شود
انور اکوئے مدینہ چو شفا خانہ تست

قصیدہ نعتیہ

محتاج گدا جود کند اہل کرم را — از سکہ بود دام دل آویز درم را
از مہر فزا سعی کند ہم تگ کافور — خورشید بکف مشعلۂ نور ظلم را
کے جزبہ عرق ریزی اجرام توان شد — آرائش انواع حلل خاک دژم را
از فیض دل نطق سرا منبع الہام — منقار نوا سنج بود چوب قلم را
افراشت زبا مردی روح ملک اسپاہ — برخاک فتادہ تن افسردہ علم را
استاد ازل محض پئے تربیت شان — آرد بدبستان وجود اہل عدم را
بینی طبق چرخ پر از انجم رخشان — ہر صبح نثار یست چنین خاک دژم را
خورشید پئے آنکہ دہد نور بسایہ — در راہ تعقب نہ کند سست قدم را
درکام جسد نفس بصد حیلہ بریزد — بے من و اذا لذت اصناف نعم را
گر طفل ز مادر سپرد راہ تغافل — از شیر بمہرش کند آمادہ سقم را
روتا بدو ہم سرکشد از مہر مہ نو — لیک او بعطارہ ندہد کاہش کم را
زان سان کہ ز آرام گہش رحمت عالم — کردہ پئے بہبود جہان رنجہ قدم را

مطلع دوم

اے نیّر برج شرف اشراق قدم را
سوزنده بیک دم زدن اظلام عدم را

مہر شرفت را ز شرف نیست ہبوطے
گو چند خسان قدر ندانند خدم را

زان سان که محاق است بدرزه بفلک کان
دائم کند انگشت نما بدر اتم را

سر باز بمانده است که تا بدوتنی سر
زان در که بران سر بسجود است صنم را

نام تو بمالش چو زند دست بگوشش
زہره ہمه تن آب شود شیر اجم را

عزمت چو قمر زہره شیران بشگافد
الست برد از آہوی وحشت زده رم را

عشاق درت شان نظر انداز نمایند
حوران که بیارند بجلوه خم و چم را

کیف عجبش را بدر آرد ز تناہی
کمیله باضعاف رسیده ز تو کم را

طبعت چو شود ملتفت خاطر اصلاح
از تغذیه چاره نبود قوت سم را

زان بحر سخایت که محیط است بعالم
نم سر زده نام پدید آمده یم را

آن روز که حق مسند اقبال تو آراست
افراشت پے ظل گلیش ہفت خیم را

آن کیست که گوے سبق از تو برباید
گو طے بکند اشتر رقصان ره رسم را

از فیض گدایان تو گردد شه شاہان
ہم پہلو خاک آنکه کند مسند جم را

مدحے که زند دم با صابت زره فخر
از فکر و نظر دور بیفراشت علم را

وان مدح که نازند حریفان بادایش
نسبت بجناب تو شبیه آمده ذم را

بر رفعت نه ہر خیره سرے چیره توان شد
منطق نه توان کرد بفن چند اصم را

بالغرض بہشتا این نتوان رفت گران سر
زیبد که ز سر باز تراشند قدم را

نے ہیچ کسانیکہ سپر وند ہمین راہ | لیکن ز سر فخر عصا کردہ منم را
زانرو کہ خطا سرزدہ زانہا بفزونی | آنجا کہ خجالت بود افزونی ہم را
بل از سر محو یکہ ز ہستی بدر آرد | دستی نبود نیز بران محض عدم را
تا بیخود و باخود ہمہ تن نعت توان شد | ذر پرتوش انوار دہد دست ظلم را
نعتت چو ہیم و مدح سرائیم ازان نم | از بے سہر و پائے کہ خود صورت نم را
با فعلیت حسن تہی کار من ار رہن | دا دیم من و کار ہمہ تہلکہ ہم را
در نعت تو با فکر ردیف است خیالم | زان سانکہ بجستم زپئے قافیہ غم را
ورنہ چہ سر و کار رہی را بچنین ہا | آقا تو رہانی ز غم و فکر اہم را

عمریست کہ از عشق تو دم میزند انور
قربان تو در کار کن این تیغ دودم را

قطعہ تاریخ طبع کتاب انوار احمدی از محمد مظفر الدین معلی

قطعہ اردو

حضرت انوار اللہ نے جو لکھی یہ کتاب | ہین مضامین اسکے پر گنجینۂ اسرار ہے
مصرعۂ تاریخ طبع اسکا معلی نے کہا | پر تقدس ہے دو عالم احمدی انوار ہے ۱۳۲۳ھ

قطعہ فارسی بصنعت تخرجہ

مضمون این کتاب ز ارشاد بارشاد | مملو ز فیض قدس لمعات سرمدیست
مالیدہ چشم اعمش جاہل ببین بنش (۱) | پرنور دل ز جلوہ انوار احمدیست ۱۳۲۴ھ

قطعۂ فارسی بصنعت تدخلہ از محمد اکرام علی لودہنی

کرد این کتاب حضرت استاد من رقم	از انتخاب دفتر اخبار احمدی
از غور وقت صحت کاپی شد این یقین	ہر حرف اوست گوہر شاہوار احمدی
اکرام سال طبع بگو از زبان جان	زیبا کتاب روشن انوار احمدی

۱۳۲۰ + ۳ = ۱۳۲۳

صحت نامہ کتاب انوار احمدی

نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح	نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢	٨	شر	شرحہ	٤٦	٣	ذاتی نہ	نہ ذاتی
٤	٦	السرحسی	السرخسی	٤٧	٢	تصویر	تصور
٥	١١	الدنیۃ	المدینۃ	"	١١	قطرہ	قُطر
"	١٨	لم یفید	لم یفد	"	١٨	ہے	ہو
٨	١٤	ذاک	فاک	٤٨	١٤	صرف	طرف
"	١٩	شامہ	اسامہ	٤٩	٩٠	بس	پس
٩	٣	ما انقضمت	ما انقضت	٥٠	٤	اور	جسکو
"	١٧	دیکھیے	دیکھیے	٥١	٣	لئے	بھی
١٠	١١	شعر رنمن	شعر وثمنین	٥٤	١٥	الدامی	الدارمی
١١	٦	حسیم	خزیم	٥٨	١	لتعین	لتعیین
١٤	٣	عرفی	عزفی	٥٩	١٣	افراط	فرط
١٩	٧	کفار	کفار کا	٦١	١٠	کیا	کیسا
٢٢	٣	اِلّا بذکر اللہ	اَلَا بذکر اللہ	٦٤	٩	ایک	ایک کا
٣٠	٩	سے	سر	٦٧	١٧	لعیرہ	بعیرہ
"	"	آسمان	عرش	٦٨	"	نہ کوئی	کوئی
٣٢	٩	جاتا رہتا	جاتا رہا	٧١	٣	یکھی بہا	یکجئی بہا
٣٣	١٧	صلاحیت و قبول	صلاحیتِ قبول	٨١	"	کسی نے	+
٤٥	١٨	اسکی	اسکا	٨٣	٩	مغفرت	طلب مغفرت

نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح	نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۴	۱۶	ہر	+	۱۲۲	۲	کیا	کی
؍؍	۱۹	ہوکرے	ہوا کرے	۱۲۳	۴	نقسہ	نفسہ
۸۹	۱۵	ملئکہ	ملئکتہ	؍؍	۹	سے	سے بھی
۹۱	۱۹	حضرت	حضرات	؍؍	۱۷	درست	دوست
۹۷	۳	جسکا	جس	؍؍	۱۹	نفس	نفس کی محبت
؍؍	۶	پ	حکم پر	۱۲۴	۱۱	لچھ	کچھ
۹۸	۲	لیہ	الیہ	؍؍	۱۲	گیا	گویا
؍؍	۷	بقل	بِقَلَمِہٖ	؍؍	؍؍	ابن	اس
۹۹	۱۹	دونو	دو	؍؍	۱۸	فیصور	منصور
۱۰۰	۱۰	جنّی	جنّتی	۱۲۶	۸	مدار مناط	مدار و مناط
۱۱۰	۳	مثال	امثال	؍؍	۱۷	اشیا	دوسری اشیا
۱۱۱	؍؍	کی	کی بھی	۱۲۷	۵	ما	اما
۱۱۱	۱۱	وقفنا	وفقنا	؍؍	۱۹	جبتک	الغرض جبتک
۱۱۲	۹	او	اور	۱۲۸	۲	جوکمی	کمی
؍؍	۱۹	خطیب جر	خطیب کو زجر	۱۳۰	۷	اعراض	اغراض
۱۱۳	۱	کیا تھا	+	؍؍	۱۸	سنتہ	سنۃ
۱۱۴	۸	ویعصہا	ومن یعصہا	۱۳۱	۱۵	ازنی	زنی
۱۱۵	۱۰	التجدو	التجدد	۱۳۲	۱۱	الغلم	العلم
۱۱۶	۱۳	مسلمانون کے	مسلمانونکی طرف	؍؍	؍؍	لاتعلم	لانعلم
۱۲۱	۱۲	باررًا	بارزرًا	؍؍	۱۸	الف	انف

صفحہ نشان	سطر	غلط	صحیح	صفحہ نشان	سطر	غلط	صحیح
۱۳۲	۱۶	زناد	زنا	۱۴۴	۱۳	بر	ہر
〃	۱۸	جو برابر	کہ جو برابر	〃	۱۹	تبعض	تبعض
۱۳۳	۳	قیامت مین کہ	کہ قیامت مین	۱۴۸	۱۶	بذالک الخضب بالحکم وغیرہ	وبذالک الاذن بالحکم وغیرہ
〃	۱۰	فیحزجون	فیخرجون	۱۵۱	۵	معنی	بینے
۱۳۴	۱۴	اس سے	اس معنی سے	〃	۹	درمنصور	درمنضود
〃	۱۷	عمل	وعمل	۱۵۴	۱۵	بیتنے	بیٹنے
۱۳۵	۲	کیف	کیفیت	۱۵۵	۱۴	منقی	منتقی
۱۳۷	۱۰	اللعلماء	للعلماء	۱۵۶	۲	قیل	قبل
〃	۱۵	ظاہرا	ظاہرا	〃	۱۳	جنبل	حنبل
〃	۱۹	ملاایجاب	للایجاب	۱۵۹	۱	یحب	یجب
۱۳۹	۱۸	الخناجی	الخفاجی	۱۶۰	۲	المعائرۃ	المغائرۃ
۱۴۰	۴	فلامریۃ	فلامریۃ	۱۶۴	۱۹	ثو	تو
〃	۱۴	لاوضوء	لاصلوٰۃ	۱۶۶	۱۶	بہ	یہ
〃	۱۶	رسوائے	سوائے	〃	۱۹	پڑہتے	نہ پڑہتے
۱۴۱	۳	کہو وہ	وہ کہو	۱۶۷	۸	وہی ہذہ	وہی ہذہ
〃	۹	تقالیت	تعالیت	〃	۱۲	کا	کانا
〃	۱۴	وربك	ربك	〃	۱۴	خلافۃ	خلافتہ
〃	۱۷	الرکۃ	الرکعۃ	۱۶۸	۶	مولاد	ہیولاد
۱۴۲	۵	سرو	سرد	〃	۷	کانوا	ماکانوا
۱۴۴	۱۰	نصلوا	فصلوا	۱۷۰	۲	سے	ہے

نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح	نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۰	۹	بس	پس	۱۹۵	۱۷	لاتفقھون	لاتفقھون
۱۷۳	۶	الوصول	الاصول	۱۹۶	۲	عظمت سے بہی	عظمت بہی
۱۷۵	۸	قعدر	قدر	۱۹۷	۴	آنحضرت	آنحضرت کی
"	۱۵	تشبیہ	تشبہ	"	۶	برائنی	برائنی
۱۷۷	۵	روایت	روایت ہے	"	۱۴	مِنْ	مَنْ
"	۱۵	یہی	بہی	۱۹۷	۱۵	اللهَ	اللهُ
۱۸۲	۷	منازلتم	منازلہم	"	"	"	"
"	۱۷	عائشہؓ کہ	عائشہؓ سے کہ	"	۱۸	لاتعبدہ	لاتعبد
۱۸۳	۱۸	مجلستہا	مجلسہا	۱۹۸	۱۴	مثالکو	مثالکو
۱۸۵	۷	ذریتہا	ذریتہا	۱۹۹	۵	ہی	بہی
"	۱۸	فیحب	فیجب	۲۰۰	۱۲	یوست	پوست
۱۸۶	۵	بیعتہ	ربیعتہ	۲۰۲	۱۸	کہینچ گیا	سے کہنچگیا
۱۸۸	۸	قال	قام	۲۰۳	۱۰	ہو	نہو
۱۸۹	۱۶	تنصروۃ	تنصروہ	"	۱۳	استادنت	استاذنت
۱۹۱	۱۱	العاصی	العاص	۲۰۵	"	ولکِن	ولکن
۱۹۲	۱۲	آئی گئی	آہی گئی	۲۰۶	۱	نفی	کی نفی
۱۹۳	۱	کے ساتھ	کوجھاڑو نبات	"	۲	باب	باپ
۱۹۵	۱۰	یہ ہو	یہ ہوا	"	۳	"	"
"	۱۳	ہمارے	بیچارے	"	۵	ولکنۃ	ولکن
"	۱۶	بہی	یہی	"	۹	عالی	کہ عالی

نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح	نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۶	۱۰	یا و	یا	۲۳۶	۱۰	یاعلمکم	باعلمکم
۲۰۹	۶	ترجمہ	+	〃	۱۹	جور	جو
〃	۱۴	دیکہتا	دیکہنا	۲۳۷	۱۰	فتطلخہ	فلطخہ
۲۱۰	۹	ان اللہ	اِن اللہ	〃	۱۷	علیہ السلام	علیہم السلام
〃	〃	تجد	یجد	۲۴۱	۱۴	فصلی	+
〃	۱۳	اور	اورجو	۲۴۲	۱۹	غازب	عازب
۲۱۱	۲	لاترفعَ	لاترفعُ	۲۴۴	۵	پیش ازبیش	بیش ازبیش
〃	۳	لاتشعَرون	لاتشعُرون	۲۴۵	۱	الاغنیا	الاقبیا
〃	۷	آپ	اب	۲۴۷	۱۲	احضر	اخضر
۲۱۲	۶	تہی	تہے	〃	۱۵	عثمان رضہ	کہ عثمان رضہ
۲۱۴	۱۵	القضہ	القصہ	۲۴۹	۳	عبید	عبد
۲۱۶	۵	لاتشعَرون	لاتشعُرون	۲۵۰	〃	انغیاب	اغتیابُ
۲۲۸	۱۳	چھِپتا	چھُپنا	〃	〃	عنداللہ عنداللہ	عنداللہ
۲۲۹	۱۱	باعیتہ	رباعیتہ	۲۵۲	۵	تغنی	تغنی
۲۳۰	۶	بڑہ	پڑ	〃	۸	داتہا	دیاتہا
۲۳۲	۱۷	تبکلیف	تبکلف	۲۵۲	۱۱	پردازیان	پروازیان
۲۳۴	۳	تولِیَ	تولّٰی	۲۵۳	۹	امسن	امس
۲۳۵	۴	اشاد	ارشاد	〃	〃	مل	علیہم
〃	۱۶	حمل	جمل	〃	۱۰	ناکہ	ناک
۲۳۶	۹	التورۃ	التوراۃ	〃	〃	کان کر	کان کو

نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۳	۱۲	الذکو	الذکر
۲۵۵	″	خشیث	خشیت
۲۵۶	۱۷	نہین	سنن
″	″	صنا	ضیا
۲۵۹	۳	نجملهم	نجعلهم
″	۱۷	کرسکے	کرگئے
۲۶۰	۱۳	اسبارہ	اسبارہ مین
۲۶۱	۹	لاترنعو	لاترفعوا
″	۱۲	اب	ابا
۲۶۲	۱۳	لوجدو	لَوجدُو
۲۶۳	۱۵	القران	القرون
۲۶۵	۱۰	بابی	باَبی
″	۱۸	ذکرسنے	ذکر
۲۶۹	۸	نحاسحوہ	نحاسحوہ
۲۷۱	۱۷	بی	بے
″	۱۹	رحمۃ اللہ	رحمہ اللہ
۲۷۲	۱۵	نیاہ	بناہ
۲۷۳	۱۳	حد	احد
۲۷۴	۱۳	فجز المنبر	فجر المنیر
″	۱۷	تزلی	ترقی
۲۷۵	۵	للواسطہ الکریمہ	للواسطۃ الکریمۃ
۲۸۳	۱۲	صلوت	صلوات
۲۸۴	۲	این	ابن
۲۸۵	″	یرد	لم یرد
″	۳	فیکون	فکون
″	۶	اوردہ	مااوردہ
″	۸	عبارت اردو زیرخط متن	بغیر خط کے
″	۱۴	آوردہ	اوردہ
″	۱۶	انقطاعہ	انقطاعہ
۲۸۷	۱۱	ہماری	بیماری
۲۸۹	۱۷	یقیم	یقسّم
۲۹۰	۱۸	فون	خون
۲۹۲	۱	فقبلناھم	فقلبناھم
۲۹۲	۱	فیئا	فیئا
۲۹۶	۶	اتقُوا	اتقوا
۲۹۸	۲	فانتھیا	فانتھینا
۲۹۹	۱	القوام	القوم
۳۰۳	۴	فان	فانہ
″	۱۳	لعدل	عدل
″	۱۶	امن	من

نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح	نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۴	۵	الحدیثہ	الحدیبیتہ	۳۱۳	۱۱	طبیعتامین	طبیعتمین
۳۰۶	۱	إن الحکو	إن الحکو	؍؍	۱۲	مجتہدین بیٹھے	مجتہدبن بیٹھے
؍؍	۱۹	حکما	حکما	؍؍	۱۳	طلب کرتے	طلب کرتے تھے
۳۰۷	۳	اونہون	اونہون نے	۳۱۴	۹	دل	اول
؍؍	۸	امھاتھم	امھاتھم	؍؍	۱۵	حب	سب
؍؍	۱۹	مثانے	مٹانے	۳۱۵	۷	واصب	فاصب
۳۰۸	۱۱	ابن بعیہ	ابن ابی ربیعہ	؍؍	۱۲	آلاٰیۃ	الآیہ
؍؍	۱۳	جلال	حلال	؍؍	۱۴	آبتین	آیتین
۳۰۹	۱	فقالا	فقالا	؍؍	۱۸	اوسی	اوس
؍؍	۵	رضی اللہ	رضی اللہ عنہ	۳۱۶	۱۱	بالآرا	الآرا
۳۱۰	؍؍	ہولاد	ہولار	؍؍	۱۳	والنل	والنخل
؍؍	۷	عنبوا	عقبوا	۳۱۷	۱۷	الامامہ	الامہ
؍؍	؍؍	انسخت	انسلخت	؍؍	۱۸	تہتدو	تہتدوا
؍؍	۱۰	امتلاءت	امتلارت	۳۱۹	۱۶	اور دیکھو	اور دیکھے دیکھو
؍؍	۱۱	یدیہ	یدیہ	۳۲۰	۱۴	برکت قابل	برکت سے قابل
؍؍	۱۲	انسال	انسائل	۳۲۱	۹	القراء	القراء
؍؍	۱۴	نتکلم	نتکلم	۳۲۲	؍؍	نگرن	مگرادن
۳۱۱	۶	پھرگیا	بھرگیا	۳۲۳	۱۴	یقسیمہم	لقیہم
؍؍	۸	پوچھیتے	پوچھتے	؍؍	۱۸	لئے	ملے
۳۱۲	۱۵	خصیوع	خضوع	۳۲۴	۸	سے	ہے

نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح	نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۴	۱۳	یُرِیْدُ	یُرِدُ	۳۳۵	۱۳	کیجئے	کیجیے
〃	〃	بِاُلْحَادٍ	بِاَلْحَادٍ	۳۳۷	۵	خوش	جوش
〃	〃	برد	او	۳۴۰	۸	جو	جز
〃	۱۶	یَقْتُلُ رجل	نقتل رجلٍ	〃	۹	حد	جد
۳۲۵	۱۷	حدیتون	حدیثون	۳۴۲	۱۰	جابر	جایز
۳۲۶	۴	التخلیق	التحلیق	〃	۱۲	حرّہ	حرہ
〃	۵	قاقتلوھم	فاقتلوھم	۳۴۳	۱۶	لئے	پیئے
[illegible]	۱۸	علامت	علامت یہ کہ	۳۴۴	۵	کرنے	کرتے
[illegible]	۱۳	ادرل	اعدل	〃	۱۳	پورشش	یورشش
〃	۱۴	حبت و حسرت	خبت و خسرت	〃	۱۸	الجرب خدعة	الحرب خدعہ
〃	۱۵	صامع صاھم	صیاما مع صیامھم	۳۴۶	۱۹	بروے	بر روے
〃	۱۶	لایجوز	لایجاوز	۳۴۷	۲	ممونت	ممنونت
۳۳۰	۱۷	حریفین	حرمین	〃	۱۰	ما	تو
۳۳۲	۲	استقفنا	استفتا	۳۴۸	۱۲	وکانی	فکانی
〃	۶	رلریاحین	الریاحین	۳۴۹	۱۸	بازآئی	بازآئے
〃	۱۱	نہین	نہین رکھتے	۳۵۰	۱۰	ہاے ہوے	ہاے وہوے
〃	۱۳	کہتا	کہتا ہے	۳۵۱	۲	لطف حق الخ	عقل خم حلقہ بگوش دل دیوانہ ست
۳۳۴	۳	بجائیگا کبھو	نجاسے موسو	۳۵۲	۱۳	رسم	سُم

تمت

اعلان منجانب مطبع

رسالہ ہذا مشتمل بر ذکر میلاد و فضائل و آداب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مطبع شمس الاسلام واقع شہر گٹی حیدرآباد مین بغرض فیض عام طبع ہوا ہے اور قیمت بہت ہی قلیل یعنی (عه) حالی رکھی گئی ہے۔ جن اصحاب کو خریدی منظور ہو مطبع موصوف سے خرید فرمائین فقط

المعلن محمد عبد الرحمن منیجر مطبع